جلد اوّل

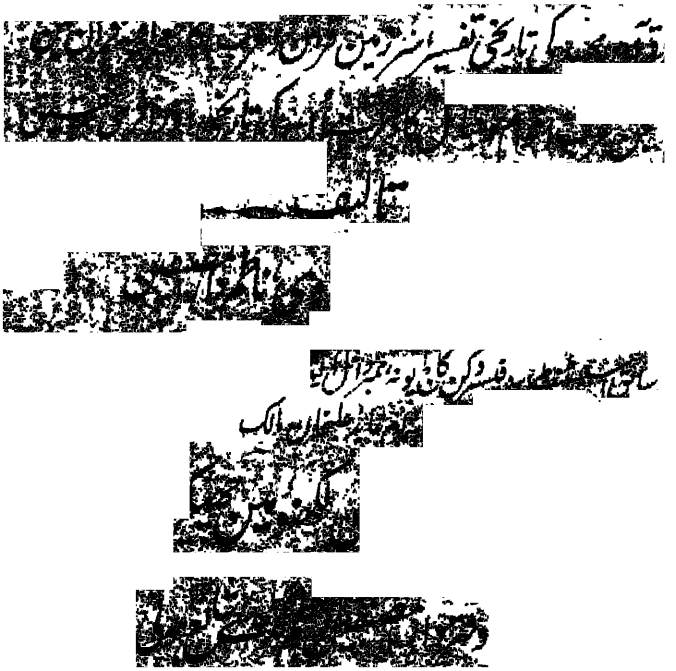

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۶۹	لقمان،	۱۸۰
۷۰	عاد ثانیہ کی اثری تاریخ،	۱۸۳
۷۱	لفظ عدن کی تحقیق،	۱۸۶
۷۲	ثمود،	۱۸۷
۷۳	حضرت صالح،	۱۹۰
۷۴	ثمود اور قرآن،	۱۹۱
۷۵	ثمود ثانیہ،	۱۹۷
۷۶	جرہم،	۲۰۰
۷۷	طلسم وجدیس،	۲۰۳
۷۸	اہل معین،	۲۰۷
۷۹	معین اور اکتشافات جدیدہ،	۲۱۰
۸۰	معین کا زمانہ،	〃
۸۱	معین اور مورخین یونان،	۲۱۴
۸۲	معین کا دائرۂ حکومت،	۲۱۶
۸۳	شاہان معین،	۲۱۹
۸۴	بنی لحیان،	۲۲۱
۸۵	مجہول قبائل سامیہ،	۲۲۳
۸۶	بنو قحطان	۲۲۴
۸۷	یارح یا یعرب،	۲۲۸
۸۸	حضرموت،	۲۳۱
۸۹	سبا،	۲۳۶
۹۰	سبا کا نام،	〃
۹۱	سبا کا زمانہ،	۲۳۷
۹۲	دائرۂ حکومت،	۲۳۸
۹۳	سبا کی شاخیں،	۲۳۱
۹۴	فرمانروایان سبا،	۲۴۰
۹۵	مکارب سبا،	۲۴۲
۹۶	ملوک سبا،	۲۴۶
۹۷	سبا کی تقسیم وتنظیم،	۲۴۸
۹۸	سبا کے تمدنی وتجارتی حالات،	۲۴۹
۹۹	سبا کی عمارتیں،	۲۵۳
۱۰۰	سدِّ مارب،	〃
۱۰۱	جنت سبا،	۲۵۵
۱۰۲	سبا کی آبادیاں،	۲۵۷
۱۰۳	ملکۂ سبا،	۲۵۹
۱۰۴	ملکۂ سبا اور قرآن مجید،	۲۶۰

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۳۳	حضرموت،	۹۴
۳۴	احقاف،	۹۵
۳۵	صنعاء	۹۵
۳۶	نجران،	۹۶
۳۷	عسیر،	۹۷
۳۸	حجاز،	۹۷
۳۹	مکہ معظمہ،	۹۷
۴۰	مدینہ منورہ،	۹۸
۴۱	طائف،	۹۹
۴۲	جوف، تبوک، خیبر، مدین،	۱۰۰
۴۳	عرب الشام،	۱۰۰
۴۴	عرب العراق،	۱۰۱
۴۵	اقوام ارض القرآن،	۱۰۳
۴۶	اقوام عالم،	۱۰۳
۴۷	بنو سام،	۱۰۵
۴۸	امم سامہ کا مسکن اوّل،	۱۰۷
۴۹	مسکن اوّل سے ہجرت،	۱۱۷
۵۰	عالیق کی حقیقت	۱۲۰
۵۱	امم سامیہ کے انساب،	۱۲۲
۵۲	شجرۂ اقوام ارض القرآن،	۱۲۴
۵۳	امم سامیۂ اولیٰ،	۱۲۵
۵۴	عاد،	۱۲۹
۵۵	لفظ عاد،	״
۵۶	عاد کا زمانہ،	״
۵۷	عاد کا مقام،	۱۳۱
۵۸	عاد کی سلطنتیں،	״
۵۹	عاد بابل میں،	۱۳۳
۶۰	عاد مصر میں،	۱۴۶
۶۱	عاد اسیریا میں،	۱۶۲
۶۲	عاد ایران میں،	۱۶۳
۶۳	فینیشیا میں،	״
۶۴	قرطاجنہ میں،	״
۶۵	یونان و کریٹ میں،	۱۶۴
۶۶	عاد اور قرآن،	۱۶۵
۶۷	بعثت ہودؑ،	۱۶۸
۶۸	عاد ثانیہ،	۱۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدك یا من "دحی الارض" وبث فیها رجالا کثیرا ونساء" و"اسکن" من ذریتهم "شعوبا وقبائل" "بوادغیر ذی زرع" "ذات العماد" والبطش الشدید" و"البسط فی الخلق" "من قوم نوح واصحاب الرس وثمود وعاد وفرعون واخوان لوط واصحاب الایکة وقوم تُبَّع کل کذّب الرسل فحقّ وعیدہ" "فمزّقهم کلّ ممزّقٍ وجعلهم احادیث" واصلی علی النبی الابراهیمی الاسمعیلی القیداری المضری القرشی الهاشمی، وعلی صحبه العدنانیین والقحطانیین اجمعین،

ارض القران | آج مسلمانون کا وطن تمام دنیا ہی تاہم مولد اسلام، موطن رسالت مہبطِ قران دنیا کا صرف ایک ہی گوشہ ہی (عرب) جسکو مادّی زرخیزی کی محرومی نے گو "بُن کھیتی کی زمین" وادی غیر ذی زرع کا خطاب دیا ہی، لیکن جسکی روحانی سیر حاصلی کی فراوانی کا یہ عالم ہی کہ آج دنیا مین جہان بھی روحانی کھیتی کا کوئی سرسبز قطعہ موجود ہے اُسی کشت زار الٰہی

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱۰۵	بعض شکوک کا ازالہ	۲۶۷
۱۰۶	سبا کا مذہب	۲۷۱
۱۰۷	سبا کا تفرق و انتشار	۲۷۳
۱۰۸	بنو کہلان کیا قحطانی ہیں	۲۷۵
۱۰۹	حمیر	۲۷۷
۱۱۰	لفظ حمیر	۲۷۸
۱۱۱	مملکت حمیر	۲۸۰
۱۱۲	حمیر کا زمانہ	〃
۱۱۳	حمیر کے طبقات	۲۸۲
۱۱۴	شاہان حمیر	۲۸۳
۱۱۵	حمیر کے حالات	۲۸۹
۱۱۶	تبابعہ	۲۹۰
۱۱۷	لفظ تبع	۲۹۲
۱۱۸	قرآن اور تبع	۲۹۲
۱۱۹	تبابعہ کی تعداد	۲۹۳
۱۲۰	تبابعہ کے نام اور زمانے	〃
۱۲۱	تبابعہ کے سیاسی اور مذہبی حالات	۲۹۹
۱۲۲	اصحاب الاخدود	۳۰۱
۱۲۳	اصحاب الفیل	۳۰۴
۱۲۴	حبش کی اصلیت	〃
۱۲۵	حبش و حمیر	۳۰۹
۱۲۶	اکسوم کی نجاشی	۳۱۰
۱۲۷	یمن کا آخری سقوط	۳۱۱
۱۲۸	عیسائیت و یہودیت کا تصادم	۳۱۵
۱۲۹	ابرہہ	۳۱۶
۱۳۰	واقعۂ فیل	۳۱۹

مصنفین نے صرف بے احتیاطانہ زبانی روایات پر رکھی ہی لیکن اہل یورپ انکے مقابل یونانی و رومانی سیاحون اور جغرافیہ نویسون کے تحریری بیانات اور عرب کے آثار قدیمہ و کتبات پیش کرتے ہین جو تنہا زبانی روایات سے ظاہر ہی کہ کہین صحیح تر ماخذ ہین اس بنا پر اُنھون نے عرب قبل قرآن کی تاریخ کے متعلق بالکل نیا عالم پیدا کر دیا ہی، جو اُنکی نظر سے علی الاکثر قرآن مجید کے بیان اور عرب کے زبانی روایات نے عرب کی جو تصویر کھینچی ہی اُس سے مختلف ہی اور اس لیے انکو اس میدان مین اعتراضات کا بڑا جولانگاہ نظر آتا ہی،

اس تصنیف کا مقصد یہ ہی کہ بہ تطبیق معلومات قدیمہ و جدیدہ ارض قرآن (عرب) کے حالات مذکورہ کی اس طرح تحقیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت اور مفسرین کی لغزش علی الاعلان آشکارا ہو جائے اس موضوع کی اہمیت و ضرورت سے شاید کسی مسلمان کو انکار نہوگا، قرآن مجید مین عرب کے بیسیون اقوام اور بلاد و مقامات کے نام ہین جنکی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف عوام بلکہ علما تک ناواقف ہین، اور نہایت عجیب بات ہی کہ تیرہ سو برس مین ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہین لکھی گئی، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانونکو ان حالات سے ناواقفیت رہی، اور دوسری طرف غیرون کو انھین افسانہ Legend کہنے کی جرات ہوئی، تورات مین ہزارون اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہین جو تطاول زمانہ اور تغیر السنہ کی بنا پر مجہول اور ناپدید ہو گئے ہین، لیکن علماے نصاری کی ہمت سزاوار آفرین ہی کہ وہ ارض تورات Land of Bible اور انسائیکلوپیڈیا آف بائبل کے ذریعہ سے ... ۳ ہزار برس کے مردہ نام اپنی مسیحیت سے زندہ کر رہے ہین۔

قرآن مجید مین بیس تیس اقوام و اشخاص سے زیادہ نہین تاہم ان کی تحقیق کے لیے مخصوص طور سے کبھی کوشش نہین کی گئی، عموماً یہ مباحث تفسیر کے ضمن مین لکھے گئے یا

کے آخری کسان کی تخم ریزی و آب سیری کا نتیجہ ہے۔

اس مہبط وحی قرآنی اور موطن اوّلِ اسلام کی تقدیس اُس بوڑھے پیغمبر (ابراہیمؑ) کے نام سے ہی جس نے اپنے جوان بیٹے (اسماعیل) کے خون سے اس "بن کھیتی کی زمین" کو سیراب کرنا چاہا جسکی سیرابی گردن کے خون سے مقدر نہ تھی بلکہ دل کے خون سے تھی، جب دل کا خون اس پر برسا تو یہ شور و بے حاصل قطعہ حسب پیشگوئی سابق لہلہا اُٹھا،

ذلک مثلہم فی التورٰۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع ویغیظ بہم الکفار (الفتح)	پیروان محمد کی مثال توراۃ و انجیل میں یہ ہی کہ وہ ایک کھیتی ہیں جسکا ڈنٹھل نکلا، مضبوط ہوا، تنہ پر کھڑا ہوا کہ کاشتکار دیکھکر خوش ہوں کافر غمزدہ ہوں

اس زمین کے اکثر حصہ کی مادّی شوری و بے حاصلی حکمتِ الٰہی کا مقتضا تھی کہ سلاطین عالم کے دستِ حرص و ہوس سے اس ارضِ مقدّس کی عصمت مصئون رہے اور دست انسانی کے تمدّن و صنعت کی سیاہی سے اسکی لوح، سادہ و پاک و فطری، تاکہ خود فطرۃ اللہ صرف اپنے حروف و خطوط سے اسکی گلکاری کر سکے اور خدا کی فطرت کا خزانہ جو اس کھنڈر مین دفن تھا پیغمبر مذہب فطری کے وجود تک محفوظ رہے،

تاریخ ارض القرآن

سرزمین قرآن (عرب) کی تاریخ جسقدر بعد القرآن یعنی بعد از اسلام روشن ہے، اُسی قدر قبل القرآن یعنی قبل از اسلام تاریک ہی، قرآن مجید نے بر سبیل عبرت و اظہار واقعہ ملک عرب کے متعدّد اقوام و اشخاص و انبیا کے حالات مجملاً بیان کیے ہین، لیکن عرب کی قوم تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھی اس لیے ان اقوام، اشخاص، اور اقطاع ملک کے تاریخی، سیاسی، قومی، مذہبی اور جغرافی حالات کے بیان و تفصیل کی بنیاد مسلمان

بعض اثری اکتشافات کی بنا پر بعض سبک مغز مصنفین یورپ بجرأت کہتے ہین کہ "عرب قبل القرآن، عرب بعد القرآن سے ہزار درجہ بہتر تھا" لیکن سینٹ ہیلیر ایک فرنچ مستشرق نے نہایت خوب جواب دیا ہی کہ اگر یہ صحیح ہوتا تو قرآن عام ابتدائی تعلیمات تمدن اور کم ازکم محرمات نکاح کے بیان کی تکلیف گوارا نکرتا"

ان آثار قدیمہ کے اکتشاف نے ادیان عرب قبل اسلام کے معلومات مین نہایت سخت انقلاب پیدا کر دیا ہے، جن سے اسلام کے مناقب و فضائل کا نیا باب پیدا ہو گیا ہے،

بہرحال نہایت ضرورت تھی کہ ہمارے دشمن جن جدید معلومات کو ہماری مخالفت مین صرف کر رہے ہین اُن سے اپنی موافقت کے پہلو پیدا کیے جائین

عہد قدیم مین مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ اعتقادیات تھا، لیکن اس عصر جدید مین جب ہمارے مخالفین عقائد اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہین، اُنھون نے یہانسے ہٹکر تاریخ و تمدن کے میدان مین مورچے قائم کیے ہین، ضرورت ہی کہ جسطرح ایرانی و یہودی مورخین کے مقابلہ مین ابن حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۱ھ، ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ، اور ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ نے تاریخ اسلام و قرآن کی تحقیق و تطبیق مین کوشش کی، اس زمانہ مین جدید یورپین تاریخ کی تاریخ اسلام و قرآن سے تطبیق دی جاے، اور یورپین تاریخی تحقیقات و اکتشافات کی غلطی کا پردہ چاک کیا جائے، اور خود اُنھین کے کارخانون کے بنے ہوئے ہتھیارون سے اُنکے حملون کا جواب دیا جائے،

ان وجوہ سے علاوہ کتب تفسیر، جغرافیہ و تاریخ اسلامی کے جدید یورپین تصنیفات کا بھی حوالہ دینا پڑا، کہ آثار عتیقہ عرب اور یونانی و رومانی تصنیفات کی دریافت کا جن سے

تاریخ عمومی مین مقدمہ کے طور پر مذکور ہوئے، حالانکہ اسکی اہمیت، تخصیص و افراد کی محتاج تھی،

مقام عبرت ہی کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق و کاوش مین بھی غیر نہایت کوشش و جانفشانی سے مصروف ہین، جرمن، فرنچ، اٹالین اور انگلش مستشرقین نے "تاریخ عرب قبل اسلام" پر محققانہ کتابین لکھین، یونانی و رومانی تصنیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پُر ہین، انتخاب و خلاصہ کیا، قرآن مجید نے جن اقوام و بلاد کا ذکر کیا ہی اُنکے کھنڈرون کا مشاہدہ کیا اُنکے کتبات کو حل کیا، اور ان سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کیے۔

تاہم وہ مسلمان نہین، یہودی یا عیسائی ہین، انھون نے نہایت بیدردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہے، بعض متعصب مستشرقین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت مین استعمال کیا ہی اٹھارھوین صدی کے وسط مین ریورنڈ فارسٹر Forster نے عرب کا تاریخی جغرافیہ Historical Geography of Arab لکھا جسمین اُسنے اپنی جہالت کے عجیب و غریب نمونے پیش کیے، جنکو پڑھکر کبھی ہنسی، اور کبھی رونا آتا ہی، لیکن کیا کیجیے کہ ہماری غفلت سے وہ قرآن کی صداقت تاریخی کا معیار ہے، بعض پادری قرآن کے تاریخی اغلاط کو پیش کرتے ہین، لیکن انکو پیش کرتے وقت افسوس ہی کہ تورات جسکو وہ معیار صحت سمجھتے ہین بھول جاتے ہین،

نولڈیکی Noldeke نے عمالقہ و عاد کی تحقیق مین ایک رسالہ لکھا ہے جسمین ثابت کیا ہی کہ یہ غیر تاریخی قومین ہین، ولکن A.Welken اور روبرٹسن اسمتھ Roberts Smith. عرب کے ادعاے نسب کا انکار کرتے ہین، عرب کے

کتاب کا یہ پہلا حصہ ہی جسمین ارض قرآن کا جغرافیہ اور اقوام عرب کے سیاسی تاریخی نسبی اور قومی حالات سے بہ تطبیق قرآن بحث ہی جس سے ظاہر ہوگا کہ عرب کی قوم نے اسلام سے پہلے بھی دنیا مین کیا کارنمایان انجام دیے ہین، اور اُن کے تمدن نے یمن و شام و عراق مین کس حد تک وسعت حاصل کی تھی، کتاب کے دوسرے حصہ مین اقوام عرب کے السنہ، ادیان، تجارات، طرق تمدن وغیرہ سے بحث ہوگی، خدا توفیق دے کہ وہ بھی جامہ پیش کرسکون، اپنی محنت و کاوش کے نتائج مسلمان پبلک کی نذر کرتا ہون (اسئل اللہ تعالیٰ ان یرزقنہ القبول ویقبض لہ الرواح)

سلیمان سید

۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء

قرآن کی ہر جگہ تصدیق ہوتی ہے کوئی اور ماخذ نہ تھا ، یہ تمام کتابین انگریزی زبان کی ہین، جو یا اصلاً انگریزی زبان مین لکھی گئی ہین، یا جرمن اور فرنچ سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین،

کہین کہین کسی فرنچ کتاب کا حوالہ ہے، اسکے لیے مین اپنے صدیق صمیم پروفیسر شیخ عبدالقادر ایم اے فیلو اینڈ لکچرر آف بمبئی یونیورسٹی وممبر آف بمبئی ایشیاٹک سوسائٹی کا ممنون ہون، جنھون نے میرے لیے ازراہِ عنایت فرنچ سے انگریزی مین ترجمہ کرنیکی تکلیف گوارا کی،

ارض القرآن کے لیے تورات کی واقفیت نہایت ضروری تھی، تورات کے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی تراجم میرے پیش نظر تھے، لیکن نامون کے تلفظ اور فقرون کے ترجمہ مین اس کثرت سے ان مین اختلاف بلکہ تضاد نظر آیا، کہ خود اصل عبرانی کیطرف توجہ کرنی پڑی، اور تین مہینے تک کی تعلیم مین اصل کی طرف مراجعت ایک حد تک آسان ہوگئی، سباؤ حمیر کے کتبات بھی عبرانی خط مین شائع کیے گئے ہین اور زبان بھی تقریباً مابین عربی وعبرانی ہے، یہ قلیل حرف شناسی اس مہم مین بھی کام آئی۔

اقوام وبلاد کے صحیح مقامات کی تعیین کے لیے متعدد نقشون کی ضرورت تھی، اس فن مین باوجود بے بضاعتی کے، اس خدمت کو نہایت محنت سے خود انجام دینا پڑا،

ان اجزا کی ترتیب مین پورے تین برس صرف ہوے، لکھنؤ مین دفتر سیرت نبوی کا جب مین اسسٹنٹ تھا تو اس موضوع کا خیال آیا، بلکہ اصل مین سیرت نبوی کے دیباچہ ہی کے طور پر اسکے لکھنے کی تحریک ہوئی، لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا میدان زیادہ وسیع اور کشادہ نظر آتا گیا، تا آنکہ یہ بالکل مستقل ایک شے بنگئی،

کہ اس سے اسلام کو مذہبی حیثیت سے کوئی تعلق نہ تھا، اس سے کوئی بحث نہ کی،
لیکن اس عہد کے آخری حصہ مین جب قرآن نے عرب سے نکلکر دنیا کے دور دراز
حصون مین ظہور کیا، جہان لوگ ان اقوام و ممالک کے حالات سے مطلق واقف
نہ تھے، ضرورت ہوئی کہ ان کے جغرافی وسیاسی وتاریخی حالات کی جستجو کی جائے،
اس وقت جو سامان اس کام کے لیے ہاتھ آسکا وہ حسب ذیل ہی:

(۱) **قرآن مجید**، خود قرآن مجید مین ان اقوام کے جو حالات بیان ہوے تھے،

(۲) **روایات تفسیر**، مفسرین نے اُن آیات کی تفسیر مین جو آنحضرت صلعم اور
صحابہ سے جو حدیثین نقل کی ہین، لیکن صحیح طور سے انکی تعداد بہت کم ہی۔

(۳) **اسرائیلیات**، ان اقوام مین سے اکثر کا ذکر تورات مین مذکور تھا، اس
بنا پر یہود ان سے واقف تھے، مسلمان یہودیون نے اپنے معلومات و روایات کی
بنا پر ان کی جو تشریح کی،

مفسرین کے روایات کا تمامتر مبنیٰ اسرائیلیات ہین، وہب بن منبہ، کعب الاحبار، ضحاک، سدی، کلبی، واقدی، مدائنی، مجاہد، عکرمہ وغیرہ ان
روایات کے ماخذ ہین، وہب اور کعب خود اصلاً یہود تھے، اور دیگر حضرات یہودیون
کے خوشہ چین، یہودیون سے روایت کوئی بُری چیز نہین ہی، لیکن افسوس یہ ہی
کہ ان یہودیون کے معلومات کی بنا جسقدر تورات و اسفار پر تھی اُس سے زیادہ عام
رطب و یابس، زبانی عجوزانہ روایات پر، اسلیے اکثر یہ روایات صحیح الماخذ نہین،
اور اسی لیے ان مین ہزارون بے سروپا روایتین موجود ہین، جو اصول روایت کے
رو سے تمامتر ضعیف بلکہ جھوٹ ہین،

سرمایۂ ارض القرآن

ارض القرآن کے علم وتحقیق کے جو ذرائع پہلے موجود تھے اور جن سے مصنفین اسلام نے کام لیا ہی، اور اب عصر جدید نے ان معلومات کے جو ذرائع پیدا کر دیے ہین، اس فصل مین اُنپر نظر و تبصرہ مقصود ہی، ارض القرآن کے لیے اسوقت چار ماخذ سامنے مین،

۱۔ ادبیات اسلامیہ (محمڈن لٹریچر)

۲۔ ادبیات اسرائیلیہ (جوئش لٹریچر)

۳۔ ادبیات یونانیہ ورومانیہ (گریک اینڈ رومن لٹریچر)

۴۔ اکتشافات اثریہ (ارکیالوجیکل ڈسکوریز)

۱۔ اَدَبِیاتِ اِسلامیہ

قرآن مجید نے اقوام عرب کا تذکرہ صرف عبرت وبصیرت کے لیے کیا ہی، اس بنا پر ان اقوام کے وہ جغرافی وتاریخی وسیاسی حالات جن سے قرآن کے موضوع کو کوئی تعلق نہین ہی، قرآن مجید نے نظر انداز کر دیے ہین، بلکہ بعض ایسی قومین بھی ہین جنکا قرآن نے بلا تشریح خبر وحال صرف نام لے دیا ہی،

عہد نبوی مین صحابہؓ چونکہ اپنے ملک واقوام کی تاریخ سے واقف تھے اور نیز اسلیے

۵ - اس سے زیادہ محفوظ ذریعۂ اطلاع سرمایۂ اشعار و امثال عرب ہی جسمین، فخر و مباہات، مدح و ستائش، اور اظہارِ بسالت و شجاعت کے سینکڑون واقعات تاریخی، اور رسوم و عادات کا ذکر ہے، لیکن افسوس کہ یہ گران قیمت سرمایہ ہمارے پاس اسلام سے چند صدی پیشتر سے زیادہ کا نہین ہی، تاہم قبل اسلام کے بہت سے حالات ان کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتے ہین، مورخ طبری نے عاد کے حالات مین لکھا ہی کہ "بعض ایرانیون نے عاد سے انکار کیا ہی، حالانکہ اشعار جاہلیت مین انکا نہایت کثرت سے تذکرہ ہے، اگر خوف تطویل نہوتا تو مین انکو نقل کرتا"

بہرحال مسلمانون نے اپنے عہد مین اس سرمایہ کی تدوین و ترتیب حسب ذیل صورتون مین کی،

(۱) **کتب تفسیر**، تفسیر کی کتابون مین آیات متعلقہ کے تحت مین انکو لکھا، اس قسم کی تفسیرین یہ ہین،

تفسیر مجاہد بن جبیر ..... المتوفی سنہ ۱۰۴ھ

تفسیر مقاتل بن سلیمان ..... المتوفی سنہ ۱۵۰ھ

تفسیر ابراہیم بن معقل النسفی ..... المتوفی سنہ ۲۹۵ھ

تفسیر دیلمی ..... المتوفی سنہ ھ

تفسیر ابن جریر طبری ..... المتوفی سنہ ۳۱۰ھ

تفسیر ابن ابی حاتم ..... المتوفی سنہ ۳۵۴ھ

تفسیر ابن حبان ..... المتوفی سنہ ۴۱۰ھ

تفسیر ابن مردویہ ..... المتوفی سنہ ۵۱۶ھ

ابن مردویہ، دیلمی، مجاہد، مقاتل بن سلیمان اور ابن جریر طبری کی تفسیرون کی بنا انھین حکایات و روایات پر ہے، جنکا اصولاً کوئی اعتبار نہین، ضحاک، سدی، کلبی، ہشیم بن عدی، واقدی، مدائنی جو ان روایات کے ناقل یا مصنّف ہین، اسماء الرجال کی کتابون مین ناقدین حدیث نے ان کی دروغ بیانی، کذب، اور ضعف کو تصریح لکھا ہے، عکرمہ، وہب بن منبہ اور کعب الاحبار بھی جرح مفصل سے بڑی نہین،

ان تمام بزرگون کا سرمایۂ علم یہودی روایات ہین جنکی بنا، تورات، تلمود، ترگوم، اور تالمود پر ہے اور بعض عام گپین بھی ہین، یہ تمام کتابین عام طور سے ملتی ہین، اسلیے ان روایات منقولہ کی بجائے خود اصول و متون کی طرف توجہ کرنی چاہیے، ان کتابون کا ذکر ادبیات اسرائیلیہ مین آتا ہے،

۴ سب سے عام ذریعہ زبانی خاندانی روایات ہین جو نسلاً بعد نسل عربون مین محفوظ چلی آئی، تا آنکہ بعد اسلام وہ کتابون مین مدوّن ہو گئین، مسلمانون کے اصول روایت کے رو سے گو یہ ذریعۂ علم زیادہ محفوظ نہین، لیکن جو خاندانی روایتین متفقاً اور بلا انکار بغیر اشتباہ و شک عرب مین عام طور سے مشہور تھین، اور جنکا فخراً ہر موقع پر ذکر کیا گیا اور کسی نے اُسکے انکار و نفی کی وجہ نہ پائی گویا درحقیقت تواتر کی حیثیت رکھتی ہین، جنکی تردید اصول تاریخ کے رو سے مستحیل ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس قسم کا تواتر چند موٹے موٹے واقعات و حالات (مثلاً حضرت اسماعیل کا مکہ مین قیام، کعبہ کی بنا، قریش کا عدنان تک کا نسب نامہ، قریش کا اسماعیلی خاندان سے ہونا، چند قبائل بائدہ اور امرائے حیرہ و غسان ملوک مین اور شیوخ حجاز کے بعض نامکمل اور اوپری حالات) کے سوا اور واقعات مین نہین،

جغرافیہ ہی، کتاب لیڈن مین چھپ گئی ہی، دوسری کتاب الاکلیل صرف یمن کی تاریخ ہی، اکلیل کا کامل نسخہ ابتک کہین نہین ملا ہی، اسکا ایک ٹکڑا پروفیسر مولر D.H.Muller کی کوشش سے شائع ہوا ہی، کتاب دس ابواب پر منقسم ہی،

باب اول دربیان ابتداے خلقت، وتقسیم انساب اقوام عرب وعجم وحمیر،

باب دوم دربیان نسب فرزندان ہمیسع بن حمیر،

باب سوم دربیان فضائل قحطان،

باب چہارم دربیان تاریخ از یعرب بن قحطان تا عہد تبع ابوکرب،

باب پنجم دربیان تاریخ عہد اوسط از تبع ابوکرب تا عہد ذونواس،

باب ششم دربیان تاریخ عہد آخر از ذونواس تا عہد اسلام،

باب ہفتم دربیان قصص کاذبہ واخبار مستحیلہ،

باب ہشتم دربیان عمارات حمیر وشاہان حمیر، ومعرکہاے حمیر، ومقابر ومزارات حمیر، واشعار حمیر، ونقوش وکتبات حمیر،

باب نہم ضرب الامثال زبان حمیری، وخط حمیری،

باب دہم حالات قبیلہ ہمدانی حمیر،

یورپ مین اس کتاب کا اکثر حصہ برٹش میوزیم لندن، اور رائل لبریری برلن مین موجود ہے، مستشرقین یورپ اس کتاب کی بڑی قدر کرتے ہین اور عرب کی تاریخ قدیم کے متعلق اس سے زیادہ مستند کوئی اور حوالہ نہین سمجھتے، ہمدانی چونکہ حمیری زبان سے واقف تھا اس لیے آثار وکتبات کو وہ پڑھ سکا تھا، اسی لیے اس باب مین اُسکو

لہ طبقات الامم لابن صاعد اندلسی ص ۹۱، ۹۲ مطبع مصر

(۲) **تاریخ عرب**۔ ابتدائی مورخین جنکا سلسلہ حضرت معاویہ کے عہد سے شروع ہوگیا تھا، عبید بن شریہ، ابوعبیدہ، عوانہ بن حکم، ہشام کلبی، قاضی ابوالبختری ابن ہشام ہین، یہ وہ مصنفین ہین جنھون نے دوسری اور تیسری صدی ہجری مین خالص عرب کی قدیم تاریخ لکھی، انکی تصنیفات کے نام یہ ہین[۱]،

۱۔ عبید بن شریہ کتاب اخبار الملوک الماضین۔ نام کتاب کا ترجمہ یہ ہے "گذشتہ بادشاہون کے حالات" امیر معاویہ کا معاصر تھا، اس کتاب کے اقتباسات مسعودی مین جابجا ہین،

۲۔ ابوعبیدہ۔ کتاب مغازات قیس والیمن، کتاب خبر عبدالقیس، کتاب مناقب بابلہ، کتاب مکہ والحرم، کتاب بیوتات العرب۔ کتاب مآثر العرب، کتاب مآثر غطفان، کتاب قصۃ الکعبہ، کتاب الخمس من قریش، کتاب الاوس والخزرج، کتاب ایام بنی یشکر،

۳۔ مبرد۔ کتاب ایام بنی مازن، کتاب قحطان وعدنان،

۴۔ ہشام کلبی۔ کتاب من نقل من عاد وثمود والعمالیق وجراہم وبنی اسرائیل من العرب کتاب ملوک کندۃ، کتاب طسم وجدیس، کتاب عاد الاولی والثانیہ، کتاب تفرق عاد، کتاب اصحاب الکہف، کتاب الحیرۃ،

۵۔ قاضی ابوالبختری۔ کتاب طسم وجدیس،

۶۔ ابن ہشام۔ سیرۃ نبوی کے مقدمہ مین عرب قدیم کی تاریخ لکھی، اور کتاب التیجان اک کتاب لکھی،

۷۔ چوتھی صدی کی بہترین تصنیفات اس باب مین ابن الحائک ہمدانی ایک عرب جغرافیہ نویس کی دو کتابین "صفۃ جزیرۃ العرب" اور "الاکلیل" ہین، پہلی کتاب عام جزیرۂ عرب کا

[۱] کتاب الفہرست ابن ندیم باب الاخبارین ص ۵۴ - ۹۰ طبع یورپ،

موجود اور مطبوع ہین، اس موضوع کے متعلق خاص اہمیت حسب ذیل اشخاص کو حاصل ہی،

نام	سنہ وفات	نام تصنیف	مقام طبع
ابن ہشام،	۲۱۸ھ	کتاب السیرۃ	مطبوع یورپ ومصر
ابوالولید ازرقی،	۲۲۳ھ	اخبار مکہ	〃 〃 〃
ابن قتیبہ	۲۷۶ھ	کتاب المعارف	〃 〃 〃
ابن واضح یعقوبی،	۲۷۷ھ	تاریخ یعقوبی	〃 〃 〃
ابوجعفر طبری	۳۱۰ھ	تاریخ الرسل والملوک	〃 〃 〃
حمزہ اصفہانی،	۳۷۰ھ	تاریخ سنی ملوک الارض	〃 〃 کلکتہ
مسعودی،	۳۴۶ھ	مروج الذہب،	〃 〃 مصر

یہ عرب کے قدماے مورخین ہین، متاخرین مین صرف دو شخص قابل ذکر ہین،

ابوالفدا	۷۳۲ھ	المختصر فی اخبار البشیر	مطبوع یورپ ومصر
ابن خلدون	۸۰۸ھ	العبر ودیوان المبتدا والخبر	〃 〃 〃

۳- **جغرافیۂ عرب**، مسلمانون مین جغرافیہ کی ابتدا خود عرب سے ہوئی ہے کہ وہ اُن کا وطن تھا، اور اسکی ابتدا اُسوقت کی جب یونانیون کے لفظ "جغرافیہ" سے بھی اُنکو واقفیت نہ تھی، اُنھون نے گو خاص طور سے مخصوص قرآن کا جغرافیہ نہین لکھا لیکن جغرافیہ عرب کے ضمن مین بہت سے اماکن قرآن کا نشان دیا، عرب کا ایک ایک پہاڑ، تالاب، وادی، چراگاہ، شہر، گاؤن، پڑاؤ، عمارت، غرض ملک عرب کے ایک ایک ذرہ کو گن ڈالا اور اُس کے حالات جغرافی اور توبوغرافی طریقہ سے مدوّن کیے،

اس فن پر دو قسم کی کتابین ہین، ایک وہ جنمین مخصوص طور پر صرف عرب کا جغرافیہ ہی،

خاص اہمیت حاصل ہی،

۸۔ علقمہ بن علکم ایک شاعر نے قصیدہ نونیہ مین حمیر (قوم تبع) کے حالات اور عام عمارات کے نامون کو نظم کیا ہی،

۹۔ نشوان بن سعید الحمیری ۵۷۳ھ نے قصیدۂ حمیریہ کے نام سے حمیر کی تاریخ نظم کی ہے، جسمین زیادہ تر سلاطین کے نام ہین،

نشوان نے خود یا اسی عہد کے ایک دوسرے مسلمان عالم نے اس قصیدہ کی نثر مین شرح لکھی ہے، ابن سعید حمیری کی سب سے عجیب و غریب تصنیف شمس العلوم ہی، جو گو ایک لغت کی کتاب ہی، لیکن الفاظ متعلق حمیر و یمن کے ضمن مین بہت سے حمیری الفاظ اور نامون کی تصحیح کی ہی اور اُنکے معنی لکھے ہین، لفظ مسند کے تحت مین خطّ مسند حمیر کے حروف ہجا لکھے ہین جن سے مستشرقین یورپ کو حمیر و سبا کی تاریخ کی ترتیب اور کتبات کے پڑھنے مین بہت مدد ملی ہی،

کتاب التیجان قصیدہ حمیریہ، شرح قصیدہ حمیریہ اور شمس العلوم یہ تمام نادر سرمایہ بانکی پور کے کتبخانہ مین موجود ہے، قصیدۂ حمیریہ کو الفریڈ دان کریمر ایک مستشرق نے شائع بھی کر دیا ہے، شمس العلوم کا ایک عمدہ نسخہ اسکوریال لائبریری مین بھی موجود ہی،

اسلامی ذخائر علمی کا جو سرمایہ ہمارے پاس موجود اور مطبوع ہی اور اس کے رو سے عرب قدیم کا سب سے پہلا مورخ ابن اسحاق المتوفی ۱۵۱ھ ہی، جو اسوقت ابن ہشام المتوفی ۲۱۸ھ کی روایت سے موجود اور اُسکی تصنیف کتاب السیرۃ کا جز ہی، اسکے بعد کے مورخین اسلام نے بھی عموماً اپنی تاریخ کی تمہید مین تاریخ عرب و بنی اسرائیل کے ضمن مین اشخاص و اقوام قرآن سے بحث کی ہی، بہرحال مورخین اسلام مین جنکی تصنیفات

ابن حائک ہمدانی	سنہ ۳۳۰ھ	صفۃ جزیرۃ العرب	جغرافیہ عرب مین محقق ترین کتاب، عرب کے قطاع، اقوام، قبائل، حیوانات، راستہ، پہاڑ، تالاب، چراگاہ، وادی، معدنیات، آثار قدیمہ، مقامات قبائل، بعد مسافت وغیرہ کے بیان مین، کتاب لیڈن مین بتمامہ ۱۸۵۹ء مین چھپگئی ہی،
ابو زید بلخی	سنہ ۳۴۰ھ	کتاب البدء والاخبار	فصل ۱۳ عرب کے جغرافیہ اور اُسکے مسالک اور اُسکے عجائب و آثار کے بیان مین ہی، فرنچ مستشرق کلمان ہوا نے اسکو شائع کیا ہی،
ابو سعید حسن السیرافی	سنہ ۳۶۸ھ	کتاب جزیرۃ العرب	*
حسن بن محمد المعروف بالخالع	سنہ ۳۸۰ھ	کتاب الادویۃ والجبال	عرب کے پہاڑون اور وادیونکے بیان مین،
محمود بن عمر زمخشری	سنہ ۵۳۸ھ	کتاب الامکنۃ والمیاہ والجبال،	عرب کے مقامات، تالاب اور پہاڑون کے بیان مین،
البکری	سنہ	معجم ما استعجم	مقامات عرب کے بیان مین کوٹنجن مین چھپی ہی،
سیوطی	سنہ ۹۱۰ھ	مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع	۶ جلدون مین طبع ہوئی ہی، عرب کے تمام مقامات کا استقصا ہی، ملخص از معجم یاقوت۔ چھپ گئی ہی،

دوم وہ جنمین دیگر ممالک کے جغرافیہ کے ساتھ عرب کا بھی تذکرہ ہی،
اول قسم کی کتابین حسب ذیل ہین،

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابوزیاد کلابی	اواخر سنہ ۲۰۰ھ	کتاب النوادر	کتاب کے چند ٹکڑے ہین ایک عرب کے جغرافی حالات پر ہے، یہ کتاب عربی زبان مین جغرافیہ کی سب سے پہلی کتاب ہی،
نضر بن شمیل	سنہ ۲۰۳ھ	کتاب الصفات	کتاب کا دوسرا ٹکڑا عرب کے خیمہ گاہون، گھرون، پہاڑون اور گھاٹیون کے بیان مین ہی،
ہشام بن محمد کلبی	سنہ ۲۰۶ھ	کتاب البلدان، کتاب الاقالیم،	+ x
ابوسعید الاصمعی	سنہ ۲۱۳ھ	کتاب جزیرۃ العرب، کتاب میاہ العرب	پہلی عام جغرافیہ عرب معلوم ہوتی ہی دوسری صرف عرب کے تالابونکے بیان مین،
سعدان بن مبارک	اوائل سنہ ۳۰۰ھ	کتاب الارضین والمیاہ والجبال،	زمین، تالاب اور پہاڑونکے بیان مین،
ابوسعید حسن السکری	اواخر سنہ ۳۰۰ھ	کتاب المنازل والقری والابیات،	عرب کے گھاٹون، آبادیون اور گھرونکے بیان مین،
عمر بن رستہ	اواخر سنہ ۳۰۰ھ	الاعلاق النفیسہ	فصل ۷ جغرافیہ مین ہی، ایک ٹکڑا متعلق صنعاء، سیمٹک اسٹڈی سیریز نمبر ۱ مین رچرڈ گوتھائیل نے چھاپا ہی،

یاقوت	۶۲۳ھ	معجم البلدان	مطبوع مصر، دس جلدون مین بہ ترتیب حروف عرب کے تمام مقامات، پہاڑ، تالاب، اور وادیون کا ذکر ہی اور اکثر کا طول بلد و عرض بلد لکھا ہی،
زکریا قزوینی	مولود ۶۷۴ھ	آثار البلاد	مطبوع یورپ، مختصر کتاب بہ ترتیب اقالیم ہی، ہر اقلیم مین عرب کا جو حصہ پڑتا ہی اُسکا ذکر ہی،
شمس الدین دمشقی	۷۰۰ھ	نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر	مطبوع یورپ، باب، فصل، اعرب کے عام جغرافیہ، حدود، صوبے، شہر اور قلعون کے بیان مین،
ابو الفدا	۷۳۲ھ	تقویم البلدان	مطبوع یورپ، فصل اول مین عرب کے ۴۲ آبادیون کا ذکر کیا اور اُنکا طول بلد و عرض بلد لکھا ہی،

ان تمام کتابون مین بجز ابن خرداذبہ کے مقامات و اماکن قرآن کا ذکر جہان آیا ہی اُنکی تفصیل مذکور ہی،

دوسری قسم کی کتابین یہ ہین،

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابن خرداذبہ	موجودہ ۲۵۰ھ	کتاب المسالک والممالک	مطبوع یورپ، وسط کتاب مین تمین کے نام سے عرب کا ذکر کیا ہی،
ابن فقیہ ہمدانی	سنہ ۲۹۰ھ	کتاب البلدان	مطبوع یورپ باب ۲ در ذکر مکہ، طائف مدینہ، یمامہ، یمن،
ابن واضح یعقوبی	اواسط سنہ ۳۰۰ھ	کتاب البلدان	مطبوع یورپ، (میری نظر سے نہین گذری)
اصطخری	سنہ ۳۴۰ھ	کتاب المسالک الممالک	مطبوع یورپ، باب اول ذکر جغرافیۂ عرب،
مسعودی	سنہ ۳۴۶ھ	مروج الذہب	مطبوع مصر،
ابن مردویہ	سنہ ۳۵۲ھ	معجم البلدان	قلمی، موجودہ کتبخانۂ حیدرآباد دبانکی پور مرتب بہ ترتیب حروف ہجا عرب کے حسب ذیل شہرون کے حالات ہین ام القری بحرین، عام عرب، عمان، مدینہ،
ابن حوقل	سنہ ۳۶۲ھ	کتاب المسالک والممالک	مطبوع یورپ، باب اول عرب کے جغرافیہ پہاڑ، ریگستان اور راستون کے بیان مین،
ابوالبناء بشاری مقدسی	سنہ ۳۷۵ھ	احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم	مطبوع یورپ، عرب کے صوبے، قصبے، گاؤن عمارات، معدنیات اور کھنڈر کے بیان مین،
ادریسی	سنہ ۵۴۵ھ	نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق	صرف ایک ٹکڑا چھپا ہی (جسمین عرب کا ذکر نہین)

تحقیق و یقین کے ساتھ ظاہر ہون، کیا یہ بات عقل مین آسکتی ہی کہ تمام قبائل بنی قیس جو وسط ملک عرب مین آباد ہین وہ صرف ایک شخص کی نسل سے ہون، یعنی قیس کی جو مسیح سے کچھ پہلے تھا، اسلیے ہماری تحقیق یہ ہی کہ کوئی قبیلہ درحقیقت اپنے اُس پدر اول سے واقف نہین جسکی طرف وہ منسوب ہی[1]

روبرٹسن اسمتھ کہتا ہی،،

یہ محقق ہو چکا ہی کہ چند قبائل زمانۂ ماضی غیر قدیم مین کسی تاریخی شخص کیطرف منسوب نہ تھے[1]،،

ہمکو ان دونون محققین سے حق سوال ہی کہ اس بے اعتباری عام کے دلائل کیا ہین؟ عرب کے ایک ایک قبیلہ کے لیے ضروری تھا کہ دوستون کی مدح اور دشمنون کی ہجو کے لیے انساب محفوظ رکھے، عرب کا ہر وہ قبیلہ جو غیر پدر کی طرف انتساب کرتا ہی وہ عرب مین حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہی، اور بطور نشان ملامت کے اُسکا نام لیا جاتا ہی، شعراے عرب مختلف مواقع کے لیے انساب کے زبانی یاد رکھنے پر مجبور رہتے تھے، کیا ان واقعات کے بعد بھی اس بے اعتباری عام کی کوئی وجہ مناسب ہی، بنو قیس کی طرح، ۶۰۰ برس کی مدت مین ایک شخص کی اولاد کا چند بطون و قبائل پیدا ہو جانا کوئی محال امر نہین،

یورپ کے ان علمی توہم پرستون کے انکار انساب کی بنیاد مسئلہ طوطمیت (ٹوٹزم) پر ہی، طوطمیت اس کا نام ہی کہ "اشخاص و قبائل کا اپنے کو دیویون، ستارون، حیوانون اور درختون کی طرف منسوب کرنا" ایام قدیم مین جب انسان بچہ تھا جب کوئی بڑا شخص پیدا

[1] دیکھو الامومۃ عند العرب مترجم الزبرمن مولفہ G.A. Wilkin مطبوعۂ قازان (روس) ص ۵،

۳ **انساب**، اگر تورات کو الگ کر دیا جاے تو دنیا مین عرب ہی ایک ایسی قوم ہوگی جسے سلسلۂ نسل وانساب کو ایک فن بنا دیا، ایک عرب کے نزدیک میزان مفاخرت مین شرافت نسب سب سے گران قدر شے ہی، اس بنا پر عرب مین بچہ بچہ اپنے نسب کا یاد رکھنا ضروری سمجھتا تھا، کہ وقت مفاخرت اپنے کریم نسب کا ثبوت پیش کر سکے، شعراے عرب کو اکثر قبائل کے سلسلۂ انساب کا محفوظ رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ مدح وہجو کے موقع پر اُسکا ذکر کر سکین زمانۂ جاہلیت مین اور بعد اسلام بھی عرب مین بہت بڑے بڑے علماے انساب گذرے ہین، جو تمام قبائل عرب کے اور اکثر ہر قبیلہ کے مشاہیر کے نسب سے واقف تھے، بزمانۂ تدوین علوم یہ فن بھی مدوّن ہوا، اور علماے انساب نے اسپر متعدد کتابین تصنیف کین، ابتداے اسلام مین دغفل، بکری، لسان الحمرۃ، عبید بن شریہ اور بعد کو قرون اولیٰ مین، ابن کواء، قرقبی، عوانہ بن حکم، ابوالیقظان، ہشام کلبی، محمد بن سائب کلبی، مدائنی، فاکہانی، مصعب بن عبداللہ زبیری، زبیر بن بکار مصنف انساب قریش، اصمعی، ابوعبیدہ، ابن ہشام مصنف انساب حمیر وملوکہا، مبرد اور ازرقی اور اخیراً بلاذری ہمعانی، ابن حزم اور قلقشندی وغیرہ اسکے فن کے امام[1] تھے، گو ہمکو یہ معلوم ہی کہ ان مین یقینی صحت کا خانہ بہت کم ہی، لیکن اُس سے زیادہ ہی جتنا رابرٹسن اسمتھ Robertson Smith اور نولدیکی Noldeke کو نظر آتا ہی، نولدیکی کہتا ہی،

"اب علما کے لیے موقع آگیا ہی کہ ان طفلانہ خیالات کو پس پشت ڈالدین جو چاہتے ہین کہ عربون کے کتب انساب کو جنکو محمد کلبی اور اُس کے بیٹے ہشام کلبی نے گڑھا ہی مان لین تاکہ باہم قبائل عرب قدیمہ وجدیدہ کے تعلقات

[1] دیکھو کشف الظنون ج ۱ ص ۱۲۳- اور فہرست ص ۵۱، ۵۴، ۵۵، ۸۹، 2156 /

ادبیات اسرائیلیہ

یہودیون کے پاس حضرت موسیٰؑ کے عہد سے سنہ ۶۰ء تک جو ظہور اسلام کا زمانہ ہی، متعدد کتابین وحی الٰہی یا قوت انسانی سے ترتیب پائین، اور چونکہ قران مجید اور یہ کتب اسرائیلیہ ایک ہی مقصد سے انسانون کو دی گئین، اکثر حالات وقصص کا انمین باہم اشتراک ہی، اس موضوع کے سلسلہ مین ایک عجیب نکتہ وہ اضافہ واسقاط ہے جو قرآن نے ان کتابون کے مطالب مین کیا ہی، جہان قرآن نے اسقاط کیا ہی حقیقت مین وہ شے وحی الٰہی یا مقصود قرآنی سے خارج تھی، اور ہر شخص کو نظر آئیگا کہ وہ خارج کرنے کے لائق تھی اور جہان اضافہ ہی درحقیقت وہ اس واقعہ کا اصل نکتہ تھا جسکو ان کتابون نے جن مین انسان کے ہاتھون نے کام کیا ہی، گرادیا تھا، اور قرآن نے جو تکمیل کتب اور تصدیق وتصحیح وحی اولین کے لیے آیا تھا، اسکو اپنے موقع پر جگہ دی،

ادبیات اسرائیلیہ کا مجموعہ، توراہ کتبیم، نبیم، ترگوم، مدراش اور تالمود سے عبارت ہے:

توراۃ، ایک عبری لفظ ہی جسکے معنی شریعت وقانون کے ہین، اس نام کا اطلاق حضرت موسیٰ کی پانچ کتابون پر ہوتا ہی، یعنی **سفر تکوین** (در ذکر بدء کائنات، آدم وحوا، نوحؑ، ابراہیمؑ، اسحاقؑ، اسماعیلؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ) **سفر خروج**، (در ذکر موسیٰ، فرعون، بنی اسرائیل، وقانون) **سفر الاحبار** (شریعت وقانون حلال وحرام) **سفر العدد** (در ذکر تعداد بنی اسرائیل وقت خروج از مصر، وغزوات موسیٰ

ہوتا تھا تو وہ انسانونکی ولدیت سے نکلکر، دیویون کی نسل قرار پاتا تھا، اب وہ دیویان خواہ ستارے ہون، حیوانات یا درخت ہون، ہندؤن مین سورج بنسی وغیرہ قبائل تھے جو اپنے کو انسانون کا نہین بلکہ آفتاب کا بیٹا کہتے تھے، اس لیے سورج کی متعلق یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ وہ اس قبیلہ کے مورث اول کا نام ہی، بلکہ وہ اُس قبیلہ کے دیوی کا نام ہی،

قبائل عرب مین بھی بنو شمس وغیرہ اس قسم کے نام ہین، اور حیوانات کے نام تو بکثرت آتے ہین، جیسے بنو اسد، بنو فہد، بنو ثعلب، بنو کلب، بنو نمل، بنو عجل وغیرہ، بقاعدۂ طوطمیت شمس، اسد، فہد، ثعلب، کلب، نمل، عجل، اشخاص تاریخی نہین ہین، اسلیے انکی نسبت سے نسب نامون کا بیان بھی صحیح نہین،

لیکن یہ محض توہم علمی ہی، عرب مین کبھی اس قسم کا خیال نہین پیدا ہوا، اس خیال کی پیدایش عراق، ہندوستان، مصر اور یونان کی میتھالوجی (علم الاصنام) مین ممکن ہی، اس قسم کے نام عرب مین صرف چند ہین اور جو ہین اُن مین کلب (کتا) نمل (چیونٹی) ثعلب (لومڑی) کونسی گرامی قدر ہستیان ہین جنکے انتساب سے خاندان کی بنیاد قائم ہو، اور یہ اس قسم کے نام ہین جنسے اس زمانۂ روشن کا طبقۂ روشن بھی خالی نہین، تم نے بعض انگریزون کے نام فوکس Fox (لومڑی) بُل Bull (بیل) سنا ہوگا، کیا یہ بھی طوطمیت ہی؟

ادبیات یونانیہ ورومانیہ

یونانی اور رومانی مورخون، سیاحون اور جغرافیہ نویسون نے جستہ جستہ اور متفرق طور پر اُن ممالک و قبائل کا ذکر کیا ہے جنکا قرآن مین نام ہے، ان مین سے بعض مصنفین خود اُن قبائل و اقوام کے معاصر تھے اس لیے اُنکی اطلاع قابل اطمینان ہے، انکا سلسلہ ہیروڈوٹس المتوفی ۴۰۶ء قبل مسیح سے لیکر چھٹی صدی عیسوی کے مورخون تک ختم ہوتا ہے، ان مورخون سیاحون اور جغرافیہ نویسون مین ہیروڈوٹس (۴۰۶ء ق م) تھیو فراسٹس (۳۱۲ء ق م) ڈائڈورس (۸۰ء ق م) اسٹرابون (۲۴ء ع) پلینی (۷۹ء ع) برمیلوس (۸۰ء ع) بطلیموس (۱۴۰ء ع) قابل ذکر ہین، ان مین سے ہیروڈوٹس ڈائڈورس اسٹرابون، پلینی اس باب مین مشہور ہین اور بطلیموس مشہور تر،

ہیروڈوٹس مسیح سے ۴۰۰ برس قبل تھا، اسنے یونان وایران کی تاریخ لکھی ہے، اور اسی ضمن مین مصر، افریقہ اور عرب کا بھی تذکرہ کیا ہے، یونان کا تعلق عربون سے گو براہ راست نہ تھا لیکن یونان و فارس کے باہمی محاربات مین عربون نے اہل فارس کا ساتھ دیا تھا اسلیے اس قوم کا ذکر ضروری ہوا، چنانچہ ہیروڈوٹس نے اسی حیثیت سے عربون کا ذکر کیا ہے، ہیروڈوٹس کی تاریخ کا عربی مین بھی ترجمہ ہوگیا ہے،

ہیروڈوٹس کا علم ملک عرب کی نسبت نہایت نامکمل تھا اُسکا خیال تھا کہ عرب سب سے آخری جنوبی ملک ہے جسکے بعد کوئی آبادی نہین، دوسری طرف وہ خلیج فارس سے جو عرب کو

وبعض احکام شریعت) **سفرالاستثناء** (درذکر قوانین، واحکام شریعت)

نبیم، بنی کی جمع بقاعدہ عبری "ی" اور "م" کے ساتھ ہی، عربی قاعدہ سے نبیین کہنا چاہیئے، نبیم، ابناے بنی اسرائیل کے کلام ومواعظ ومراثی کا مجموعہ ہی، جنمین بہت سی تاریخی باتین بھی ضمناً مذکور ہین، خصوصاً سفر یوشع، وسفرالقضاۃ وسفر سموال وسفرالایام وسفرالملوک، کہ ان مین صرف تاریخی واقعات ہین، اکثر توراۃ کا اطلاق توراۃ اور نبیم دونون پر ہوتا ہی، اوراس مین سے بعض کو کتیم بھی کہتے ہین،

ترگوم یاترجوم یعنی ترجمہ وبیان، ترگوم ارامی زبان مین توراۃ ونبیم کی تفسیر وتوضیح کا نام ہی، جو رببیون (ائمہ یہود) نے انبیا کی زبانی یادداشت وروایات کی بنا پر کی، اسکی تصنیف کا زمانہ ۶۰۰ ق م سے ۱۰۰ ع تک ہی،

مدراش، کا درجہ ہمارے ہان کی احادیث کا ہی، لفظ مدراس اور عربی "درس" ایک چیز ہے،

تالمود یا تلمود فقہ اسرائیلی ہی، جسکی بنیاد کتب سابقہ پر ہی، اور جسکی ترتیب بترتیب ابواب وفصولِ مسائل قائم کی گئی ہی، لفظ تلمود عربی مین تلمیذ ہی، جسکے معنی "تعلیم وعلم" کے ہین،

یہود کے ہان یہ تمام کتابین مستند ہین، انصاری صرف، توراۃ کتیم اور نبیم کو تسلیم کرتے ہین، جنکے مجموعہ کو وہ عہد عتیق کہتے ہین، ان کتابون پر تفصیلی بحث و نقد اور اسلام مین ان پر اعتبار، اور انکے مختلف نسخے، یہ بیانات کسی دوسری جلد مین مشرحاً انشاءاللہ مذکور ہونگے، اسوقت انکے ذکر سے یہ مقصود ہی کہ چونکہ ارض القرآن کو ان کتابون سے نہایت شدید تعلق ہی اور انکا ذکر بار بار آئے گا، اسلیے انکا ذکر اجمالی ناظرین کے پیش نظر رہے،

اسلام مین جو اسرائیلیات کا سرمایہ ہی وہ زیادہ تر اسی ترگوم ومدراش اور تالمود سے

عرب کے بعض حالات کا نشان دیا، نبط کی حکومت کا ذکر کیا، اور سب سے عجیب یہ کہ کعبۂ مکرمہ کی طرف بھی اس نے اشارہ کیا[1]، افسوس ہی کہ اسکی کتاب کا زیادہ تر حصہ تلف ہوگیا ہی،

عرب، قدیم قومون مین اپنے معدنیات اور موتیون کے لیے مشہور تھا، اور تقریبًا اسی کے واسطے سے چین کے مصنوعات اور ہندوستان کے خوشبودار عطر اور مسالہ، مصر و شام، یونان و روم پہونچتا تھا، اب یونان کے بجاے پالیٹکس کی مساط پر روم آگئے تھے، رومی سردار آلیس گالوس Aelius Gallus کی ماتحتی مین جنوبی عرب پر رومیون نے حملہ کیا اور عرب کا ایک حصہ اُنھون نے فتح بھی کیا، لیکن عرب کے بے آب وگیاہ صحرا سے شکست کھاکر خود اُن کو پیچھے ہٹ جانا پڑا۔

اسٹرابو Strabo المتوفی ۲۴ء قم نے اپنی جغرافی تصنیف مین رومیون کی اس مہم کا حال لکھا ہی، اس مہم مین نبطیون کے علاوہ عرب کے دو شہرون کے نام آتے ہین، نگرانا Negrana اور ماریبا Mariaba جو صحیح طور سے "نجران" اور شہر "مارب" ہین،

اسٹرابو کے بعد پلینی Pliny المتوفی ۷۹ء کا نام لینا چاہیے جو کتاب تاریخ طبعی کا Natural History مصنف ہی، اس نے عرب کے مشرقی سواحل کا اور خصوصًا اُس مہم کا ذکر کیا ہی جو رومیون نے مشرقی سواحل کی اکتشاف کے لیے روانہ کی تھی،

پلینی کے سو برس بعد دوسری صدی عیسوی مین اسکندریہ کا مشہور ہیئت دان

[1] گبن ج ۱ باب ۴۰

فارس سے علیحدہ کرتی ہی ناواقف تھا، اسلیے اُس کا بیان ہی کہ عرب کی زمین فارس کی زمین سے ملحق ہی،

ہیروڈوٹس کی ایک صدی بعد اسکندر اعظم ایران و مصر پر حملہ آور ہوا، اور اسطرح اُسکے ساتھیون کو ۳۲۵ ق م مین خلیج فارس اور سواحل عرب کا علم ہوا، اُسنے چاہا کہ عرب کی غیر مفتوح زمین کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے، لیکن دوسرے سال وہ خود موت کے قبضہ مین تھا، تاہم چونکہ اب یونانیون کا مصر و فارس سے حاکمانہ تعلق پیدا ہوچکا تھا، اسلیے اسکندریہ اور خلیج فارس مین عرب تاجرون سے اکثر واقفیت کا اُنکو موقع ملا، اس زمانہ مین عرب یمن مین "معین" "سبا" اور "قتاب" کی اور حجاز و بطرا مین "نبط" کی حکومتین قایم تھین، جنکے ساتھ اُنکے دوستانہ و دشمنانہ تعلقات مختلف اوقات مین قائم رہے، ان وجوہ سے عرب کے متعلق پہلے سے وہ کچھ زیادہ جان سکے،

ارا ٹستھنیس Era tosthenes المتوفی ۱۹۶ ق م جو یونانیون کے عہد مین کتبخانۂ اسکندریہ کا مہتمم تھا اسنے اسکندر کی مہمات سفر سے جو نتائج تازہ معلوم ہوے تھے اُنکے اضافہ کے ساتھ جغرافیہ عام کی ایک کتاب لکھی، اُسکی اصل کتاب گو ضائع ہوگئی، لیکن اس کے بعد ایک اور یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابو نے اس کتاب کے چند ابواب اپنے جغرافیہ مین نقل کرلیے تھے، خوش قسمتی سے اُن مین ایک عرب کا باب بھی محفوظ ہی۔ ارا ٹستھنیس نے یمن کے قبائل سبا و معین اور اُنکے تمدن کا اور نیز قبائل حضرموت کا اور عرب کاروان کے اُن راستون کا جو براہِ قریہ Gerra خلیج فارس کو اور براہِ تہامہ راس خلیج عقبہ کو پہونچتے ہین ذکر کیا ہی، ارا ٹستھنیس کے تقریباً سو برس کے بعد سسلی کا مشہور مورخ ڈیوڈورس المتوفی ۱۰ ق م پیدا ہوا، جسنے

تجارتی منازل، اور تجارتی راستون کو بیان کیا ہی، صرف عرب آبادان مین اسکے بیان کے مطابق ۱۱۴ آبادیان تھین، لیکن چند نامون کے سوا اب ان قبائل و منازل کے نام غیر مفہوم ہین، اور جو مفہوم ہین وہ موجودہ صحیح عربی نامون کے بالکل غیر مطابق ہین، یہ واقعہ ہی لیکن اس کے اسباب کیا ہین؟ اسمین لوگ مختلف الرائے ہین، ایک مشہور مصنف بن بری Bunbury نے بطلیموس کے اس ٹکڑے سے عام بد اعتقادی ظاہر کی ہی، وہ کہتا ہی کہ یہ صرف فرضی اور مصنوعی نامون کا مجموعہ ہی، لیکن جرمن مستشرق اسپرنگر Springer نے قدیم جغرافیہ عرب Ancient Geography of Arabia مین جو ۱۸۷۵ء مین شائع ہوئی، نہایت قابلیت سے بطلیموس کے نامون اور مقامون کا عرب جغرافیہ نویسون اور موجودہ سیاحون کے بیانات سے مقابلہ کیا ہی، اور انکی صحت ثابت کی ہی، لیکن حقیقت یہ ہی کہ چند نامون کے سوا اور تمام نامون کی تطبیق بہ تکلف ہوسکتی ہی، اور اُسکی مثالین ہماری کتاب مین جابجا ملینگی، بطلیموس کے جغرافیہ کے متعلق آج سے ۱۰۰۰ برس پہلے مسلمان جغرافیہ نویس مسعودی اور پھر اسکے ۳۰۰ برس بعد دوسرا عرب جغرافیہ نویس یاقوت حموی خود بھی شکایت کر چکے ہین[1]، اور خاص عرب کے متعلق یہ شکایت اور زیادہ اسلیے نمایان ہوجاتی ہی کہ قبائل عرب زیادہ بدو یانہ زندگی کے عادی ہین، اس لیے اُنکے مقامات کی تعیین نہایت مشکل ہی، پھر بطلیموس کا کاروانون کی زبان سے انکی تحقیق، اور یونانی حروف ولہجہ مین اُسکی تغییر اور پھر انقلابات وحوادث روزگار کا تواتر، ناسخین کتاب کی جہالت وناشناسی ان وجوہ سے قیاس نہین کیا جاسکتا کہ ایک لفظ

[1] اس فصل کے لیے دیکھو مروج الذہب مسعودی ص ۱۰۳ ج ۱ علی نفح الطیب مصر، معجم یاقوت ج ۱ ص ۴۰۳ مصر

وجغرافیہ نویس بطلیموس، Ptolemy پیدا ہوا، اس وقت رومن طاقت اپنے عروج وکمال پر تھی، بطلیموس نے تمام دنیاے معمور ومعلوم کا ایک نقشہ طیار کیا، اور پھر اس نقشہ کی تشریح وتفصیل کے لیے جغرافیہ مین ایک کتاب[1] لکھی،

اصل نقشہ مفقود ہوگیا، لیکن اُسکی شرح اب تک موجود ہی، اور اب جو نقشے بطلیموس کے انتساب سے بنائے گئے ہین وہ اسی شرح کے ہدایات وبیانات کے مطابق طیار کرلیے گئے ہین، بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عموماً ہپارخوس Hipparchus اور اراٹستینس Eratosthenes کی تقلید کی ہی، لیکن بعض امور کا اُس نے اضافہ بھی ضرور کیا ہی، مثلاً سب سے پہلے اُسنے عالم کو طول بلد اور عرض بلد پر منقسم کیا اور پھر ان خطوط کے ذریعہ سے اُس نے مقامات کی تعیین کی، اسی لیے بطلیموس کی یہ تصنیف باعتبار جغرافیہ طبعیہ Natural Geog یا جغرافیہ وصفیہ Discriptive Geog کے جغرافیہ فلکیہ Astronimical Geog سے زیادہ قریب ہی،

بطلیموس خود سیاح عرب نہ تھا، اسکندریہ اُس زمانہ مین عرب تاجرون کا مرکز تھا، اس نے انھین تاجرون اور کاروانون سے دریافت کرکے عرب کا جغرافیہ ترتیب دیا، پہلے اس نے عرب کو تین طبعی ٹکڑون پر تقسیم کیا ہی، عرب سعید یا عرب آبادان Arabia Flix یعنی یمن وحضرموت، یا جنوبی عرب، شمالی عرب کے دو ٹکڑے کیے ہین، عرب سنگستان Arabia Petra اور عرب ریگستان Arabia Desert.

بطلیموس نے عام طور سے عرب کے مشہور قبائل، شہر، گاؤن، پہاڑ، سواحل،

[1] اس کتاب کا عربی مین اول یعقوب کندی کی فرمایش سے ترجمہ ہوا، لیکن اچھا نہ تھا، پھر ثابت بن قرہ نے تیسری صدی ہجری مین اسکا ترجمہ کیا، کتاب الفہرست ص ۲۶۸، طبع لیپزک،

اکتشافات اثریہ

یمن، حضرموت، حوران، مدین، بطرا، علا، مدائن صالح، صفا، حجر، حجاز، عراق اور مصر مین قدیم عربون کے بہت سے آثار، عمارات اور یادگارین ہین، جنمین ہزارون کتبے اور نقوش کھدے ہین، ان کتبات ونقوش سے علمائے آثار قدیمہ نے عجیب وغریب نتائج استنباط کیے ہین، یہ کتبات اور نقوش زیادہ تر حمیری (مُسنَد) سبائی، آرامی، اور نبطی خط مین ہین، دولت بنی امیہ اور عباسیہ کے ابتدائی زمانہ مین جبکہ تاریخی مذاق مجتہدانہ حیثیت رکھتا تھا، ان آثار کی تحقیقات کی گئی، اور ان مین سے اکثر خطوط اور زبانون سے اُس عہد کے علما واقف تھے، ذوالنوی مصری جو دوسری صدی مین تھے مصر کے خط برابی (ہیروگلفی) پڑھتے تھے،

حمیری محقق، علامہ ہمدانی نے "صفۃ جزیرۃ العرب" مین، تمام مشہور آثار کے نام گنائے ہین، اور انکے تفصیلی حالات کے لیے اپنی کتاب "الاکلیل" کا حوالہ دیا ہی، قلعۂ ناعط جو سلاطین یمن نے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا، اسلام سے تقریبًا پندرہ سو برس قبل کی تعمیر ہے، وہب بن منبہ نے (جنھون نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا) اس کا ایک کتبہ پڑھا تھا، جسکا ترجمہ یہ ہی،

"یہ ایوان اُس وقت تعمیر کیا گیا جب کہ ہمارے لیے مصر سے غلہ آتا تھا"

وہب کا بیان ہی کہ مین نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سولہ سو برس سے زیادہ

اپنے اصلی صحیح مخرج سے کہان کہان جا پڑتا ہی[1]

ان یونانی الاصل اور رومانی النسب مصنفین کے علاوہ ایک یہودی مصنف قابل ذکر ہی، یعنی یوسیفوس یہ رومیون کے عہد مین تقریباً پہلی صدی مسیحی مین اسکندریہ مین مقیم تھا، اسکی یونانی ولاطینی (رومانی) زبان مین متعدد تصانیف متعلق تاریخ ومذہب یہود ہین، جن سے ارض القران کے لیے بھی مواد ہاتھ آیا ہی، اسکی تین کتابین میری نظر سے گذری ہین، قدامت یہود، محاربات یہود، فلسفہ یہودیت، یہ تمام تصنیفات متعدد وجوہ سے نہایت اہم سمجھی جاتی ہین، جنکی زیادہ تر وجہ یہ ہی کہ اس عہد قدیم کا وہ تنہا یہودی مورخ ہی، دوسری وجہ یہ ہی کہ اسکندریہ کا کتبخانہ جو اس کے بعد تباہ وبرباد ہوگیا ہی، اور جسکی تباہی وبربادی کا الزام مسلمانون کے سر تھوپا جاتا ہی، اُسوقت موجود تھا، بابل اور مصر کی قدیم تاریخین وہان موجود تھین، یوسیفوس نے ان بابلی ومصری تاریخون سے بابل ومصر کی قدیم تاریخ کے اقتباسات نقل کیے ہین، بابل ومصر کی قدیم تاریخ کی تاریکی مین صرف یہی اقتباسات روشنی کی چند کرنین ہین، ان دونون ملکون کی نسبت تاریخی حیثیت سے جو کچھ معلوم ہی اُسکا ذریعہ صرف یہی ہین،

بابل کے جس مورخ کا ذکر یوسیفوس نے کیا ہی اُس کا نام برد شوس ہے، اور دوسرے مصری مورخ کا نام مانیتون ہے، ان دونون کے اقتباسات نہایت اہم ہین، اور ان سے ہم نے کام لیا ہی،

---

[1] The Penetration of Arabia By Hogarth P.P. 9-24

اسوقت ہمارے پیش نظر نہین ہی، فارسٹر صاحب نے نویری کی کتاب سے اُسکو نقل کیا ہی اور ہم نے فارسٹر کی کتاب سے،

سنہ ۱۸۳۴ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک مشن یمن مین بھیجا تھا، اسکو یہی کتبہ اصل قدیم حمیری خط مین ملا، اصل کتبہ عاد کے ذکر مین آئیگا، یہ کتبہ فارسٹر صاحب کی تحقیق کے موافق قوم عاد کا ہی اور عرب کے قدیم ترین کتبات مین سے ہی، جسکا زمانہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اٹھارہ سو برس قبل ہی، فارسٹر صاحب نے اپنے تاریخی جغرافیہ (صفحہ ۹۰ و ۹۱) مین اسکا جو ترجمہ کیا ہی، نویری کے ترجمہ سے بہت کم مختلف ہی۔

مورخ کلبی کے زمانہ مین قبیلۂ ذوالکلاع کے ایک شخص نے یمن مین ایک تخت پایا جسپر ایک مُردہ کی لاش پڑی ہوئی تھی، اسکے سامنے ایک زرین سپر تھی، جسپر سرخ یاقوت جڑا ہوا تھا، اسپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی (یہ عبارت حمیری عبارت کا ترجمہ ہوگی)

بِسْمِ اللّٰہِ رب حمیر انا حسّان بن عمرو النفیل۔ اللہ کے نام پر جو کہ حمیر کا خدا ہی مین عمرو نفیل کا بیٹا حسان ہون،

(اس سے ثابت ہوتا ہی کہ حمیری خدا کے قائل تھے، اور ان کا معبود اللہ تھا)

حمّاد راویہ کے بھانجے نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر قوم عاد کا ایک تیر پایا تھا جو پتھر مین پیوست تھا، اسپر یہ شعر لکھے تھے[1] (یہ اصل شعر نہین، بلکہ ترجمہ ہی)

اَلَا هَلْ اِلٰی اَبْیَاتِ شَمْخٍ بِذِی اللِّوٰی	مقام ذواللوی مین جو مکانات ہین،
لَوَیَ الرَّمْلِ مِن قبل الممات مَعَادٌ	کیا مرنے سے پہلے پھر وہان جانا نصیب ہوگا
بِلَادٌ بِهَا كُنَّا وَكُنَّا نُحِبُّهَا	یہ وہ شہر ہین جہان ہم رہا کرتے تھے اور ان سے

[1] معجم البلدان، لفظ شبعین، [2] معجم البلدان، لفظ شمخ،

گزر چکے، چنانچہ یاقوت حموی نے معجم البلدان (ذکر ناعط) مین اسکا ذکر کیا ہی، امرالقیس کا یہ شعر

هُوَالمُنزِلُ الآلافَ مِن جَوِّ نَاعِطٍ	یہ وہ ہے جو ناعط کی بلندی سے
بَنِي أَسَدٍ حَزْنًا مِنَ الأَرضِ أَوعَرَا	ہزارون آدمی زمین پر لاسکتا ہے

اسی قلعہ کی شان مین ہی،

امیر معاویہ کے زمانہ مین (۴۱ھ سے ۶۰ھ تک) عبدالرحمن، مصر کے گورنر تھے، اُنھون نے حضرموت کے منہدم شدہ قلعہ "حصن غراب" پر جو کتبہ پایا تھا، اسکا ترجمہ عربی زبان مین حسب ذیل ہی،

ونَصْطَادُ صيدَ البَرِّ بالخيلِ والقنا	ہم گھوڑون اور برچھون سے خشکی کا
وطَوْرًا نَصِيدُ النُّونَ مِن لُجَجِ البَحرِ	شکار کرتے ہین، اور کبھی دریا کی تہ سے مچھلیان نکال لاتے ہین
يلينا مُلوكٌ يَعبُدُونَ عَنِ الخَنَا	ہمارے حکمران و سلاطین ہین جو بدکاری سے بہت دور ہین
شَدِيدٌ عَلَى أَهلِ الخِيانَةِ والغَدرِ	اور غدارون اور خیانت کارون کے حق مین بہت سخت ہین
تُقِيمُ لَنَا مِن دِينِ هُودٍ شَرَائِعًا	وہ ہمارے لیے ہود کے مذہب کے مطابق شریعت قائم کرتے ہین
ونُومِنُ بِالآيَاتِ والبَعثِ والنَّشرِ	اور ہم احکام الٰہی اور بعث و نشر پر ایمان لائے ہین،
إِذَا مَا عَدُوٌّ حَلَّ أَرضًا يُرِيدُنَا	جب کوئی دشمن ہماری زمین کا قصد کرتا ہے
بَرَزْنَا جَمِيعًا بِالمُثَقَّفَةِ السُّمرِ	تو ہم گندم گون نیزے لیکر نکل پڑتے ہین،

یہ کتبہ علامہ نویری نے اپنی تاریخ مسالک الابصار مین نقل کیا ہی، لیکن، تاریخ مذکور

لہ معجم البلدان، ذکر ناعط،

لہ دیکھو فارسٹر صاحب کا جغرافیہ صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۳، فارسٹر صاحب نے بعض اشعار غلط نقل کیے ہین، ہمنے انکو چھوڑ دیا ہی،

"بنام خدا، شمر یرعش (شاہ حمیر) نے آفتاب دیبی کیلیے یہ بنایا"

ابن حائک ہمدانی حمیری المتوفی ۳۳۴ھ آثارِ عرب کا سب سے بڑا ماہر تھا، اسنے اپنی تصنیف "اکلیل" کا آٹھوان باب مخصوص اسی موضوع پر لکھا ہی، ہمدانی کے علاوہ مقدسی نے اپنے سفرنامہ مین، یاقوت نے اپنی معجم مین، نویری نے اپنے جغرافیہ مین، اور قزوینی نے اپنی آثار البلاد مین، اس قسم کے آثار وکتبات کا ذکر کیا ہی،

بہرحال یہ ایک ادھوری کوشش تھی، اہل یورپ نے اس شاخ کو بے انتہا ترقی دی ہی، اور اس کو ایک مستقل فن بنا دیا ہی،

علماے خطوط قدیمہ نے ان کتابات ونقوش کو اس طرح حل کیا ہی کہ اُن سے عرب کی تاریخ قدیم کے متعلق عجیب وغریب انکشافات حاصل ہوتے ہین، اصل یہ ہی کہ اہل یورپ کو اولاً مقامات مذکورۂ تورات کے اکتشاف وتحقیق کا خیال پیدا، جو علی العموم بعینہٖ عرب کے مقامات واقوام ہین، اس سلسلہ مین بابل، مصر، فلسطین، حوران، عرب کے آثار کی طرف توجہ ہوئی، ہم کو جن آثار سے تعلق ہی، وہ صرف آثار عرب ہین، اس لیے ہم انھین کی تشریح کرتے ہین،

نیوبھر Niebuhr عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح ومُکتشف آثارِ عرب ہی، ۱۷۶۲ء مین یہ یمن کی طرف تنہا عازم ہوا، اسکے بعد جب محمد علی پاشا خدیو مصر اور وہابی امیر نجد کی جنگ شروع ہوئی اور یورپ نے مصر کا ساتھ دیا اُسوقت یورپ کو سیاحت عرب کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر موقع نصیب ہوا، یورپین افسر مصری فوج کے ساتھ، اس جنگ مین کثرت سے شریک تھے، ہم بدنیت نہین لیکن کہتے ہین کہ باستثناے چند، علمی ذوق کے علاوہ سیاسی تحریکات بھی اس مشاہدہ وتحقیق کی محرک تھین، خصوصاً

إذا الأهلُ أهلٌ والبلادُ بلادٌ — محبت رکھتے تھے جبکہ لوگ لوگ تھے، اور شہر شہر تھے

ابن ہشام نے لکھا ہی کہ یمن مین ایک دفعہ سیلاب سے ایک قبر کھل گئی تو ایک عورت کی لاش نکلی، جس کے گلے مین موتیون کے سات ہار، اور انگلیون مین مرصع انگوٹھیان تھین، اسکے سرہانے ایک لوح تھی، جسپر یہ کتبہ لکھا ہوا تھا،

باسمك اللهم اله حمير	تیرے نام پر جو کہ حمیر کا خدا ہے
أنا تاجة بنت ذي شفر بعثتُ ما يرنا	مین ذو شفر کی بیٹی تاجہ ہون، مین نے اپنے قاصد کو
الى يوسف فابطأ علينا فبعثت لاذتي	یوسف (علیہ السلام) کے پاس بھیجا تھا،
بمُدٍّ من ورقٍ لتاتيني بمُدٍّ من طحينٍ	اسنے جب دیر لگائی تو مین نے چاندی، پھر
فلم تجده فبعثت بمُدٍّ من ذهب فلم تجده	سونا بھیجا، لیکن کچھ حاصل نہ ہوا پھر مین نے
فبعثتُ بمُدٍّ من بحريٍّ فلم تجده فامرت	حکم دیا کہ میرے جواہرات پیسکر آٹا بنایا جائے
فطحن فلم انتفع به فانفلت فمن سمع بي	لیکن وہ بیکار تھا، جو شخص میرا حال سُنے
فليرحمني وأيّةُ امرءةٍ لبستُ حليا من حُليتي	اسکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے، جو عورت
فلا ماتت إلا ميتتي[1]	میرے زیور پہنینگی، وہ میری ہی موت مرگی،

یہ کتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا ہی، اور اس سے اس قحط کی تصدیق ہوتی ہی جسکا ذکر قرآن مجید مین ہی، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ عرب مین اسقدر زمانۂ قدیم سے تحریر کا رواج تھا، اور یہ کہ حمیر اللہ کو اپنا معبود سمجھتے تھے،

حمزہ اصفہانی المتوفی ۳۷۰ھ نے ایک حمیری کتبہ کا ذکر کیا ہی، جسکی عبارت[2] یہ تھی

---

[1] اس کتبہ کو فارسٹر صاحب نے بھی اپنے جغرافیہ کے صفحہ ۱۰۳ مین مع انگریزی ترجمہ کے نقل کیا ہی،

[2] تاریخ ملوک الارض ص ۱۱۰، کلکتہ،

جماعت ۱۷۶۲ء کے آخر مین جدّہ پہونچی، پھر شمالی یمن کو روانہ ہوئی، یہان سے تہامہ (عرب زیرین) ہوتے ہوئے بیت الفقیہ، زبید اور مخا پہونچی جو یمن کے خاص آباد شہر ہین، پھر مشرق کیجانب کوہستانی مقامات کو قطع کرتی ہوئی، عدن آئی، یہان سے مشرق کی طرف آکے پہاڑ چڑھکر جبلہ پہونچی جو چند پہاڑیون کے وسط مین جنکی بلندی سطح آب سے دس ہزار فیٹ تک ہی واقع ہی، پھر اُس نے جنوب کا رخ کیا اور تیز ہوکر براہ حیص وزبید مخا پہونچی اسوقت ایک ممبر کا انتقال ہوگیا، دوسری بار اس وفد کے بعض ممبر جون ۱۷۶۳ء مین تیز پہونچے، جہان سے اُنھون نے صنعاء دارالحکومت یمن کا رخ کیا، جسکے قریب اس وفد کا ایک اور ممبر مرگیا لیکن اس سے اور ممبرونکی ہمت مین کوئی فرق نہ آیا یہان سے وہ صنعا آئے جہان زیدی فرقہ کا جو یمن کا شاہی مذہب ہی ایک بہت بڑا دارالعلوم ہی اور جسمین زمانۂ مذکور مین ۵۰۰ طالبعلم تعلیم پاتے تھے، صنعا سے پھر صنعا پہونچے اور صنعا مین دس روز کے قیام کے بعد پھر مخا پہونچے اور یہان سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوے، اس اثنا مین شدائد سفر کا تین اور ممبر مقتول ہوا،

نیوہر جو اس وفد کا سرعسکر تھا ان متواتر حوادث سے یک ذرہ پژمردہ نہوا وہ پھر عرب آیا، اور عمان خلیج فارس اور بصرہ ہوتا ہوا پھر شام و فلسطین سے ڈنمارک پہونچ گیا،

اس وفد کے نتائج سفر ۱۷۷۲ء مین نیوہر نے شائع کیے، جن سے سب سے پہلی بار علمی اور تحقیقی طور سے یورپ کو نہ صرف یمن سے بلکہ تمام عرب سے اطلاع ہوئی،

عسیر | عسیر گو اب الگ ہی لیکن درحقیقت وہ یمن کا ٹکڑا ہی، ہرنبرگ C.G. Ehrenbergh اور ہمپرچ W.F. Hemprich نے ۱۸۱۵ء مین تہامہ اور جزائر سواحل عرب کا سفر

جبکہ یہ نظر آتا ہی کہ ان سیاحون کی صف مین ایسے اشخاص بھی شریک ہین جنکے ہاتھ قلم سے زیادہ تلوار سے مانوس ہین،

ان سیاحون کے حالات واکتشافات وتحقیقات پر انگریزی مین ہوگارتھ D.G. Hogarth. نے ایک مستقل کتاب ۳۵۰ صفحہ پر لکھی ہی، اور وہ ہمارے سامنے ہی، لیکن مصنفین انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے نہایت ایجاز کے ساتھ اس کا اختصار کیا ہی[1]، اس لیے ہم اُسی کا اقتباس یہان درج کرتے ہین، اگر یہ بحث بڑھ جائیگی لیکن چونکہ ہماری زبان اب تک ان عبرت انگیز لیکن مفید اطلاعات سے خالی ہی، چھ برس ہوئے ہم ہی نے الندوہ مین اس موضوع پر ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا، اس لیے طول بیان بے موقع نہوگا،

اس مضمون کے دو ٹکڑے ہین، عرب کے کن اقطاع مین اہل یورپ کا گذر ہوا؟ اور وہان کیا آثار قدیمہ انکو نظر آے؟

عرب کے کن اقطاع مین اہل یورپ کا گذر ہوا؟

یمن | چونکہ یمن مشرق ومغرب کے درمیان مین رہگذر ہی اور نیز دیگر اقطاع عرب سے زیادہ سہل المشاہدہ اور آثار کے لحاظ سے کثیر الثروۃ مقام ہی، اسلیے اہل یورپ نے پہلے یہین قدم رکھا،

عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے نیوبہر نامی Niebuhr ہی، یہ ڈنمارک گورنمنٹ کی طرف سے ایک جماعت کے ساتھ ۱۷۶۱ء مین عرب کو روانہ ہوا، ایک سال مصر اور جزیرہ نماے سینا مین صرف کرنے کے بعد یہ

[1] Vol. II. Art. Arabia. Ede. XI

ایک گھنٹہ کی مسافت پر مشرق کی جانب قریہ "مدینۃ المعہود" کے قریب بطلیموس کے بیان کردہ شہر نجرہ کا کھنڈر نظر آیا۔

جون ۱۸۷۵ء مین اُس نے اُس سرزمین مین قدم رکھا جو اُسکے سفر کا منزل مقصود تھا، یعنی شہر "مارب" جو قوم سبا کا دارالحکومت تھا، یہان اُسکو "مدینۃ النحاس" کے آثار ملے، اس مقام کا مدینۃ النحاس اس لیے نام رکھا گیا کہ اس کے اکثر کتبات (نحاس) برنجی پتروں پر منقوش پائے گئے ہین، اس مقام سے بجانب مشرق دو گھنٹے کی راہ پر ہالوے نے مارب کے اُس مشہور بند آب (سدمارب) کا پتہ لگایا، جس کو حمیریون نے وادی شیوان کے عرض مین تعمیر کیا تھا اور جو ملک مین آب رسانی کا تنہا ذریعہ تھا،

ہالوے کے بعد مارب کا دوسرا یورپین زائر آسٹریا کا عالم آثار گلازر Glaser (۱۸۵۵ء تا ۱۹۰۸ء) ہے جسنے نیوبہر کے بعد علم آثار عرب کی سب سے زیادہ خدمت کی، اُسنے دولت عثمانیہ کے زیر حفاظت صنعاء کے شمالی و مشرقی جانب کا مطالعہ کیا، ابھی وہ صرف سب سے پہلے تاریخی مقام "خمر" تک پہونچا تھا کہ قبائل عرب کی باہمی جنگ سے واپسی پر مجبور ہوا، تاہم اُسکو اتنا موقع ملگیا، کہ وہ اس سطح مرتفع تک پہونچ گیا جو وادی فرید اور وادی خمرال کے درمیان واقع ہے اور جہان پہلے حمیر کی آبادیان تھین، اور پھر ان دونون وادیون کے مقام اتصال کی دریافت کے لیے آگے بڑھا، تا آنکہ "جوف" مین پہونچگیا،

۱۸۸۹ء مین دوبارہ گلازر ترکی حکومت کے زیر حفاظت ملک عرب کو روانہ ہوا، اور خوش قسمتی سے بخیریت مارب پہونچ گیا، اور وہان سے ۳۰ دن کے قیام کے بعد جدید حمیری نقوش و کتابات کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ واپس آیا،

حضرموت جنوبی ساحل سے اندرون ملک مین جانے کی کوشش سب سے پہلے

کیا، اور ۱۸۳۶ء مین بوٹا P.H. Botta نے نباتاتی تحقیقات کی غرض سے جنوبی عرب کی خاک چھانی، لیکن علم جغرافیۂ عرب (بلحاظ یورپ) نیوبہر کے بعد فرانسیسی افسر ٹمیزر M.O. Tamisier شڈیفاؤ Chedufau اور ماری Mary کا ممنون ہے جو مصری فوج کے ساتھ "عسیر" آئے تھے،

جوف اور مارب | ارناؤ L. Arnaud پہلا یورپین ہی جسنے "جنوبی جوف" کا اور "مارب" کے حجری کتبون کا مشاہدہ کیا، اور سدّ عرم کا نقشہ طیار کیا، اس اطلاع سے مشہور اثری (ارکیالوجسٹ) ہالوے J. Halevy مشتاق ہوکر ۱۸۶۹ء مین عازم عرب ہوا، ہالوے پہلے صنعاء پہونچا، پھر صنعاء سے شمالی مشرقی جانب المدید آیا جو پانچ ہزار عرب باشندون کا مسکن اور ضلع نجم کا مرکز ہی،

ہالوے نے یہان ایک سطح مرتفع کو قطع کیا جہان اسکو متعدد شکستہ عمارات اور منہدم منارون کا نشان معلوم ہوا، پھر وہ قریۂ مجزر مین پہونچا، جو جبل یام و جوف کے حدود پر واقع ہی، اور یہین اُسکی عظیم الشان تحقیق اثری کا مرکز ہی، یعنی اُس کو قوم سبا کے نقوش اور کتبے ہاتھ آئے، یہین اُس نے مقام "معین" کا پتہ لگایا جو قبیلۂ معین کا قدیم دار الحکومت تھا، یہین قدیم یونانی جغرافیہ نویس پلینے Pliny کا نشان دادہ مقام "نشق" ملا جہان سبا کی فوج نے رومی لشکر سے جو بسرکردگی آلیوس سکالیوس آئی تہی ۲۴ ق م مین شکست کھائی تھی،

الجبل سے ہالوے شمال کی طرف مڑا، اور نخلستان خب اور صحراے اعظم کو قطع کرتا ہوا اُس سرسبز شاداب قطعہ مین پہونچا جس کا نام "بخران" ہی یہان اسکو یہودیون کی ایک آبادی ملی، جس کے ساتھ اُسنے نخلستان مخلاف مین چند ہفتے گذارے، بیانسے

سواحل سے آگے نہین بڑھا J.R.Wellsted جسنے جنوبی عرب مین حضرموت کی تفتیش کی تھی ۱۸۳۵ء مین اب وہ شمالی عرب کی تحقیق کو نکلا اور مسقط پہونچا۔ مسقط سے جہاز پر وہ راس الحد تک آیا پھر جنوب کی طرف صحرا کے کنارون تک قبیلہ بنو علی کے مسکن تک پھرا، پھر شمالی مغربی جانب کو وادی بیشہ اور نجد ہوکر حضرت موت کے قریب مقام شحر سے نکلکر ہندوستان چلا آیا۔

اسی طرح عمان سے ہوکر ۱۸۷۶ء مین کرنل مائلس S.B.Miles نے بھی ظہیرہ، القطار وغیرہ مقامات کی سیر کی،

حجاز | حجاز مین غیر مسلم کا گذر مشکل ہوا اس لیے یہان کے اکثر یورپین سیاحون کو مسلمان بننا پڑا، بعض ان مین بعد کو سچے مسلمان ہوگئے جیسے برکھارڈ جسکو مصری مسلمان شیخ برکات کہتے ہین، اور بعض محض مصنوع تھے جیسے حاجی برٹن Sir Richard Burton ان سفرنامون مین ایک مسلمان کے لیے کوئی دلچسپی نہین کیونکہ ہر مسلمان بچہ اسکو جانتا ہی، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ، کے حالات، اعمال حج کی کیفیت، قافلون کی زندگی عام بدویون کے حالات، یہ ان سیاحون کے سرمایۂ سفر ہین، جنکی یورپ مین بڑی قدر ہی،

حجاز کا پہلا یورپین سیاح ایک اسپینی ہی جسکا نام بیڈیلیچ Badiay Lelich ہی، یہ علی بے عباسی کی نام سے مسلمان بنکر ۱۸۰۷ء مین جدہ پہونچا، اور حاجیون کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوا یہ سب سے پہلا یورپین ہی جسکو شہر مقدس کی زیارت اور اعمال حج کے مشاہدہ کا شرف حاصل ہوا،

حجاز کی سب سے عمدہ تصویر برکھارڈ نے کھینچی اور یورپ اسکے لیے اسکا ممنون ہی، یہ جولائی ۱۸۱۴ء مین جدہ آیا، جب محمد علی پاشا خدیو مصر وہابیون سے برسرپیکار تھا،

۱۸۳۳ء مین کی گئی، جب دو انگریز افسر لفٹنٹ کروٹنڈن اور ولیسٹڈ J.R.Wellsted C. Crutenden سواحل عرب کی پیمایش کے لیے متعین کیے گئے، ان دونون نے وادی میفات مین "نقب الحجر" کے کھنڈرون کا معائنہ کیا، یہان اور نیز مکلا کے پاس "حصن غراب" مین حمیری کتبات کا اکتشاف کیا، یہ سب سے پہلی دفعہ ہی جب حضرموت مین عربی تمدن کا سراغ ملا،

ان کے بعد اوڈلف دان وریڈے Adolph von Wreda ۱۸۴۳ء مین مکلا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا، اور پیغمبر ہود کی قبر پر جو حضرموت مین واقع ہی زائر بنکر شمال کیجانب وادی دوان کے سطح مرتفع تک پہونچا اور یہان سے جنوبی صحراے اعظم کی طرف روانہ ہوا، وادی دوان سے واپسی مین وہ پہچان لیا گیا اس لیے وہ جلد ملک سے نکلجانے پر مجبور ہوا،

۱۸۹۳ء مین ہریش L. Hirsch سلطان مکلا کے زیر حفاظت قصبہ سیون اور تریم سے جو سلطان کے مقبوضات ہین وہ آگے بڑھا، پہلے یہ وادی دوان پہونچا، جہان اُس نے قریۂ بخران کے پاس قدیم عمارات اور کتبات کا کھنڈر پایا، یہان سے وہ واپسی مین وادی ابن علی اور وادی ادیم ہوکر مکلا واپس آگیا،

اسکے تھوڑے ہی دنون بعد تھیوڈر بنٹ J. Theodore Bent اور لیڈی بنٹ اس جماعت کے ساتھ جو گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ملک کی پیمایش کی گئی تھی، اسی نشان سفر پر حضرموت پہونچی، دونون نے یہان حمیر کی بہت سی یادگارون کا اور کتبات کا معائنہ کیا،

عمان عمان مین جو ایک مدت سے انگریزی اقتدار کو قبول کرچکا ہی تعجب ہی کہ یورپین سیاح مسقط سے زیادہ آگے نہین بڑھے، برٹش دستۂ فوج جو ۱۸۰۱ء مین عمان گیا تھا

اوائل مین زیادہ آسان تھا، کیونکہ اُس زمانہ مین محمد علی پاشاے مصر نجد کے وہابیون کے ساتھ سرگرم پیکار تھا، محمد علی کی مختلف اغراض سے برٹش حکومت بھی رفیق جنگ تھی اس بہانہ سے متعدد برٹش آفیسر مصری فوج کے ساتھ ساتھ تمام نجد کا نہایت آسانی سے سفر کر سکے،

کپتان سیڈلیر G.E. Sadlier ویلن G.A. Wallien (۱۸۴۵ء) پالگریو W.G. Palgrave. (۱۸۶۲ء) اسی مصر و نجد کے تعلق سے نجد، ریاض، حائل، شمر، اور حجاز کا مشاہدہ کیا، ان کے مشاہدات و معائنات مین بجز عرب کے اجتماعی اور زراعی اور عام سفر کے واقعات کے کوئی علمی دلچسپی نہین ہی، اور عجب نہین کہ یورپ کے لیے یہ چیزین بھی بالکل نئی ہون، کہ پالگریو جیسے سطحی النظر کو بھی مجلس اکتشاف عرب مین یہان ایک بلند درجہ دیا جاتا ہی،

شمالی عرب | جنوبی عرب (مین وحضرموت) کی طرح شمالی عرب مین بھی قدیم یادگارون کا مخزن ہی جس مین حوران، بطرا، تدمر، مدین، مدائن صالح، صفا اور العلا وغیرہ مقامات عتیق العمر اور کثیر الآثار ہین، سب سے پہلا یورپین جس نے ان مقامات کا سفر کیا اور خصوصًا جنے بطرا کے کھنڈرون کو دیکھا برکہارٹ (۱۸۱۲ء)[1] ہی چارلس ڈوٹے Charle Doughty ایک انگریز ہی جنے ۱۸۷۶ء مین ان مقامات کا سفر کیا، وہ دمشق سے حاجیون کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوا، اور الحجر پہونچکر، مدائن صالح اور العلا کے مشاہدہ و تفتیش کے لیے گیا، اور وہان سے مفید معلومات کا ذخیرہ ساتھ لایا، اور مشہور مستشرق رینان Renan کے پاس پیرس یہان کے کتبات اور نقوش اور مقابر کی لوحون

[1] برٹانیکا ج ۲۱ ص ۳۱۰،

برکہارڈ پہلے طائف پہونچا، پھر مکہ آیا اور تین مہینہ یہان شہر کے جغرافی اور ریاضی حالات کا مشاہدہ کرتا رہا، جنوری ۱۸۱۵ء مین مدینہ منورہ گیا اور وہان کے حالات کا بھی جغرافی وریاضی نظر سے مطالعہ کرتا رہا، واپسی مین ینبوع ہوکر مصر پہونچا جہان اُسنے وفات پائی اور بطریقۂ اسلامی مدفون ہوا،

انڈین آفیسر سر رچرڈ برٹن بھی برکہارڈ (برکات Burckhrdt) بعد ایک مسلمان حاجی کی صورت مین حاجیون کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ پہونچا اور یہانکے جغرافی اور طابو[1] غرافی (ریاضی جغرافیہ) حالات کی سب سے زیادہ تحقیق کی، وہ جس راستہ سے ہوکر مکہ سے مدینہ گیا، اس راستہ پر اُس سے پہلے کسی یورپین کا گذر نہین ہوا تھا، برٹن کا ارادہ تھا کہ اس شمالی عرب سے ہوکر جنوبی عرب کو قطع کرکے عمان سے نکلجائے، لیکن قلت فرصت کی بناپر وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

اس سفر کے پچیس برس بعد حکومت مصر کی طرف سے وہ مدین مین سونے کی کان کی تلاش مین بھیجا گیا، سونے کی جو کان وہان ملی اُس مین سونا نکالنے کی کوشش کے قدیم آثار معلوم ہوتے تھے، برٹن کو اس وقت اُس مین سونے کی مقدار بہت کم ملی، تاہم سونے سے زیادہ گران اکتشافات اُس کے ہاتھ آئے یعنی اثری (ارکیالوجیکل) تحقیقات اور تخطیطی (ٹاپوگرفیکل) پیمائشین تمام سواحل مدین کی خلیج عقبہ کے راس سے وادی حمد کے دہانہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ انجام کو پہونچین،

نجد تمام اقطاع عرب سے نجد کا سفر اہل یورپ کے لیے انیسوین صدی کے

[1] طابو غرافی جسکو عربی مین علم تخطیط البلدان کہتے ہین وہ علم ہے جس مین مقامات کے جانے وقوع ایک مقام سے دوسرے شہر کا فاصلہ اُسکا طول بلد اور عرض بلد وغیرہ مباحث سے بحث ہو،

وقعت ہی،

ہوبر یہان سے عنیزہ آیا اور وہان سے براہ راست نجد، نجد سے مکہ، اور مکہ سے جدہ، جدہ پہونچکر خوش قسمتی سے اُسنے اپنی تحقیقات واکتشافات کا تمام سرمایہ یہان چھوڑ دیا اور خود جولائی ۱۸۸۴ء مین اندرون ملک مین پھر آیا، جہان وہ عربون کے ہاتھ سے مارا گیا، اُسکی تحقیقات واکتشافات کا مجموعہ اُسکے بعد شائع ہوا،

حدود سفر | یورپین سیاحون کے مقامات سفر کا نقشہ اگر ہمارے سامنے ہو تو نظر آئیگا کہ نصف شمالی کو ہقوف سے مکہ تک اُنھون نے بالکل چھان ڈالا ہی، نصف جنوبی مین ایک ثلث حصہ تو صحراے اعظم کا ہی جسمین سفر مرادف موت ہی، بقیہ حصص مین باستثناے جوف ونجران ویمن وہ سواحل سے سو میل سے آگے نہین بڑھے،

تدمر کا نشان یورپ کو بہت پہلے مل چکا تھا، ڈاکٹر ولیم ہالیفکس W.Halifax (۱۶۹۱ء) پہلا یورپین سیاح تھا جو یہان پہنچا، وہان کے عمارات کی تحقیق وڈ Wood اور ڈکنس Dawkins نے ۱۷۵۱ء مین کی لیکن اپنی گرافی کے لحاظ سے سب سے زیادہ قابل قدر خدمات پرنس اباما لک Abumeleh Lakharew نے ۱۸۸۲ء مین اور Waddengton اور D.Vogue نے (۱۸۹۲ء) مین انجام دی اور ان پر تصنیفات ورسائل ترتیب دیے،

کیا کیا آثار عرب ان سیاحون کو نظر آئے،

مسلمان سیاح اور جغرافیہ نویسون نے جن آثار عرب کا مشاہدہ کیا اسکا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین، یہان ہم صرف یورپین سیاحون کے مشاہدات آثار عرب کا ذکر کرتے ہین،

لہ برٹانیکا ج ۲۰ ص ۶۵۴

کی نقل روانہ کی، رنیان نے ہدایت کی کہ وہ صحرا کی طرف اور آگے بڑھے،

ڈوٹے ایک شیخ قبیلہ کی زیر نگرانی حجاز اور نجد کے درمیان تمام قطعۂ ملک مین پھرا، وہ تیما گیا جہان اُسنے متعدد قدیم یادگارین دیکھین جن مین ایک مشہور یادگاری پتھر بھی ہی جسپر عبارت کندہ تھی۔ آیندہ موسم گرما مین وہ حائل گیا اور وہان سے واپسی مین خیبر پہونچا، اور یہان سے چند مہینون تک دیگر مقامات کی سیر کے بعد جدہ واپس آگیا،

ڈوٹے کے تین برس بعد ولفرڈ Wilfrid اور لیڈی بلنٹ Lady Anno Blunt نے ایک نوجوان شیخ عرب کی معیت مین جسکا خاندان تدمر مین سکونت پذیر تھا، عرب کا سفر کیا، یہ پہلے دمشق آئے اور وہان سے سیدھے صحراے شام کا رخ کیا، پھر وہان وادی شمران ہوکر جوف پہونچے، جوف سے جبل شمر ہوکر حائل پہونچے جہان ابن رشید امیر نجد نے اُن کا نہایت تپاک سے استقبال کیا، ایک مہینے کے قیام کے بعد یہان سے ایرانی قافلۂ حجاج کے ساتھ یہ لوگ کربلا اور بغداد ہوکر نکل آئے۔

۱۸۸۳ء ایک فرنچ سیاح کی تاریخ سیاحت ہے اسکا نام ہوبر C. Huber ہے ہوبر کی معیت مین ایک اور یورپین ارکیالوجسٹ یوٹنگ J. Euting نامی تھا ان دونون کے اکتشافات نے ڈوٹے کی ناتمام تحقیقات کی تکمیل کی،

ہوبر کی تحقیقات و اکتشافات عام حالات و واقعات سے بلند تر اور زیادہ علمی ہین جسکی عرب کی ارکیالوجی اور ٹاپوگرافی نہایت ممنون ہی، ہوبر نے حائل اور تیما کے درمیان بہت سے کتبات کا سراغ پایا، اور ڈوٹے کے بیان کردہ مشہور منقوش پتھر کو حاصل کیا جو اب کی یادگار ہی اور جسکی سامی آثار مین، نہایت گران پایہ

مین دیا ہی جو "ہجر" مین واقع ہی،

بنٹ J.B.Bent نے بحرین مین متعدد قدیم و کہنہ آثار کا نشان پایا جو اب بالکل تودۂ خاک ہین اور جو غالبًا قبرین معلوم ہوتی ہین، یہان کی بعض یادگارون کے متعلق خیال ہی کہ وہ فنیشین ہین،

آثارِ شہر پناہ و قلعہ،

جنوب عرب مین جہان عہدِ مسیح سے پیشتر ایک پر رونق تمدن موجود تھا، قلعون اور شہر پناہون کے آثار منہدمہ اب تک باقی ہین، اور جنکا یورپین سیاحون نے نامکمل طور سے ذکر کیا ہی، یمن اور خصوصًا حضرموت مین اس قسم کی عمارات جن مین کہین کہین کتبے بھی ہین اب تک ہین،

شہر مارب جو حکومت سبا کا قدیم پایہ تخت تھا اُسکے آثار باقیہ کا اب تک نشان ملتا ہی آثار البلاد قزوینی کے حوالہ سے جرمن ایشیاٹک سوسائٹی جرنل نے (ج ۷ ص ۴۷۲، ۴۷۶۔ ج ۱۰ ص ۲۰) اس قسم کے بعض عمارتون کے حالات شایع کیے ہین، ارناؤ، گلازر، اور ہالوے نے بھی ان آثار کا مشاہدہ کیا، لیکن شومی قسمت سے ان کا اکتشاف زمانۂ مستقبل سے متعلق رہگیا کیونکہ ارناؤ اس بندِ آب (سد) کے اکتشاف مین مشغول رہا[1]، جو عجائب یمن سے ہی اور ہالوے اور گلازر نے کتبات سے زیادہ دلچسپی لی،

آثار بند (سد)

عرب کا ملک قدرتا دریا سے محروم ہی، اس لیے اُس کی زرعی زندگی کا مدار زیادہ تر

[1] سبا کے عنوان مین اسکی کسیقدر تفصیل ہی،

یورپین سیاحون نے آثار عرب کے پانچ اصناف قرار دیے ہین[1]

۱۔ آثار قبل تاریخ۔

۲۔ آثار شہر پناہ و قلعہ۔

۳۔ آثار بند (سدّ)۔

۴۔ آثار حجریہ و نحاسیہ۔

۵۔ آثار عمارات منہدمہ قبل تاریخ۔

سیاحین مغرب کی تحقیق کے مطابق اس قسم کی یادگارین عرب مین پائی جاتی ہین، جنکی عمر تاریخ سے زیادہ بڑی ہی، پالگریو نے اپنے سفرنامۂ عرب مین جس کا نام .... Central and Eastern Arabia ہی بڑے بڑے ناتراشیدہ اور انگھڑ پتھرون کی ایک قدیم و عتیق عمارت کا ذکر کیا ہی جو نجد کے دامن کوہ مین بطور دائرہ کے ہی آٹھ نو پتھر اب تک باقی ہین، جن مین سے بعض کی بلندی ۱۵ فیٹ تک ہے، دو پتھرون کی لمبائی ۱۰ سے ۱۲ فیٹ تک ہی جو اب تک چھت کو سنبھالے ہوئے ہین[2] ڈوٹے Doughty نے شمالی مغربی عرب مین سنگ خارا کی ایک قطار کھڑی اور پتھر کی بڑی بڑی سلون کا فرش دیکھا (جسکو وہ کوئی مذہبی عمارت نہین خیال کرتا) اور مدّور تودہاے خاک جا بجا اُسکو نظر آئے جو شاید مقبرون کے ٹیلے ہون، وہان بعض گول کمرے بھی اُس نے دیکھے، جو بغیر چونے کے بنائے گئے تھے، عجب نہین جو یہ پرانی قبرین ہون، اس قسم کے ایک مقبرہ کا فوٹو ڈوٹے نے اپنے سفرنامہ

---

[1] یہ باب تامتر انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۲۶۲، ۲۶۳ سے ترجمہ ہی، طبع یازدہم،

[2] ج ۱، باب ۶، ۲

حیرہ کے بادشاہ امراالقیس کی قبر کا کتبہ ملا ہی ایک کتبہ پر جو صفا کے پاس پایا گیا ہی نزار جد قبیلۂ قریش کا نام مکتوب ہی[۱] یمن کے حصن غراب پر جو حمیری کتبے ملے ہین اُن مین سے ایک کے نیچے "اوس" نام منقوش ہی جو انصار مدینہ کی ایک شاخ کا جدّ اعلیٰ تھا اور جسکا مسکن یمن[۲] تھا،

یہ کتبات عموماً عام پتھرون پر سنگ مرمر پر اور نیز برنجی تختیون پر منقوش ہین، طول و بلندی مین انکی مقدار کئی انچ سے کئی فیٹ تک ہی باستثنائے بعض حالات جن مین خود اصل کتبات یورپ مین منتقل کر لیے گئے ہین، اکثر صرف اُن کے چربہ اور نقل پر قناعت کرنی پڑی ہی،

یہ کتبات جن حروف مین لکھے گئے ہین وہ فنیشین (فینیقی) خط سے ماخوذ معلوم ہوتے ہین، اور جو زبانین ان مین استعمال کی گئی ہین وہ ابھی تک علماے السنہ کے زیر غور ہین، تاریخی اور آثاری حیثیت سے اب تک جو کتبات ملے ہین اُن سے کچھ زیادہ فوائد حاصل نہین ہوتے۔ کیونکہ یہ کتبات اکثر مذہبی ہین جن پر زیادہ تر صرف عام اشخاص، اور بادشاہون اور دیوتاؤن کے نام کندہ ہین، بعض جو تاریخی کتبات ہین اُن مین تاریخ مذکور نہین اسلیے اُنکی اصل حقیقی زمانہ کے متعلق علماے آثار مختلف آرا ہین، لیکن بہرحال قدیم تر تاریخ ان کتبات کی آٹھوین صدی ق م سے (اور گلازر کی تحقیق کے مطابق پندرھوین صدی ق م سے چھٹی صدی عیسوی تک ہی

بعض اس قسم کے پتھر تو اب تک اپنے قدیم اصلی مقام پر گڑے ہین، لیکن زیادہ تر پتھر ایسے ہین جنکو قدیم مقامات سے اکھاڑ اکھاڑ کر لوگون نے گھرون مین مسجدون مین،

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۰۴ [۲] کتبات حصن غراب ضمیمہ فارسٹر۔

اُن پہاڑی چشمون پر ہے جو بہ کر وادیون مین پھیل جاتے ہین، اور پھر وہ یا رگیستان مین خشک ہو جاتے ہین یا سمندر مین گر جاتے ہین، نیز وہ پہاڑون سے اس طرح ناگہانی طور سے اُبل پڑتے ہین کہ دور تک آبادیون کو بے نشان کر دیتے ہین، ان وجوہ سے عرب قدیم وادیون مین بندِ آب تعمیر کیا کرتے تھے جسکو عربی مین سد کہتے ہین، عرب کا مشہور ترین سد، سدِ مارب ہی جسکو سدِ عرم بھی کہتے ہین جو تقریباً ڈیڑھ ہزار برس سے منہدم ہی، اور جسکی شکستہ دیوار زائرین عدن کے لیے نشان عبرت ہی،

یورپین سیاحون مین سدِ مارب کا مشاہدہ سب سے پہلے ارناؤ نے کیا، لیکن اسکی اصلی اہمیت گلازر نے اس سد کے متعلق جو کتبات تھے اُن کی (۱۸۹۷ء مین) اشاعت سے ظاہر کی، ان کتبات سے اس سد کے متعلق تاریخی حالات بہت روشن ہو گئے ہین،

یمن مین حران کے پاس ہارس W.B.Harris نے ایک اور بند دیکھا ہی جسکا طول ۱۲۰ گز ہی، اور جسکے اوپر تین بڑے بڑے حوض بنے ہین[1]،

آثار حجریہ و نحاسیہ،

آثار قدیمہ کی یہ صنف سب سے زیادہ کارآمد ہی کہ ان پر اکثر کتبات منقوش ہوتے ہین ان سے تاریخی فوائد حاصل ہو سکتے ہین، اور حل مطالب کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جا سکتے ہین، انیسوین صدی مین یورپ کے عام عجائب خانون مین اور خصوصاً لندن، پیرس، برلن، اور وائنا کے عجائب خانون مین اس کے قسم کی چیزین کافی تعداد مین موجود ہین، جن مین سے اکثر پر "معین" اور "سبا" کی زبان مین اور بعض پر "حضرموت" اور "قتابین" کی زبان مین کتبات منقوش ہین،

[1] A Journey through the Yemen, P279, 1830.

مین جو قدیم عربی حکومتون کے مرکز تھے قصور شاہی، معابد دینی اور عام مقابر کی منہدمہ عمارتین اب تک باقی ہین، جنوبی عرب مین حضرموت مین اس قسم کی عمارتین ہین جن مین سے عدن کے پاس ایک انگریز سیاح نے "حصن غراب" کا نشان دیا ہی، شمالی عرب مین تدمر کے کھنڈر ہین جن مین نازک و بلند ستون اب تک ایستادہ ہین، معبد شمس کا نشان باقی ہی، بعض رومی عمارات کے بھی آثار ہین، بطرا جنکو عرب "حجر" اور یہود "سلاع" کہتے ہین اور جو نبطیون کا دارالحکومت تھا، آثار منہدمہ کا مدفن ہی، ایک عمارت کا نشان ہے جسکو عرب "خزانہ فرعون" کہتے ہین، انھین کھنڈرون مین ایک اور عمارت ہی جسکا نام "قصر فرعون" ہی، بعض معابد کے بھی آثار ہین، بعض قبرین ہین جو چٹانون کے شکل مین بنائی گئی ہین، بعض عمارتین پہاڑ کاٹکر بنائی گئی ہین،

بعض اُصول تاریخ قدیم

تاریخ قدیم کی تدوین مین سب سے بڑی دقت زمانون کی تعیین اور ناموں کے اتحاد و اختلاف مین ہی، ان کے متعلق چند اصول سمجھ لینا چاہیے

اصول تعیین زمانہ، جدید طرز تاریخ کی رو سے نہایت ضروری ہی کہ قبائل کے زمانہ کی بھی تعیین کی جائے، لیکن درحقیقت یہ نہایت مشکل کام ہی، کیونکہ اسکی واقفیت کے صرف تین ذرائع ہین۔ تورات جو تفصیلی بیان سے بالکل خاموش ہی۔ روایات عرب جنمین تاریخ و سنین مذکور نہین۔ آثار قدیمہ اور الواح منقوشہ، جن سے صرف چند شاہان عرب کی تاریخ وفات یا تاریخ فتوحات معلوم ہوتی ہی،

عموماً کسی مجہول العہد قوم کی تعیین زمانہ کی یہ صورت اختیار کی جاتی ہی کہ اُسکے

اور نئے کو دُن مین لگا لیے ہین، ان آثار حجریہ مین سے بعض قربانگاہین ہین، بعض دیوتا
مورتون یا اُن جانورونکی طلائی مورتون کے چبوترے ہین جو دیوتاؤن کو نذر دیے گئے
ہین، جو پتھر قدیم ہین وہ عموماً نقش ونگار سے عاری ہین، لیکن جو متاخر زمانہ کے ہین
اُن مین پھول پتے بنے ہین، یا بیل کے سر کا نقش ہی یا مرد یا عورت کی تصویر بنی ہے
بعض آثار مین بابل کے طرز کے مقدس مذہبی درخت کی تصویر ہی جسکے سامنے اُس کے
پوجاری کھڑے ہین، ان آثار کے علاوہ قبرون کی لوحین، چونے کے پتھرون
کے ٹکڑے، عمارت کے نقشے، اونٹ، گھوڑے، چوہے یا سانپ وغیرہ کی برنجی
مورتین بھی ملی ہین،

مُہر سکہ، قیمتی پتھر،

وانا (آسٹریا) کے دارالآثار نے اس قسم کی مہر کی ایک قلیل تعداد حاصل کی
ہی، یہ مہرین عموماً پیتل، تانبے، چاندی اور پتھر کی ہین، جنپر سبائی خط مین الفاظ کندہ ہین،
عرب کے جو قدیم سکے دستیاب ہوئے ہین وہ اب کچھ تو برٹش میوزیم لندن مین اور کچھ
وانا مین ہین، یہ عموماً یونانی قطع کے ہین، لیکن اُن پر جو کتبات ہین وہ سبائی خط مین ہین، لندن
برٹش میوزیم مین جو سکے ہین وہ عدن، صفار، مارب مین ملے ہین یا قسطنطنیہ سے خرید کر لائے
گئے ہین، وانا کے سکے محقق ترین سیاح عرب گلازر کے نتائج عمل ہین، بعض قیمتی پتھر بھی
ملے ہین جو وانا کے عجائب خانہ مین محفوظ ہین،

لیکن یہ تمامتہ زمانۂ مابعد کے ہین، ان پر مختلف اشکال نقش ہین، بعضون پر عربی کتبے ہین،

عمارات منہدمہ،

جنوبی عرب (یمن وحضرموت) اور شمالی عرب (وادی القریٰ، حوران، بادیہ شام)

تھا؟ اور اُنکی اولادین کہان کہان پھیلین؟

Forster مسٹر فارسٹر نے اٹھارھوین صدی کے اواسط مین عرب کا جو تاریخی جغرافیہ Historical Geography of Arabia لکھا ہی اُس مین اِس اصول سے اُنھون نے نہایت کارآمد نتائج پیدا کیے ہین، گو بعض مقامات پر اُن کے استنباطات، وہم وظن سے آگے کا علم نہین بخشتے اور کہین بجاے علم جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہین،

لیکن اس اصول کے اجرا مین دو بہت بڑی دقتین پیش آتی ہین، امتدادِ زمانہ، انقلابات اقوام، اور تغیرات زبان سے نام کچھ سے کچھ ہو گئے ہین اسلیے مقامات اور باشندون کے نامون مین تطابق کے بجاے کبھی صرف تشابہ پر قناعت کرنی پڑتی ہے، دوسری دقت جو پہلے سے سہل تر یہ ہی کہ سامی زبانون مین باہم اور نیز یونانی زبان سے مین، تورات کا قدیم ترجمہ ہی اور اب زیادہ تر وہی پھیلا ہوا ہی جب ایک نام ایک زبان سے دوسری زبان مین منتقل ہوتا ہی تو بعض حروف کا خصوصیت زبان کی وجہ سے مبادلہ ہو جاتا ہی، مثلاً حسب ذیل حروف پیش ہین،

وہ حروف جو باہم بدل جاتے ہین	مثال
ا اور ہ، ح، ع	اجر اور ھاجر، امورائی اور حموورائی، اسمائیل اور اسماعیل
پ اور ب، ف	پاران اور باران، فاران،
ت اور ث	شیت اور شبث،
تھ اور ث	تھمود اور ثمود،
ث اور س، ص	عیثاؤ اور عیسو، عیصاؤ
ج اور غ، گ، ی	ھاجر، ھاغر اور اگر، جقطان، یقطان،

معاصر معلوم العہد قوم یا شخص کے زمانہ سے اُسکا قیاس کیا جاتا ہی، دوسرا اصول تعیین زمانہ یہ ہی کہ علی الاعم چار پشتون کی ایک صدی فرض کرکے انساب کے شمار سے زمانہ کی تعیین کرلی جاتی ہی، لیکن یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ کسی قوم کے وجود کی تاریخ اور اُسکے شہرت وظہور کی تاریخ دونون دو چیزین ہین - یہ ضرور نہین ہی کہ اگر ایک قوم کی شہرت کا ایک زمانہ ہو تو وہ ہی زمانہ اُسکے وجود کا بھی ہو، مثلاً بنو قحطان کا زمانۂ شہرت و ترقی ہم بعد عہد موسوی پاتے ہین، تو یہ ضرور نہین کہ عہد موسوی اُن کے وجود کا زمانہ بھی ہو، دنیا کی ہزارون قومین ہین جو ہزارون برس تک خاموش اور مجہولانہ زندگی بسر کرتی ہین، اور پھر دفعتہً بعض اسباب سے نامور ہوجاتی ہین، بلکہ فلسفۂ تکوین اقوام کے رو سے نہایت ضروری ہی کہ قوم کا زمانہ وجود اُسکے زمانۂ ارتقاء و شہرت سے سیکڑون ہزارون برس پیشتر ہو۔ کہ ایک فرد کنبہ بن سکے اور ایک کنبہ قوم -

اصول تطبیق اسماء - ایک اور چیز جس سے کسی قدیم قوم کی جاے سکونت اور قومیت کی نوعیت کی تحقیق مین بڑی مدد ملسکتی، اشخاص تاریخی اور اُن کے مقامات سکونت کے نامونکا یا دو قومون کی زبان، اشخاص اور دیوتاؤن کے نامون کا باہمی تطابق ہی،

اشخاص و مقامات کے نامون کا باہمی تطابق اُن اشخاص کے مقامات سکونت کا پتہ دیتا ہی، اور دو قومون کی زبان اور اُن کے باہمی اسماء کا تطابق اُن کے اتحاد قومیت کی طرف اشارہ کرتا ہی،

پہلا طریقۂ تحقیق تمام ممالک عالم سے زیادہ بلاد سامیہ کے جغرافیہ قدیم مین کارآمد ہی، کیونکہ سامی اقوام کا یہ خاص مذاق ہے کہ مقامات سکونت کے نام بعینہ باشندونکے نام رکھدیتے ہین، جن سے نہایت آسانی سے یہ معلوم ہوسکتا ہی کہ اُن اقوام کا کہان مسکن

اِمتباہات

۱- عاد، ثمود، سبا، جرہم وغیرہ کے نامون سے اکثر شخصی نام سمجھے گئے ہین، لیکن درحقیقت ایسا نہین ہی، اس بناپر اگر یہ مذکور ہی کہ سب سے پہلی سلطنت سبا نے قائم کی تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی شخص مسمی بہ سبا نے قائم کی بلکہ حسب عادات عرب بحذف مضاف غ سبا سمجھنا چاہیے، اس اصول کے تسلیم کر لینے سے اکثر درمیان مین خالی جگھون کے پُر کرنے کے لیے نامون کے گڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی، اور یہ کوئی نئی بات نہین، عرب مین عموماً آباے قبائل مثلاً کعب، اسد، کلب، مازن وغیرہ لیکر ابناے قبائل یعنی بنو کعب، بنو اسد الخ وغیرہ مراد لیتے ہین، اسی طرح اگر یہ مذکور ہی کہ عاد کی ہزار برس کی عمر تھی، تو اس سے شخص عاد کی بجاے خاندان عاد مراد لینا چاہیے۔

۲- دوسرا امر قابل ذکر یہ ہی کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہی اختلاف السنہ کی بناپر نام بہت کچھ بدل جاتے ہین یہان تک کہ ایک ہی شخص کا نام مختلف زبانون کے تلفظ سے بگڑ کر ممکن ہی کہ وہ چند اشخاص کے مختلف نام سمجھے جائین، یونانی، یورپین، اور عربی زبانون مین آج بھی ایک ہی نام کو دیکھو تو اُنکے اختلاف تلفظ سے سخت حیرت ہوگی قرآن کے اعلام پر تو کئی ہزار برس گذرے، مسلمان فلاسفر اور حکما جنکو ابھی ایک ہزار برس بھی نہین ہوا، یورپین زبانون مین اُنکے عجیب عجیب نام ہو گئے ہین جنکو اصل سے کوئی تعلق نہین اور کبھی کوئی عرب اُنکو عربی نام نہین تسلیم کریگا، ابوعلی بن سینا کو اویسنا Avicenna سے کوئی نسبت ہی؟ ابن رشد کو اویروس Aoerroes

س اور ش	سبا اور شبا
ص اور ض	حصارموت اور حضارموت
ض اور س، د، ہ	اضحاک اور اسحاق، حدرموت، حضرموت
ط اور ت	نابط اور نابت
ع اور ا	یارح اور یعرب
غ اور ج، گ	ھاغر اور ھاجر
ق اور ک	اضحاک اور اسحاق، قیدار اور کیدار
م اور ن	عمرام اور عمران
ی اور ج، ع	یرح اور جرح یا جرھم، شنیار اور سنعار

یہ تغیرات توصاف ہین کہین کہین اول مین یا وسط مین یا آخر مین بعض حروف کی زیادت ونقص بھی ہوتا ہی، خصوصاً الف کی زیادت ونقص، مثلاً حصارموت، حضرموت ابی رھام، ابراھیم، ھیل، ھابیل،

اصول اتحاد اسماء والسنہ، ہر قوم کے نامونکی ایک خاص نوعیت وترکیب ہوتی ہی جس مین اُسکی قومیت کا امتیاز مضمر ہوتا ہی، اقوام موجودہ مین ہندوُن، مسلمانون، یہودیون اور عیسائیون کے نامون کی اور پھران مذاہب مختلفہ مین سے ممالک مختلفہ کے باشندون کے نامون کی ایک خاص نوعیت ہوتی ہی جس سے اُسکی قومیت کا نشان ملتا ہی، اس بنا پر اگر دو قومون کے نامون مین باہمی تشابہ نظر آئیگا تو ہم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہین کہ یہ دونون قومین درحقیقت متحد الاصل ہین، اسی طرح مذہبی اعتقادات کا تشابہ الفاظ زبان کی مماثلت ومشاکلت بھی باہمی اقوام کے اتحاد نسل کی ایک مہم دلیل ہی،

پھر رفتہ رفتہ وہان کے باشندون کو "عرب" کہنے لگے،

قرآن مجید مین لفظ "عرب" ملک عرب کے لیے کہین نہین بولا گیا ہی

حضرت اسماعیل کی سکونت کے ذکر مین وَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ یعنی "وادی ناقابل کاشت" اسکو کہا گیا ہی، اکثر لوگ اس نام کو عرب کی حالت طبعی کا بیان سمجھتے ہین لیکن اوپر جو تحقیق بیان ہی اُس سے واضح ہی کہ یہ لفظ عرب کا بعینہ لفظی ترجمہ ہی، چونکہ اس عہد مین اس غیر آباد ملک کا کوئی نام نہ تھا، اسلیے خود لفظ "غیر آباد ملک" اسکا نام پڑگیا، توراۃ مین بھی اسماعیل کا مسکن "مدبار" بتایا گیا ہی جسکے معنی بیابان اور غیر آباد قطعہ کے ہین اور جو بالکل عرب کا ترجمہ اور "وادی ذی زرع" کے مرادف ہی،

تورات مین لفظ "عربا" ایک خاص قطعۂ زمین عرب کے معنی مین، متعدد بار ہی، لیکن یقیناً اُس وسعت کے ساتھ اطلاق نہین ہوا ہی جس وسعت کے ساتھ اب یہ کیا جاتا ہی، لفظ "عربا" سے صرف وہ قطعۂ زمین مراد لیا گیا ہی جو حجاز سے شام و سینا تک وسیع ہی، عام ملک عرب کے لیے زیادہ تر مشرق اور مشرق کی زمین کا استعمال ہوا ہی، اور کبھی جنوب[۵۱] کا کیونکہ عرب، فلسطین کے مشرق و جنوب دونون گوشون مین ہی،

لفظ "عرب" سب سے پہلے ۸۰۰ ق م مین حضرت سلیمان کے عہد مین مسموع ہوتا ہی[۵۲]، اور پھر اس کے بعد عام طور سے اسکا استعمال عبرانی، یونانی اور رومانی تاریخون مین نظر آتا ہی، اسیریا کے کتبات میخی مین ۸۵۰ ق م مین عرب کا نام "عربی" لیا گیا ہی[۵۳] قبیل اسلام یہ لفظ پورے ملک کو جو مین سے شام تک وسیع ہی محیط تھا،

---

[۵۱] استثنا ۱-۱، ۲-۱، [۵۲] تکوین ۲۵-۶، ۱۰-۳۰، قضاۃ ۶-۳۳، ۱ سلاطین ۴-۳۰، ۱ رسیاہ ۹-۲۶-۲۸

[۵۳] متی ۱۲-۱۲، تکوین ۱۳-۹، ۱۲-۹، [۵۴] ۲ سفر الملوک ۱۰-۱۵، [۵۵] تاریخ بابل اجرس ج ۲ ص ۱۲۱،

ڈکشنری ہی اسکی تصدیق ہوتی ہی،

اسعد بن جاحل کہتا ہی،

وعربۃ ارضٌ جلّ فی الشر اھلھا　　کما جدّ فی شرب النقاخ ظماءٗ

ابن منفذ توری کا شعر ہی

لنا ابل لو یطمث الذّل بینھا　　بعربۃ ما واھا بقرن فانبطحا

ولو انّ قومی طاوعتنی سراتہ　　امرتھم الامر الذی کان ابیحا

بعد اسلام بھی یہ نام باقی رہا، ابوسفیان الکلبی رسول اللہ صلعم کی مدح مین کہتے ہین،

ابونا رسول اللہ وابن خلیلہ　　بعربۃ بوّانا فنعم المرکب

ابوطالب بن عبدالمطلب کی طرف جو قصیدہ منسوب ہی (گو صحیح نہین) اُس کا ایک شعر ہے،

وعربۃ دار لا یحلّ حرامھا　　من الناس الا اللوذعی الحلاحل[1]

اب دوسرا سوال یہ ہی کہ اس ملک کا نام "عُربۃ" کیون قرار پایا؟ اصل یہ ہی کہ تمام سامی زبانون مین "عربہ" صحرا اور بادیہ کا مفہوم رکھتا ہی، عبرانی مین "عربا" ערבה بیابان اور میدان کو کہتے ہین، اور خود عربی زبان مین اس مفہوم قدیم کے بقایا موجود ہین، عرابۃ بدویت کے معنی ہین اور اعراب اہل بادیہ اور صحرانشینون کیلیے ابتک مستعمل ہی،

چونکہ عرب کا ملک زیادہ تر ایک بیابان بے آب و گیاہ ہی اور خصوصًا وہ حصہ جو حجاز سے بادیہ عرب و شام اور سینا تک پھیلا ہوا ہی، اس لیے اُس کا نام "عربا" قرار پایا، اور

[1] ان اشعار کے لیے دیکھو، یاقوت ج ۶ ص

جغرافیۂ عرب از تورات

عہد عاد و ثمود و مدین و ایکہ و اد دوم

از ۲۵۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م

عرب گو اُم سامیہ کا مولد و منشا ہی، لیکن عجب نہین کہ یہان سے نکلنے کے بعد ان کو یہ یاد بھی نہ رہا ہو کہ یہ اُس عہد کا واقعہ ہی جب نوع انسان دایۂ عالم کے آغوش مین طفل شیر خوار تھا، بچے عہد طفولیت مین اشارون کے سوا، لفظون مین کسی چیز کا نام نہین بتاتے، اُم سامیہ جو مسیح سے ڈھائی تین ہزار برس پہلے بچہ تھین، عموماً "پورب کی سرزمین"[1] کے سوا، اپنے مولد کا نام کچھ اور نہین بتا تین، اور حقیقت بھی یہ ہی کہ اُسوقت انسان خود "نام" کا نام بھی نہین جانتا تھا۔

عرب کے نام

بہرحال ملک عرب کا پہلا[2] نام "پورب کی زمین"[3] ہی اور دوسرا نام "جنوب کی زمین" اور ان دونون نام سے وہ حضرت ابراہیم کی زبان سے بھی پکاری گئی ہی[4] "پورب کی زمین" سے کبھی تورات مین، بابل و اسیریا اور ما بین النہرین ہی مراد لیے گئے ہین[5]، لیکن زیادہ تر

---

[1] سفر تکوین ۱۱-۲

[2] دیکھو پیوان کی کتاب قدیم جغرافیہ (انشینٹ جیوگرفی) ص ۸،

[3] تکوین ۲۵-۶ [4] تکوین ۲۹-۱،

عبارت بالا سے ظاہر ہوگا کہ جغرافیۂ عرب قدیم کے تین ماخذ ہین، تورات، یونان و رو
اور خود عرب، اور ایک عجیب اتفاق یہ ہی کہ یہ تین مختلف ماخذ تین مختلف زمانہ سے متعلق
تورات کا بیان ۲۵۰۰ ق م سے تقریباً ۸۰۰ ق م تک ہی، یونان و رومان کا بیان ۸۰۰ ق
(ہیروڈوٹس) سے سنہ ۲۰۰ء (بطلیموس) تک ہی،

خود عربون کے بیانات عرب کے مقامات قدیم کے متعلق جو بعہد اسلام مدون ہوے جی
مشہور قبائل کے مقامات سکونت کے سوا مثلاً احقاف مسکن عاد، مدین مسکن ثمود، یما
مسکن طسم وجدیس، حجاز مسکن جرہم، یمن مسکن قحطان) عہد مسیح سے بعد کے ہین، اور اسکا سب
یہ ہی کہ عرب تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھے، ورنہ ظاہر ہی کہ صاحب البیت ادری بما فی
عرب شعرا کا عام مذاق یہ ہی کہ وہ قصائد مین محبوب کے دیار و مسکن اور اپنے سفر کے مقا
و منازل کا تذکرہ کیا کرتے ہین، علماے اسلام نے انھین سے عرب کا جغرافیۂ وصفی ترتیب
دیا ہے،

اقطاع عرب

عبرانیون کو عرب کا کوئی منتظم جغرافی علم نہ تھا، ایک مدت تک وہ صرف شمالی عرب سے واقف تھے، جسکے موجودہ اقطاع حجاز، سینا، عرب شام، عرب عراق، بحرین اور سواحل خلیج فارس ہین، اس شمالی عرب کے اُنھون نے دو حصے کیے تھے، زمین مشرق و زمین جنوب، زمین مشرق مین ملک کنعان کے مشرق کے ممالک سواحل خلیج فارس، بحرین، و عرب عراق اور زمین جنوب مین سینا، حجاز، بادیۂ عرب شام اور بعض حصۂ نجد داخل کرتے تھے، جو کنعان کے جنوب مین واقع ہین،

اسفار تورات و نبیین (صحف انبیاے یہود) مین ہماری سمجھ اور استقصا کے مطابق عرب کے حصۂ مشرقی و جنوبی کا عبرانیون کے محاورہ کے مطابق حسب ذیل مقامات مین ذکر ہی، جنکو ہم بہ ترتیب حاشیہ مین لکھدیتے ہین[۱]،

ان مشرقی و جنوبی حصون مین مختلف قبائل آباد تھے، ہر حصہ کا نام اُسکے قبیلہ کیطرف نسبت کرکے لیتے تھے، مثلاً جنوب مین کوہ سعیر کے دامن مین ادومی اور عمالیق آباد تھے اُسکا نام زمین ادوم و عمالیق تھا، اس سے نیچے موجودہ خلیج عقبہ سے دور تک سواحل بحر احمر پر مدیانی

---

[۱] جنوب - تکوین ۱۲-۶ و ۱۳-۱ و ۲۰-۱ و ۲۴-۶۲، عدد ۲۴-۳، تحمیا ۱۳-۲۹، یوشع ۱۰-۴۰ و ۱۸-۵ و ۱۱-۱۹ و ۱۲ و ۱۵-۱۹، قضاۃ ۱-۹، ۱۵، سموال ۲۴-۷ و ۳-۱، اشعیا ۴۳-۶، یرمیا ۱۳-۱۹ و ۱۷-۱۴ و ۲۳-۱۳، حزقیال ۲۰-۴۶، و ۴۷-۲۱-۴ و ۴، ۲-۲۴، ۴۴ و ۴۱-۱۱ و ۴۶-۶، دانیال ۸-۶ و ۱۱-۲۲۵، ۹، ۱۱، ۱۵، ۲۵، ۲۹، ۴۰، عبدیاہ ۱۹-۲۰، حقوق ۳-۳،

مشرق - تکوین ۲۵-۶ و ۲۹-۱، عدد ۳-۳۸ و ۲۴-۷، قضاۃ ۶-۳، ۳۳ و ۷-۱۲ و ۶-۱۰، ملوک اول ۴-۳۰، ایوب ۱-۳،

زمین شمال کہا گیا ہی کہ وہ فلسطین کے مشرق و شمال مین واقع ہین،

اسکے بعد وہ زمانہ آتا ہی جب قبائل کی شکل پیدا ہوتی ہی، شمالی عرب مین ابتدائی عہد سے مختلف قبائل، ادوم، عمورانی، مواب، بنوعمان، مدیانی اور عمالیق آباد[۵۱] تھے، عبرانیون کے قرب و مجاورت کے سبب سے شمالی عرب سے کسی قدر واقفیت تھی، لیکن وہ اس شمالی حصہ کا کوئی خاص نام نہین بتلاتے تھے بلکہ عموماً، ان مین سے ہر قطعہ کو قبائل کی اضافت و نسبت سے ممتاز کرتے تھے، مثلاً ادوم کی زمین، مواب کی زمین، عمالیق کی زمین وغیرہ، حضرت موسیٰ کے عہد مین جب بنی اسرائیل مصر سے براہ بحر احمر گوشۂ عرب شمالی سے گذرے تو اُن کو نظر آیا کہ یہ ملک ایک سراسر کف دست میدان ہی، اسلیے شمالی عرب کے ایک گوشہ کا نام اُنھون نے "عربا" قرار دیا[۵۲]، اور بقیۂ اقطاع عرب کا اُسی طرح باضافت قبائل نام لیتے رہے،

حضرت سلیمان کا عہد عبرانیون کے اوج شباب کا زمانہ ہی، دریا مین اُنکے جہاز سواحل عرب کی چارون طرف بحر احمر[۵۳] سے بندر اوفر[۵۴] تک سفر کیا کرتے تھے، جو یمن مین اُسوقت تجارت کی منڈی تھی، اور خشکی مین انکی فوج عرب کے تمام شمالی[۵۵] بلکہ بعض جنوبی ریاستون (سبا) کو بھی مغلوب کر چکی[۵۶] تھی، اُسوقت اُن کو عرب کے حقیقی حدود معلوم ہوئے، اس بنا پر "عربا" کو جو پہلے صرف شمالی عرب کے لیے مخصوص تھا، ملک کی حدِ معلوم تک وسیع کر دیا[۵۷]، با این ہمہ جب تک وہ زندہ مقامات کا نام باضافت قبائل اُنھون نے متروک نہین کیا،

---

۵۱ یہ تمام سامی قومین ہین، اور ان سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات رہے ہین ۵۲ استثناء باب ۱ آیت ۱، ۷ و باب ۲۲-۱ و باب ۳۶

۵۳ ملوک اول ۹-۲۶- ۵۴ ملوک اول ۹-۲۷، ۵۵ ملوک اول ۱۰-۱۵، ۵۶ ملوک اول ۱۰-۱۰،

۵۷ ملوک اول ۱۰-۱۵-

بصورا یقیناً وہی شہر ہو جسکو عرب بصریٰ کہتے ہین اور جواب تک معلوم ہی، تیمان کو شاید تیمار سے تعلق ہو جو بصریٰ کے پاس ایک مشہور آبادی ہی، اور جسکا ذکر تورات مین کئی جگہ آیا ہی،

قیدار بن اسماعیل کے تعلق سے "حضورا" ایک قطعہ کا نام لیا گیا ہی (یرمیاہ ۴۹-۲۸) لیکن جہان تک معلوم ہوا ہی اس نام کی کوئی آبادی عرب مین نہین، اس لیے یقیناً یہ کسی قطعہ کا علم نہین بلکہ اس سے لغوی معنی مراد ہین، یعنی وہ آبادی جو مستقل ہو، بادیہ کی طرح عارضی نہو، اسی سے عربی مین "حضر" کا لفظ نکلا ہی، اور اسی بنا پر آجکل حاضرہ مشہور و عظیم الشان شہر کو کہتے ہین،

عرب کے ایک مشہور شہر کا نام تورات مین "سلاع" آیا ہی جو ادوم کی حکومت مین واقع تھا، (ملوک دوم ۱۴-۷) سلاع کے معنی پتھر کے ہین، عربون کے ہان اس کا نام "الحجر" ہے، اور یونانی اسکو پٹرا Petra کہتے ہین، معنیٰ تینون ایک لفظ ہین، اس شہر کا نشان اب تک شام کے قریب شمال عرب مین باقی ہی، زمانۂ اول مین یونانیون کے زمانہ تک اس شہر کو بڑی رونق تھی، خلیج عقبہ کے پاس "عیلات" ایک بندر (ملوک اول ۹-۲۶) حکومت ادوم سے متعلق تھا، حضرت داؤد اور سلیمان نے اس حکومت کو اسرائیل مین داخل کر کے اپنے بحری کارخانہ کا صدر مقام قرار دیا، جنوبی عرب مین جہان عدن واقع ہی "اوفر" نام ایک دوسرا بندر تھا، حضرت سلیمان کے جہاز عیلات سے چلکر یہین اوفر آتے تھے (۹-۲۸-) اوفر کا تورات مین متعدد بار نام آیا ہی یہ ایک تجارتی منڈی تھی، سونا کثرت سے یہان آتا تھا عدن جو اب تک موجود ہی اسکی تجارت کی اُسوقت بھی دھوم تھی، (۲۷-۲۲)

یمن کے شہرون مین سے "سبا" کا نام بھی تورات مین آیا ہی، یہان کی ملکہ حضرت

آباد تھے وہ ارض مدین تھا، جس کو ایک مدت سے اب حجاز کہتے ہین، مشرق مین عمونی بنو عمان اور مواب تھے اور یہی انکے ملکون کا نام تھا، آگے بڑھکر مدین اور نجد کے سرون پر بنو اسماعیل کے خیمے تھے،

عرب کے شہر و مقامات

تورات مین مقامات عرب مین سب سے پہلے "مشا" اور "سفار" کا نام آیا ہی جو جنبی قحطان کی آبادی کی ابتدائی اور آخری حد تھی، (تکوین ۱۰-۳۰) "سفار" سے متفقا "ظفار" واقع یمن مراد لیا گیا ہی، لیکن "مشا" نام عرب مین کوئی مقام نہین! اسکو عرب اپنے تلفظ مین کیا کہتے ہین؟ ریورنڈ بیوان Bevan مصنف جغرافیۂ قدیم کی راے ہی کہ وہ "موزہ" ہی، جو ساحل عرب پر بحر احمر کے مدخل کے پاس ایک مقام[1] ہی، ایک دوسرا مقام بطلیموس کے نقشہ مین موسی ہی جو مغربی ساحل مین پر واقع[2] ہی، لیکن اس سے ملکہ کیون نہ سمجھا جائے، کیونکہ حضرت اسماعیل کے ایک صاحبزادہ کا نام تورات مین مسا مذکور[3] ہی، جنکے نام سے ممکن ہی کہ یہ مقام آباد ہوا ہو، قرآن کے انگریز مترجم سیل G.Saze نے بھی سمجھا ہی[4]، قبل و بعد کا شبہہ نہو کہ کسی قدیم مقام کو بعد کے نام سے تعبیر کرنا تورات کا عام دستور ہی،

ادوم کی زمین مین دنہابہ، بصورا، تیمان، عویث، مشرقیہ، رحبوت، اور قاعو نام آبادیون کا تورات (تکوین ۳۶-۳۱، ۴۰) نے ذکر کیا ہی لیکن ان کا محل وقوع نہین بتایا ہی، مگر چونکہ یہ زمین ادوم مین واقع ہین اس لیے اتنا ظاہر ہی کہ "شمال و مغرب مین انکا نشان ڈھونڈھنا چاہیے،

---

[1] Hogarth.P.19. [2] Ancient Geography P.9.187 نقشہ مندرجہ

[3] تکوین ۱۵-۱۵، [4] دیباچہ ترجمۂ قرآن،

جغرافیۂ عرب

از

مصنفین یونان و رومان

عہد ثمود ثانیہ، سبا، قوم تبع، اصحاب الحجر

سنہ ۵۰۰ ق م ۔ سنہ ۳۰۰ ع

یونانیون مین سب سے پہلا شخص جسکو اقطاع ارضی کا علم تھا، ہومر فرض کیا جاتا ہی اسکا زمانہ ایک ہزار یا ۸۰۰ ق م تھا، ہومر ایک یونانی شاعر تھا، اُسکے کلام مین بعض ممالک کے نام آگئے ہین، اور یہی اُسکی جغرافی واقفیت ہی، منجملہ اور ممالک کے ایک ملک کا نام "عیرمبی" ہی جس کو "عربی" سمجھا جاتا ہی، دوسرا نام "اریمی" آیا ہی جس سے شام مراد لیا جاتا ہی، کیونکہ تورات نے اسکو "ارم" کہا ہی

یونان کا سب سے پہلا مورخ اور جغرافی ہیروڈوٹس ہی مسیح ع سے ۴۵۰ برس پہلے تھا، یہ پہلا یونانی مصنف ہی جو واقفیت کے ساتھ عرب کا ذکر کرتا ہی، تاہم اسکے معلومات جغرافی نہایت ناقص تھے، عرب کی نسبت اس کا خیال تھا کہ وہ جنوب مین آبادی کا سب سے آخری حصہ ہی، عرب کی مغربی حد اسنے دریاے نیل سے قرار دی ہی، اور کوہستان سینا کو

---

۱ Ancient Geography by Bevan . P. 19.

۲ Herodotus by H. Cary. Book. III. Para. 107.

۳ Do. Do. Do. Do. II Do. 15

سلیمانؑ کے دربار مین بھی آئی تھی (ملوک دوم ۱۰-۱، ۱۳) سبا کے ساتھ یمن کے دوسرے تجارتی مقامات مثلاً "اوزال"، کا نام بھی دولتمندی کی خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہی (حزقیال ۲۷-۱۹) اوزال وہان آباد تھا جہان اب صنعا آباد ہی، شمال عرب مین حجاز کے کسی قطعہ مین حویلا واقع تھا جہان بنی اسماعیل کی آبادی تھی (تکوین ۲۵-۱۸) عربون کے ایک اور مسکن کا نام "جوربعل" بتایا گیا ہی (تاریخ ثانی ۲۶-۷) معلوم نہین کہان واقع تھا لیکن فلسطین کے ساتھ اسکا ذکر ہوا اسلیے شاید شمالی عرب مین ہوگا،

قبائل عرب

قبائل عرب مین سے عبرانیون کو صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی جن سے اُنکو سیاسی یا تجارتی تعلق تھا، بنومدیان، بنوعمان، بنوادوم وعمالیق اور بنوموآب، انکے ہمسایہ اور برابر کے حریف تھے، اندرونی قبائل دو تھے، قحطانی اور اسماعیلی، قحطانیون مین سے بجز سبا اور اوزال کے جو تاجر تھے اور کسی کا ذکر نہین آیا (حزقیال ۲۷-۱۹) اسماعیلیون مین سے مطلق "قبائل اسماعیلیہ"، کا نام آیا ہی جو عرب و مصر کے تاجر تھے (تکوین ۳۷-۲۶) اور کبھی عبرانیون سے مدیانیون کے ساتھ ملکر لڑے بھی تھے (قضاۃ ۸-۲۴)

قبائل اسماعیلیہ کا دوسرا نام "بنوہاجرہ" یا "ہاجریین"، بھی تھا اس نام سے بھی تورات مین اُن کا ذکر آیا ہی، (ایام اول ۵-۱۰) بنواسماعیل یا بنوہاجرہ مین سے دو قبیلے نامزد ہوئے، **نبایوت** (نبطین) اور **قیدار**، ان دونون کا ذکر تورات نے کیا ہی (یرمیاہ ۴۹-۲۸) ایک اور عربی قبیلہ تورات مین مذکور ہی "معون"، (تاریخ ثانی ۲۶-۷) لیکن عرب اسکو "معین" کہتے ہین،

تھے جیسا کہ سینٹ پال کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہی، (غلاطین ۴۰-۲۵)

اصل یہ ہی کہ شمالی و مغربی گوشہ مین عرب کی کوئی قدرتی حد بندی نہین اسی لیے جغرافیہ نویس مختلف الرائے ہین، ہیروڈٹس اور پلینی نے بشمول جزیرہ نماے سینا، بحر ابیض یا متوسط (مڈیٹیرین سی) تک اس گوشہ کو وسیع کیا ہی، اور دوسرے جغرافیہ نویسون نے فقط بحر میت (ڈیڈ سی) سے بصری اور تدمر (پالمائر) تک اسکو محدود کر دیا ہی لیکن حقیقت یہ ہی کہ اتحاد جنسیت حدود طبعی، نوعیت حکومت، اور دیگر مناسبات سے ہمیشہ یہ اقطاع عرب مین شامل رہے ہین۔

اقطاع عرب،

یونان و روم کے قدیم جغرافیہ دان، ایراستینوس، استرابو اور پلینی نے عرب کو صرف دو قدرتی حصون پر تقسیم کیا ہی شمالی اور جنوبی، لیکن اس سے زیادہ مقبول اور پسندیدہ دوسری صدی مین بطلیموس کی تقسیم ہوئی اور اب تک یورپین جغرافیہ نویس و سیاح اس تقسیم کی تقلید کرتے ہین،

بطلیموس نے تمام ملک کو تین طبعی حصون مین تقسیم کیا ہی، **عرب آبادان** یا العرب الیمونۃ Arabia felix **عرب ریگستان** یا عرب الرمال Arabia deserta اور **عرب سنگستان** یا عرب الحجر Arabia petroea

عرب سنگستان یا عرب پیٹرا مغرب مین مصر کی سرحد سے جزیرہ نماے سینا سے گذر کر مغرب مین بصری پر ختم ہوتا ہی، جو عرب کا ایک قدیم شہر ہی، شمال و مغرب مین تدمر تک اسکا گوشہ جاتا ہی اور اسکی پشت پر شمالی و مغربی یہودیہ اور فلسطین کا ملک پڑتا ہی، جنوب مین عرب ڈزرٹا یعنی عرب ریگستان اور عرب فیلکس یعنی عرب آبادان واقع ہی، عرب ریگستان یا عرب ڈزرٹا کی مشرقی و شمالی حد نہر فرات و الجزیرہ سے شروع ہو کر مغرب و شمالی حدین عرب سنگستان یا عرب پیٹرا کی مغربی و شمالی پر ختم ہوتی ہی، جنوب مین **عرب آبادان** یا عرب

بھی اسی مین داخل کیا ہی[۱]، وہ اس سے بھی واقف نہ تھا کہ عرب کے مشرق مین خلیج فارس ہی عرب و فارس کو علٰحدہ کرتی ہی[۲]، عربون کی تجارت کا جابجا اسنے ذکر کیا ہی[۳]، اس سے واقف تھا کہ عرب کے مغرب مین ایک دریا ہی مگر اُس کا نام بجاے "بحر احمر" یا "قلزم" کے "خلیج عرب" قرار دیتا ہی[۴]، وہ یہ بھی سمجھتا ہی کہ بحر احمر کی بعض شاخین اندرون عرب مین بھی بہتی ہین[۵]، شاید اس سے اسکی مراد خلیج عقبہ ہو، لیکن اس کی کیا تاویل ہی کہ وہ کہتا ہی کہ عرب مین ایک بہت وسیع دریا ہی جو بحر احمر مین آکر گرتا ہی اور جسکا نام کوربس[۶] ہی،

پانچوین صدی ق م کے ہیروڈوٹس کے بعد یونانی وردمانی جغرافیہ نویسون کے نتائج معلومات حسب ذیل ہین،

حدود عرب،

ہیروڈوٹس کے بعد سکندر کے اسفار و فتوحات نے تیسری صدی ق م یونانیون کے معلومات جغرافی کو بہت بلند کردیا، اُن کو اس کے بعد صحیح طور سے عرب کے حدود معلوم تھے وہ جانتے تھے کہ عرب کے مغرب مین بحر احمر، مشرق خلیج فارس، جنوب مین بحر ہند اور مشرقی و شمالی مین بحر فرات اور شمالی و مغربی مین شام اور حدود مصر واقع ہین اور اس بنا پر جزیرہ نماے سینا کے اکثر حصہ کو عرب مین داخل سمجھے تھے اور خود اس عہد مین یہود بلکہ نصاریٰ بھی یہی جانتے

---

[۱] ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۸،
[۲] ہیروڈوٹس، کتاب ۴، فقرہ ۳۹،
[۳] ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۱۰۷،
[۴] ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۲،
[۵] ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۲،
[۶] ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۹،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) اور اسکے وجوہ بھی بتاتے ہین، سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری مین **مسعودی** لکھتا ہی[1]،

الا ان اسماءھا فی ھذا الکتاب ،

بالیونانیۃ متعذر فھمھا، ، جغرافیۂ بطلیموس کے یونانی نامون کو سمجھنا مشکل ہی،

ساتوین صدی ہجری مین **یاقوت** کی مقدمۂ معجم مین شہادت ہی،

جھلت اکثر الاماکن التی ذکرت فیھا وابھم علینا امرھا وعدمت لتطاول الزمان فلا تعرف | مین جغرافیۂ بطلیموس کے بیان کردہ مقامات سے ناواقف ہون اور میری سمجھ مین نہین آئے کہ مرور زمانہ سے وہ مٹ گئے اور اب مجہول ہین،

سب سے آخر مین دسوین صدی ہجری مین لفظ "جغرافیہ" کے تحت مین کاتب **چلپی** کا بیان ہی،

لکن اندرس کثیر مما ذکرہ وتغیرت اسماءہ فانسد باب الانتفاع منہ | بطلیموس کے بیان کردہ مقامات مٹ گئے اُنکے نام بدل گئے

لیکن معتقدین بطلیموس اس الزام سے برہم ہین اور کوشش کرتے ہین کہ یونانی اللہجہ نامون کی عرب جغرافیہ نویسون کے بلکہ حال کے سیاحین یورپ کے بیان سے تطبیق دی جاے، ریورنڈ فارسٹر نے ۱۸۴۴ء مین جغرافیۂ تاریخی عرب کے دوسرے حصہ مین ۱۰۹ سے ۲۷۶ تک ۱۵۷ صفحے ان نامونکی تحقیق وتصدیق وتطبیق مین صرف کیے ہین اور ہر جگہ اپنی "عالمانہ جہالت" کی عجیب وغریب مثال پیش کی ہی، غریب فارسٹر کو نہین معلوم کہ یہ قبائل کب پیدا ہوئے، ان مقامات مین کب آباد ہوئے اور عربی مین ان کا صحیح نام کیا ہی؟ وہ بطلیموسی قبائل کے نامونکو حروف کے ہیر پھیر سے موجودہ قبائل سے تطبیق دیتا ہی، اُسکو نہین معلوم کہ اب قدیم قبائل کا علی الاکثر نشان بھی نہین، وہ عہد اسلام مین فاتحانہ کہان سے کہان نکلکر آباد ہو گئے موجودہ قبائل کے نام بالکل نئے ہین، قبائل کے مساکن ومقامات واسما کی تعیین اگر ہو سکتی ہی تو صرف جغرافیین عرب کے بیانات سے، فارسٹر کے بعد ڈاکٹر اسپرنگر نے ۱۸۷۵ء مین جغرافیۂ قدیم عرب Anci. Geog. of Arab کے نام سے اسی قسم کی کوشش کی ہی، مجھے اُنکی کامیابی کا حال نہین معلوم، اُنکے مرتبہ نقشۂ قدیم عرب کے سوا اصل کتاب مجھے نہین ملی،

[1] مروج الذہب ص ۱۰۳ ج ۱، مصر بر حاشیۂ نفح الطیب ،

فیلکس ہی،

عرب آبادان یا عرب فیلکس بقیہ تمام جزیرہ نماے عرب کو جو مغرب مین بحر احمر، مشرق مین خلیج فارس، جنوب مین بحر ہند اور شمال مین عرب پٹرا اور عرب ڈزرٹا سے محاط ہی، کہتے ہین جسمین بحر احمر کے ساحل پر حجاز، سواحل بحر احمر و ہند پر یمن، حضرموت، اور سواحل خلیج فارس پر عمان و بحرین اور وسط عرب مین یمامہ و نجد داخل ہین[1]

یونانی اور رومانی فاتحین نے عرب پٹرا اور عرب ڈزرٹا کو فتح کرلیا تھا، اس لیے وہ اس کے حالات سے واقف تھے، عرب فلکس کے صرف سواحل سے اُن کو آگاہی تھی، اور ایک آدھ نام غلط سلط اندرونی قبائل و اقطاع کے بھی اُنھون نے سن لیے تھے،

حسب تحقیق ڈاکٹر اسپرنگر، بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب فلکس کے ۵۴ قبائل ۱۶۴ مقامات، ۵۰ کوہستانی سلسلے اور ۴ دریاؤن کا ذکر کیا ہی[2]، ان کے علاوہ اسطیفنوس، Stephen اور پلینی Plenty نے بھی بعض نام گنائے ہین، لیکن اسباب خواہ جو کچھ ہون مگر واقعہ یہ ہی کہ دس پانچ نامون کے سوا اب وہ سب غیر معروف ہین،

---

[1] غیر معتقدین بطلیموس تو یہ کہتے ہین کہ ان نامون کا وجود و مصداق بطلیموس کے دماغ کے سوا کہین خارج مین نہین ہی، عرب کے خالی از معلومات اوراق کو پُر کرنے کے لیے نام اپنی طرف سے گھڑ لیے ہین ایک مصنف اسکی ایک معقول وجہ بتاتا ہی[2]۔

"اکثر اُن اقطاع عرب مین آبادی کا کبھی کوئی باقاعدہ و مقرر اصول نہین رہا ہی، جن کا بطلیموس نے نشان دیا ہی، اگر بطلیموس کے نامون مین کوئی حقیقت ہی، تو وہ کوئین ہونگے یا نخلستان جہان کاروان اور قافلے اپنے خیمے کھڑے کردیتے ہونگے"

بطلیموس کے نہ صرف جغرافیہ عرب بلکہ عام جغرافیۂ عالم کے متعلق علماے عرب کو بھی یہی شکایت تھی (بقیہ حاشیہ صفحہ)

[1] Forster's Arabia. Vol. II. P. III. 12. 13.

[2] D. G. Hogarth. PP. 19. 17. 23. ان بیانات کے لیے دیکھو، مقدمہ

یونانی تلفظ	بحظ اُردو	صحیح عربی نام	کیفت
Adana	عدانا	عدن	ساحل بحر ہند پر یمن مین ایک بندر،
Minai	مینائی	معین	یمن مین ایک قدیم آبادی،
Mariaba	ماریاب	مارب	یمن کا قدیم دارالحکومت،
Negrana	نگرانا	نجران	یمن مین ایک نصرانی آبادی،
Chatramoti	کیٹرموٹی	حضرموت	ساحل بحر پر جنوبی عرب مین یمن کے پاس،
Maccala	مکالا	مکلا	جنوب یمن مین ساحل بحر عرب پر
Gerrhai	گرہائی	قریہ	یمامہ مین ایک شہر،
Catabaei	قتابائی	قتاب	قدیم یمن مین ایک شہر
x	نشاب	نشق	
Karnaee	قرنائی	قرن	
Salaee	سبائی	سبا	
Omanum	عمانوم	عمان	ساحل خلیج فارس پر مشرقی عرب مین ایک صوبہ،
Amithoscuta	امیتھوسکوٹا	مسقط	عمان کا دارالحکومت،

عرب پٹرا اور ذرٹا سے یونانیون اور رومانیون کو واقفیت تھی کہ ان پر اُن کا قبضہ تھا لیکن یہان دوسری وقت ہے، یعنی عرب آبادیون کو مٹاکر اُنھون نے یونانی نام سے یونانی و رومانی شہر قائم کر لیے تھے، تاہم جن ناموں کے اتحاد و اشتراک کا حال معلوم ہوا ہے وہ

بہرحال عرب کے جن قبائل و مقامات کے نام یونانیون اور رومانیون کے ہان آئے ہین ہم اُنکو مستقل ابواب مین ترتیب دیتے ہین،

مقامات عرب

عرب فلکس کے وہ مقامات جو تقریباً صحیح اور معروف ہین حسب ذیل ہین، یہ علی الترتیب حجاز سے بحر احمر، بحر ہند اور خلیج فارس کے کنارہ کنارہ سواحل پر عراق تک واقع ہین[1]،

یونانی تلفظ	بحظ اردو	صحیح عربی نام	کیفیت
Macoraba	مکاربا	مکہ، ربۃ	ربہ کے معنی اعظم کے ہین،
Iathreppa	اِترپّا	یثرب	شہر مدینہ منورہ کا جاہلی نام،
Iamlia	اِنبیا	ینبوع	حجاز کا ایک ساحلی مقام
Dumatha	ڈومیتہبا	دومہ	دومنہ شمالی عرب کا ایک شہر
Egra	اجرا	حجر	ثمود کا دارالحکومت حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پر،
Thaiman	تیما	تیماء	انتہاے حجاز مین بجانب شام ایک شہر،
Modiuna	مدایونا	مدین	حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پر حضرت شعیب کا شہر
Sapphor	سفار	ظفار	یمن مین ایک قدیم شہر،

[1] منتخب از Hogarth. P. 18. Ptolemy's map of Arab
by Sprenger and Bevan. P. 174.

ان لوگون کو بعض جزائر و سواحل عرب سے بھی واقفیت تھی، تم نے مُکلا کا نام اوپر پڑھا ہی، اسکا ذکر بطلیموس نے کیا ہی، اور اس کی جگہ ۱۳-۵۴ درجہ پر مقرر کی ہی، لیکن صحیح مقام ۱۴-۳۰ درجہ ہی[1]،

بطلیموس سے سو برس پیشتر ایک یونانی مصری نے جسکا نام مجہول ہی، جہازرانون کے لیے ایک بحری جغرافیہ ترتیب دیا تھا، جسمین اُسنے بحر عرب کی جزائر پر جو عرب کے قریب ہند و اسکندریہ کے سر راہ واقع ہین روشنی ڈالی ہی، وہ پہلے بحر عرب مین عرب کے ایک جنوبی ساحل یودیمون Eudaemon کا ذکر کرتا ہی، جسکو "عدن" سمجھنا چاہیے اسکی نسبت اُسکا بیان ہی کہ مصر و ہند کے درمیان یہ ایک تجارتی منڈی ہی (جیسا کہ اب بھی ہی) اس سے آگے بڑھکر بجانب ہند عرب کی ایک راس کا ذکر کرتا ہی، جسکا یونانی نام Syagrus سیاگروس بتاتا ہی، اسکو راس قرطق سمجھنا چاہیے، یہان اندرون عرب مین جانے کے لیے بہت سے تجارات کا سرمایہ پڑا رہتا ہی، یونانی جغرافیہ نویس "دنیا کی سب سے بڑی راس" اسکو قرار دیتا ہی، یمن و حضرموت کے قریب ایک جزیرہ ہے سقوطرہ نام، اُسکا نام یہ ڈائسکروڈیس Dioserides بتاتا ہی[2]-

قبائل عرب

یونانی اور رومانی قومون کو عرب کے صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی، جو سیاسی طاقت رکھتے تھے یا تجارت کی راہ سے ادھر اُدھر نکلا کرتے تھے، اسکندریہ کے یونانی اور رومی جغرافین مین سے اسٹرابو، پلینی، ڈائڈورس اور بطلیموس نے تقریبًا پچاس ساٹھ قبائل کے نام لیے

[1] Forster. Vol. II. P. 192.

[2] History of Ancient Geography by Tozer. P. 276. 1897

حسب ذیل ہین۔

تدمر، سب سے مشہور تر مقام ان اطراف مین تھا یہ انتہاے شمال مین فلسطین کے پاس عرب کا آخری شہر ہی، اسفار یہود مین ہی کہ اس کو حضرت سلیمان نے بنوایا تھا (ملوک اول ۹-۱۹) بہرحال یہ ایک عرب ریاست کا دارالامارت تھا، رومیون نے سنہ ۲۰ء مین جب اسکو لیا تو اس کا نام "پالمائر" رکھدیا[۵۱]،

ربات مواب یہ شہر بحر میت کے قریب عرب پٹرا مین موابی عربون کا دارالحکومت تھا، رومیون نے اسکا نام اریوپولس رکھا تھا، ۳۱۵ء مین زلزلہ سے تباہ ہوگیا[۵۲]،

بصریٰ جسکو رومیون نے بگاڑکر بوسٹرہ بنایا ہی، وہ بھی اسی کے قریب ایک شہر تھا اور اب بھی اُسکا نشان ہی[۵۳]، یہ ادومی عربون کا خاص مقام تھا،

الرقیم، اس کو عبرانی "سلاع" اور یونانی "پٹرا" کہتے ہین، یہ شمالی عرب مین پہلے مدیانی حکومت کے ماتحت ایک دارالامارت[۵۴] تھا پھر نبطی عربون کا دارالحکومت ہوا، رومیون کے عہد مین بھی اسکو خاص اہمیت ملی،

ربات عمون، عمونی عربون کا عرب وزرٹا کے شمالی و مشرقی حصہ مین دارالحکومت تھا، اسکو یونانیون نے فلاڈلفیا کا نام بخشا ہی کہ تیسری صدی ق م اسکو شاہ بطلیموس فلاڈلفیوس نے دوبارہ تعمیر کیا تھا[۵۵]،

---

۵۱ Josephus. Vol. 1. P. 428. 1822

۵۲ Bovan. P. 202

۵۳

۵۴ Josephus. P. 192 Vol. 1. 1822

حضرموت، عہد قدیم مین سیاسی و تجارتی دونون حیثیتون سے یمن کے ہم پلہ تھا، یونانیون نے Chatramulitae حضرموتی، ٹائی کے نام سے اسکو یاد کیا ہی،

نبط، نجد سے سواحل بحر احمر و عقبہ و بادیۂ شام تک کی حکومت مسیح سے دو تین سو برس پیشتر نبط بن اسماعیل کی اولاد کے ہاتھ مین تھی، نبط کی جمع انباط اور نبطیین ہی،

نبطیین سے یونانیون اور رومانیون کو سیاسی تعلقات تھے، انکا نام اُنکے ہان Nabathaei "نباتہ یائی" ہی، اور انکا دارالحکومت "پٹرا تھا"،

قیدار، قیدار بن اسماعیل کا خاندان جس سے خاندان اسلام پیوستہ ہی مسیح سے ایک ہزار برس پہلے سے حجاز کا مالک تھا، یونانی مین اسکا نام، متعدد طرق سے لیا گیا ہی جس مین زیادہ صحیح پلینی کا Cedarni کیدارنی ہی[۵۱]،

یمن کے قبائل Minaei "مین آئی" یعنی "معین" Sabaei "سبا، آئی" یعنی، سبا Homeritae "حمر، ٹائی" یعنی "حمیر" کا مفصل ذکر ہی، خلیج فارس پر، Omanitae عمانی ٹائی یعنی عمانی عرب اور Gerrhaei "گریہ آئی" یعنی ایل قریہ واقع یمامہ کا نام بھی مذکور ہی[۵۲]،

قبیل اسلام، حیرہ مین منا ذرہ اور شام مین غسانسلہ ایرانیون اور رومانیون کے ماتحت برسر حکومت تھے اسلیے انکا ذکر بھی مفصلاً یونانی تاریخون مین مذکور ہی، کہ وہ ان دونون مشرقی و مغربی حکومتون کی بیچ کی دیوار تھے، اور عرب نہایت قدیم زمانہ سے مشرقی و مغربی امور سیاسیہ مین حد متوسط ہین[۵۳]۔

---

۵۱ Bevan's Ancient Geography. Page. 178

۵۲ Forster Vol. I. P. 244. فارسٹر ج ۱ ص ۲۴۴

۵۳ Herodotus Book II Para. 198.

ہین، لیکن یونان، اسکندریہ اور روم جاکر انکی شکل ایسی بدل گئی ہی کہ پہچانے نہین جاتے صرف چند قبائل ایسے ہین جو ہزارون برس کے بعد بھی اپنے وطنی لب و لہجے سے تمیز کر لیے جاتے ہین،

عادِ ارم، عرب کا سب سے قدیم اور مشہور قبیلہ ہی، حضرموت کے پاس اسکا مسکن تھا، قبیلہ کا اکثر حصہ تو یونانیون سے بھی بہت پہلے تباہ ہوچکا تھا، مگر ایک ٹکڑا پیروانِ ہود کا باقی رہگیا تھا، یونانی جغرافیہ نویسون نے حضرموت کے ایک قبیلہ کا نام Adramitae عادرمی، ٹائی بتایا ہی "ٹائی صرف قبیلہ ہونے کو ظاہر کرتا ہی[1]، اصل لفظ عاذرم ہی، جو عاد ارم کی نہایت صحیح صورت ہی، بعض لوگ اس سے خود "حضرموت" سمجھتے ہین لیکن حضرموت کی یونانی زبان مین یہ شکل ہی Chatramolitae خترموتی، ٹائی، اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہی کہ یہ دونون نام ایک ساتھ مستعمل ہوئے ہین اسلیے ظاہر ہی کہ ان سے دو قبیلے مراد لینے چاہئین، اور اس سے زیادہ بدقسمتی ہمارے مخالفین کی یہ ہے کہ بطلیموس نے عاد Adritae اور Oaditai کا بلا اشتباہ حضرموت بھی ذکر کیا ہے[2]

ثمود، کا بقیہ نقیہ (مومنین صالح) حجاز کے پاس مدین اپنی قدیم جگہ مین اس عہد تک موجود تھا اسکا تلفظ جغرافیین یونان و روما نے دو طرح کیا ہی Thamydenni تمادینی اور Thamyditai تمادی، ٹائی، عربی کی "ث" عبرانی مین "ت" اور یونانی مین "تہ" ہوجاتی ہی،

---

[1] ان زبانون مین قوم و جماعت کو ظاہر کرتا ہی جیسے عربی مین بعینہٖ یہی حروف (یتہ) یہی معنی ظاہر کرتے ہین مثلاً حنفیہ، مالکیہ، مرجیہ،

[2] Forster Vol. II. P. 374 N.

بہرحال اسکی بحث کہ اس معبد سے کعبہ کیون نہ سمجھا جائے اپنے موقع پر آئیگی، یہان صرف قبائل کے مسکن اور اُسکی حقیقت سے بحث ہی، اس کے فیصلہ کے لیے دو چیزون کی ضرورت ہی، نامون کی مناسبت و قربت اور قبائل مذکورہ کا زمانۂ وجود، ہم ذیل مین اس قسم کے یونانی اللہجہ نامون کا ایک نقشہ دیتے ہین، گو بیکار ہی،

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Banikomenies	بنی زومین	بنی عمران	بنی خزیمہ (یا) خزیمین
Sideni	سیدینی	جہینہ	بنو سُید (یا) سیدین
Banubari	بنی بری	بنو بئر (کنوان والے)	بنو بریر
Agrosi	ارسائی	بنی استان	*
Cinaidocalpttai	کینائڈوکوپٹائی	*	*
Debai	ڈیبائی	زبید	ضبہ
Carbai or Corbani	کربیا (یا) کربینی	حرب	*
Canraitai	کانریٹائی		*
Dachareni	ڈاخارینی	بنو زہر	بنو صخر
Cassanitai	کسانی ٹائی		بنو غسان
Gasandi	گسانڈی		بنو کیسان
Dosareni	ڈوسارینی		دوسر
Dorni	ڈارنی	دارن (؟)	بنو دارم

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بھی بیسیون قبائل کا قدیم یونانی جغرافیون مین نشان ملتا ہی، جنمین مین سب سے زیادہ پُرزور اور طاقور بتائے گئے ہین، بنی زوین Bani-Zomeneis سیڈینی Sedeni اور بنوبری Baun bari یہ تینون قبائل سواحل بحر احمر پر خلیج عقبہ سے عسیر تک حجاز و تہامہ مین متوطن ظاہر کیے گئے ہین، لیکن انکے اصلی اور صحیح نام کیا ہین؟ ان نامون کا تو عرب مین کوئی قبیلہ نہین،

ریورنڈ فارسٹر تاکید فرماتے ہین کہ ہم بغیر کسی "شک و سوال" کے بنی زوین کو بنی عمران سیدینی کو جہینہ! اور بنوبری کو کنوان[1] والا قبیلہ! تسلیم کرلین، اسکی مضحکہ خیز دلیل فاضل موصوف یہ دیتے ہین کہ (تقریبًا دو ہزار برس کے بعد) برکہارٹ اور نیوبہر گذشتہ صدی کے یورپین سیاحون نے ان مقامات مین انھین قبیلون کو دیکھا ہی! حالانکہ صاف ظاہر ہی کہ زوین، خزیمین ہی، سیدینی، سیدین، اور بنوبری نیوبریہ، خزیمہ حجاز مین سیدا اور بریرہ دیگر اطراف مین مشہور قبائل ہین،

سب سے زیادہ زور ریورنڈ فارسٹر بنی زوین پر دیتے ہین اور یہ تسلیم کرانے کی کوشش کرتے ہین کہ اُن کا مسکن حجاز نہین بلکہ خلیج عقبہ تھا، اور یہ اسلیے کہ سسلی کے ڈائڈورس نے جو مسیح سے سولہ برس پہلے تھا لکھا ہی کہ "بنی زوین کے ملک مین ایک معبد ہی جسکی تمام عرب عزت کرتے ہین" اس معبد کو اُن علمائے یورپ نے جنکے نام کا پہلا جزء ریورنڈ مہین (غیر مادری) کعبہ سمجھا ہی[2] بلکہ تعجب ہی کہ ایک ریورنڈ نے بھی اپنے قدیم نقشہائے جغرافیہ مین بنی زوین کو خاص حجاز مین مکہ سے مدینہ تک پھیلایا ہی[3]!

---

[1] یہ عربی مین کنوان کو کہتے ہین، اسلیے بری کے بھی وہ کنوان کے معنی سمجھتے ہین،

[2] دیکھو کارلائل کا رسالہ "ابطال" فصل بطل البتوۃ، اور گبن باب ۵۰،

[3] Atlas of antient Geog. by Samuel Butler D.D. Map XXII. 1866.

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Scenitai	سینی ٹائی		
Saraceni.	سارا سینی	اہل کوہ سروات (سرواتیین)	
Yhamareni	زماریٰ		بنو ضمر
Nabathaei	نباتہائی	نبطیین	
Yhimanei	تہمانائی		اہل یتماء
Masaemanes	ماسائمینس		
Vadini	وادینی		
Astapeni	استیپنی		
Katanitai	کٹانی ٹائی		
Yanutai	ٹنوٹائی	قبیلہ تنوخ	
Manitae	مانی ٹائی	اہل منیٰ (واقع مکہ)	معین (واقع یمن)
Salapeni	سلافینی		بنو سلف
Achoali	اچاؤلی		بنو عجل
Minaet	مینائیت	اہل منی (واقع مکہ)	معین (واقع یمن)
Sabaei	سبائی	سبا	
Anchitai	انخی ٹائی		
Kithibanitae	کیتھی بانی ٹائی	بنو قحطان	قتابیین (قتابن واقع یمن)

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Mocoretai	موکوریٹائی	اہل مخاد (بند رمین)	
Elisari	الیساری		
Elamittai	الامیٹاری	بنی یام	بنو عیلام
Caqulatai	کیقولیٹائی	بنو غیلان	
Saritai	ساری ٹائی		
Tomabel	ٹومابیل		بنو تیم
Sapharetai	سفاری ٹائی	اہل ظفار	
Oaditai	اوڈی ٹائی		عاد
Homeritai	حومری ٹائی	حمیر	
Adramitai	عڈرمیٹائی	حضرموتی	عادارم
Maphoritai	مافوری ٹائی		
Lainitai	لائینٹائی	لحیان	
Chaldii	خالڈائی	بنو خالد	
Iolesitae	ایولسٹائی		
Abucaei	ابوکائی		
Lenitai	لینی ٹائے		
Themi	تیمی		تیم
Yamareni	زماریٰ	شمر	ضمر

جغرافیۂ عہد قرآن

ملک عرب عرب کا ملک حدود طبعی کے لحاظ سے ایک جزیرہ نما ہی لیکن اہل عرب اسکو ہمیشہ جزیرۃ العرب کہتے ہین، اور اس کو وسط معمورۂ عالم یقین کرتے ہین اسکی تصدیق تحقیق جدید سے بھی ہوتی ہی کہ وہ درحقیقت دنیائے قدیم کے قلب مین واقع ہی[1] اس سے قریب ترین ممالک مشرق مین فارس جنوب مین ہندوستان، مغرب مین حبشہ، سودان اور مصر اور شمال مین ملک شام، الجزیرہ اور عراق ہین،

حدود عرب،

عرب جغرافیہ نویسون نے اسکی تحدید اسطرح کی ہی "مغرب مین بعض اجزاے بادیہ شام، از مقام بلقاء تا مقام ایلہ قریب عقبہ، مغرب و جنوب مین بحر احمر، از مدین و جدہ تا سواحل یمن، مشرق مین بحر ہند از عدن و ظفار تا مہرہ، مشرق مین بحر عمان و خلیج فارس از مہرہ و عمان و بحرین تا بصرہ و کوفہ، اور شمال مین نہر فرات تا بلقاء"

جدید طرز مین صاف طور سے یون کہنا چاہیے کہ مشرق مین اُسکی حد خلیج فارس سے شروع ہوکر، بحر عمان کو طے کرکے بحر ہند پر ختم ہوتی ہی، بحر ہند عرب کے تمام جنوبی حد مین پھیلکر مغربی و شمالی گوشۂ عرب مین بحر احمر پر منتہی ہوتا ہی، جسکو ہیروڈیٹس وغیرہ قدیم اہل جغرافیہ خلیج عرب کہتے ہین اور جو عرب کی مغربی حد بندی گوشۂ مغربی و شمالی سے گوشۂ مغربی و جنوبی مین خلیج عقبہ تک کرتا ہی اور جس سے حبش و مصر کی سرزمین عرب سے علیحدہ ہوجاتی ہے،

[1] The penetration of Arabia D.G.Hogarth 1.1.4

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Madasara	مڈاسارا		
Sophanitai	سفانی ٹائی	بنوسفیان	
Docharemoinai	واخری موئزائی	دارالقرامطہ[۳] (واقع بحرین)	
Olomeotae	عیلاموٹائی		بنوعیلام
Omanitai	عمانی ٹائی	اہل عمان	
Jobaritae	جوباری ٹائی		
alChatramatae	خترمٹائی	اہل حضرموت	

عربون اور رومیون کے تعلقات تعارف مین ایک اور واقعہ پہلے یونانی ورومی اوراب یورپین ارباب قلم مین نہایت آب وتاب سے ذکر کیا جاتا ہی وہ ایک رومی سردار آلیوس گالیوس Aelius Gallus کا پہلی صدی عیسوی مین عرب پر حملہ ہے، وہ کہانتک گیا؟ اُسنے کیا کیا؟ کیون واپس آیا؟ اوراس سے کیا فائدے ہوئے؟ ہرایک چیزکا جواب یورپین مصنفین نہایت مزہ لے لیکر دیتے ہین، اورایک نے توعالم نشاط مین یہانتک لکھدیا کہ وہ مکہ تک پہونچگیا تھا، اوراس حملہ کا نام "اکتشاف ارضی" رکھا گیا ہی[۴] ہم اس مضمون پر سلسلۂ تاریخ مین اپنے موقع پر بحث کرینگے،

[۲] منتخب از Forster . Vol . II . Part . II.

[۴] Forster . Vol . II . Part . II . Sect . VI.

[۳] غریب مستشرق کو نہین معلوم کہ بحرین مین قرامطہ کا وجود بطلیموس کے ۸۰۰ برس بعد ہوا ہی،

۱۵۰۰ میل اور مغرب سے مشرق کیجانب پورٹ سے فرات تک عرض ۶۰۰ میل ہی اور مجموعی رقبہ ..... ۱۲ میل مربع،

طبعی حالات،

عرب کا ملک اس وسعت کے باوجود زیادہ تر بے آباد، خشک، شور اور ریگستان ہی، تمام ملک مین پہاڑون کا جال ہی، جابجا بے آب وگیاہ صحرا ہین حقیقی دریا کا وجود نہین عموماً پہاڑ کے چشمون وادیون کے پانی اور میدان کے کوؤن پر گذر ہی، آب وہوا کے لحاظ سے یہ نہایت گرم ہی، میدانون مین بادسموم جب چلتی ہی تو کوسون تک زندگی دشوار ہوجاتی ہی، کبھی اسکے ساتھ جب ریگ کا طوفان ہوا پر اُٹھتا ہی تو پورا قافلہ کا قافلہ، آبادی کی آبادی ریگ کے ڈھیر کے نیچے دب جاتی ہی، اسی لیے ملک عرب مین بغیر واقف کار موسم وہوا، اور رہنمائے آبادی وصحرا سفر نہایت خطرناک ہی،

اس ملک کا سب سے بڑا صحرا شمالی حد مین شام وعرب کا درمیانی ریگستانی میدان ہی جسکو عرب بادیۂ شام اور غیر عرب بادیۂ عرب کہتے ہین، دوسرا ریگستان جنوبی حد مین یمن، عمان، اور یمامہ کے درمیان ایک ناقابل آبادی بے آب وگیاہ وسیع صحرا ہی جسکو دہنا صحرائے اعظم اور ربع خالی کہتے ہین، اسکی ایک نوک بحرین اور نجد مین سے گذر کر صحرائے شام مین ملجاتی ہی، یہ صحرا طول مین دو درجہ اور عرض مین ڈیڑھ درجہ ہی، اور مجموعی رقبہ اس کا تقریباً ..... ۲۵ میل مربع ہی،

اس ملک مین سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ جبل السراۃ ہی، جو جنوب مین یمن سے شروع ہوکر شمال مین شام تک چلا گیا ہی، اسکی سب سے بڑی چوٹی ..... ۸ فیٹ بلند ہی، حجاز کا سب سے مشہور پہاڑ جبل الہدیٰ، طائف کا جبل الکرا، نجد کا جبل عارض وطریق، اشتر کا

خلیج عقبہ جنوبی گوشہ مین جزیرہ نماے سینا اور عرب کو ایک فاصلۂ قریب تک باہم علیحدہ کرتا ہی
اسکے اختتام پر شام کی حد شروع ہوتی ہی، اور بادیہ شام کو قطع کرکے جنوب مین نہر فرات
کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف پھر مشرق و شمال کی سمت مین بصرہ کے پاس آکر خلیج فارس
پر منتہی ہوتی ہی، اس تفصیل سے یہ ظاہر ہوگیا ہوگا کہ عرب کی مشرق مین خلیج فارس و بحر عمان، جنوب
بحر ہند، مغرب مین بحر احمر، مغربی شمالی مین خلیج عقبہ شام اور فلسطین اور شمالی و شرقی مین
نہر فرات واقع ہی،

آپ نے دیکھا! کہ عرب جغرافیہ نویسون کا عرب، عبرانی، یونانی اور رومانی جغرافیہ
نویسون سے چھوٹا ہی، کیونکہ اس مین جزیرہ نماے سینا اور بعض اجزاے عرب شام شامل
نہین، بات یہ ہی کہ یونانیون نے ان ٹکڑون پر قبضہ کرلیا تھا اور تا اسلام عرب اس پر قابض نہو سکے
اس بنا پر عربون نے اس کو اپنی مملکت سے خارج سمجھ لیا۔ ورنہ حدود طبعی اور جنسیت آبادی کے
لحاظ سے وہ کبھی خارج نہین[1] ہوا،

مساحت عرب عرب جغرافیہ نویس عموماً مساحت کا بیان زمانۂ رفتار سے کرتے ہین،
ابو الفدا نے تقویم البلدان مین عرب کی مربع مسافت سات مہینے گیارہ دن کی بیان کی ہی،
از روے جدید تحقیق کو حقیقی طور سے عرب کی پیمائش نہین ہوئی تاہم وسعت کے لحاظ سے
عرب چھوٹا ملک نہین ہی وہ جزیرہ نماے ہندوستان سے بڑا اور ممالک جرمنی و فرانس سے
چار گونہ زیادہ ہی، شمال سے جنوب کی جانب پورٹ سعید (یا العریش) سے عدن تک طول

[1] مصنفین انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع جدید) لکھتے ہین "عرب کی شمالی تحدید مشکل ہی محققین العریش سے شروع کرتے ہین،
شمال مین سرحد فلسطین (درمیان بحر میت (ڈیڈ سی)، خلیج عقبہ ختم ہوکر شمال کیطرف شامی حد کے قریب قریب پھر مشرقی جانب کنارۂ فرات
اور پھر شمالی و شرقی دہانۂ شط العرب پھر خلیج فارس، صحراے شام عرب مین داخل ہی، ملخصاً ص ۲۵۴ ج ۲،

مدین کے طلائی معادن پر The Goldmines of Midian خاص ایک کتاب لکھی ہے،

عمان و بحرین کے سواحل موتیونکی کانین ہین جہان ہر سال ہزارون غوّاص دریا سے موتیون کے نکالنے مین مشغول رہتے ہین لیکن اُنکی محنت کا ثمرہ موتیون کے عرب تاجر کم اور انگریزی کمپنیان زیادہ تر حاصل کرتی ہین ۱۹۱۰ء مین بحرین کے موتیون کی لاگت ۱۲ لاکھ پونڈ کے قریب اندازہ کی گئی ہے،

حیوانات کے لحاظ سے بھی عرب بہترین ملک ہے، عرب کے گھوڑے حسن شکل اور باد رفتاری مین دنیا مین اپنا جواب نہین رکھتے، اونٹ عرب کی خاص چیز اور ایک عرب کی زندگی کا حقیقی رفیق ہے، انکے علاوہ ہرن، شیر اور دیگر حیوانات بھی عرب مین بکثرت پائے جاتے ہین، ہیرڈوٹیس نے عرب کے اُڑنے والے اور قاتل سانپون کا ذکر کیا[۱] ہے جسکی تصدیق حضرت موسیٰ کے کلام سے بھی ہوتی ہے[۲]، لیکن شاید اب اُن کا وجود نہین،

اقطاع عرب عرب جغرافیہ نویسون نے ملک کو اُسکے حدود طبعی کی بنا پر منقسم کیا ہے، عرب عراق و عرب شام کو چھوڑ کر حسب ذیل پانچ صوبون پر تقسیم ہے، تہامہ، حجاز، نجد، یمن، اور عروض،

اس تقسیم کا اصل معیار جبل السراۃ قرار دیا گیا ہے، جو عرب کا سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ ہے، یہ سلسلہ انتہائے شمال یعنی بر الشام سے شروع ہو کر انتہائے عرب یعنی یمن مین منتہی ہوتا ہے، اس سلسلہ نے عرب کو مشرقی و مغربی دو طبعی حصون مین منقسم کر دیا ہے، مغربی حصہ مشرقی حصہ سے چھوٹا ہے، وہ عرضاً دامن کوہ سے سواحل بحر احمر تک، اور طولاً حدود عرب شام سے حدود یمن

[۱] ص ۲۴۱- بیروت [۲] تورات، استثنا باب ۸ درس ۱۵،

جبل سلمیٰ اور یمن کا جبل کوکبان ہی، جبل کوکبان کی بلندی کہین کہین سطح آب سے ... ۱۲ فیٹ بلند ہی،

عرب مین جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہی گو کوئی دریا نہین لیکن عجیب قدرت خداوندی ہی کہ یہان کے پہاڑون سے ہمیشہ چشمے جاری رہتے ہین جن سے دامن کوہ اور وادیان عموماً سرسبز وشاداب رہتی ہین، کبھی کبھی یہی چشمے پھیلکر تھوڑی دور تک ایک مصنوعی دریا بنجاتے ہین، پھر وہ یا ریگستان مین جذب ہوجاتے ہین یا سمندر مین ملجاتے ہین، ملوک عرب نے انھین چشمون کے روکنے کے لیے بند بنائے تھے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ یہ چشمے اتفاقاً اُبل کر بصورت سیلاب مخطرہ ہوجاتے ہین، عرب کے وہ مقامات اور صوبے جو ساحل بحر پر واقع ہین عموماً سرسبز وشاداب ہین خصوصاً یمن کا صوبہ جو بحر ہند اور بحر احمر کے ساحل پر واقع ہی نہایت زرخیز ہی، اور یونانیون مین اسی سے وہ زرخیز عرب کے نام سے مشہور ہی، عمان، حضرموت، نجد تہامہ اور حجاز مین طائف عرب کے بہترین اقطاع ہین،

حاصلات عرب،

عرب کی پیداوار زیادہ تر کھجور ہیب اور ہر قسم کے بہترین نوع کے فواکہ ہین، کہین کہین زراعت بھی ہوتی ہی، اقوام قدیمہ مین عرب کی شہرت اُسکے طلائی ونقرئی معدن اور بخورات اور خوشبودار اشیاء کی جلائے پیدایش ہونیکی بنا پر تھی۔ ہیرو ڈوٹیس[۱] مورخ یونان کی تاریخ مین عرب کی یہ خصوصیت خاص طور سے نمایان کی گئی ہی، اور تورات تو ملک عرب کے سونا، چاندی اور بخورات کے ذکر سے بھری پڑی ہی[۲]، مسلمانون مین ہمدانی نے اپنے جغرافیہ مین معادن عرب کا نشان دیا ہی، علماے یورپ مین برٹن Burton نے

---

[۱] ص ۲۴۰، بیروت ترجمہ عربی [۲] پیدایش ۳۷-۲۵ قضاۃ ۸-۲۴ و ۲۶ - [۳] صفۃ العرب ص

یمامہ، کے حدود اربعہ یہ ہین، مشرق مین عمان و بحرین، مغرب مین حجاز اور بعض حصہ
یمن جنوب مین احقاف یا الربع الخالی شمال مین نجد، یمامہ کا وہ حصہ جو نجد سے متصل ہی
آباد و سرسبز ہے،

یمامہ کی قدیم تاریخ یہ ہی کہ وہ قبائل طسم و جدیس کا مسکن[1] تھا، حجر یا قریہ اور جعدہ ان قبائل
کے عہد مین یمامہ کے مشہور شہر تھے، یمامہ مین طسم اور جدیس کی بعض عمارات اور قلعون کے
آثار زمانۂ اسلام تک باقی تھے، جنمین سب سے بڑی عمارتین قصر شموس، قصر معنق تھین[2]، شہر حجر
جسکا نام القریہ ہی ان قبائل کی حکومتونکا صدر مقام تھا، زرقا جسکی نسبت مشہور ہی کہ وہ بہت
تیز نگاہ تھی، دشمنونکی فوج کو تین روز کی مسافت سے دیکھتی تھی اسی یمامہ کی رہنے والی تھی، مشہور قبیلہ
ربیعہ کی بعض شاخین عہد قدیم سے یہان آباد تھین، ابن خلدون نے لکھا ہی کہ بنو حجل کی آبادی بھی یہان تھی،

قریب زمانۂ اسلام اس سرزمین مین عرب کا ایک مشہور قبیلہ بنو حنیفہ بستا تھا، بنو بکر بن
وائل کی ایک شاخ تھا، بنو حنیفہ نے ۹ھ مین خدمت نبوی مین حاضر ہوکر عقیدت کیشی
کا اظہار کیا، اسی ملک و قبیلہ کا فرزند مسیلمہ تھا جسنے آخر عہد نبوی مین ادعائے نبوت کیا اور حضرت
ابوبکر کے عہد مین ایک جنگ عظیم کے بعد وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا، بنو اسد کا ایک مشہور قبیلہ
اسلام سے تقریبًا ایک صدی پیشتر یہان آباد تھا، جو حکومت کے لحاظ سے کندہ کا ماتحت تھا،

۲- بحرین جسکا دوسرا نام الاحسا ہی، ایک ساحلی مقام ہی اسکے اوپر عراق، اسکے نیچے عمان،
اسکے مغربی پہلو پر یمامہ اور مشرقی جانب خلیج فارس واقع ہی، بحرین موتیون کے لیے مشہور ہی،
اسکے جزائر اور سواحل موتیون کی کان ہین، جہان ہر سال ہزارون کشتیان اور ہزارون
غواص موتیون کے نکالنے مین مشغول رہتے ہین،

---

[1] ابوالفدا ج ۱، ص ۹۹، مصر [2] مقامات و عمارات کے نام یاقوت کے معجم البلدان مین دیکھو،

تک پھیلتا چلا گیا ہی، اس حصہ کا نام حجاز ہی، حجاز کا جنوبی حصہ بطرف یمن جو نشیب و پست ہی تہامہ اور غور کہلاتا ہی جسکے معنی پستی کے ہین، مشرقی حصہ عموماً بلند اور فراز ہے اور وہ کوہ سروات سے اُتر کر وسط ملک کو طے کرتا ہوا عراق تک چلا گیا ہی اس حصۂ مشرقی کا نام نجد ہی جسکے معنی فراز و بلند کے ہین، تہامہ اور نجد کے درمیانی اور کوہستانی حصہ کو حجاز اس لیے کہتے ہین کہ وہ دونون ملکون کے درمیان ایک حاجز (حاجب) اور پردہ ہی، عراق اور جنوبی حدود نجد سے خلیج فارس تک یمامہ، عمان اور بحرین وغیرہ جو قطعۂ ملک ہی اُس کو عروض (ترچھا) کہتے ہین، کہ وہ ترچھا اور خم واقع ہوا ہی، حجاز نجد اور عروض کے بعد جنوبی حصہ مین سواحل بحر احمر سے سواحل بحر عمان تک سواحل بحر عرب پر وہ قطعۂ ملک ہے جو اپنے یمن و برکت اور زرخیزی کی بنا پر یمن کے نام سے مشہور ہی،

لیکن اب بہت سے اہل جغرافیہ کے نزدیک تہامہ کوئی مستقل صوبہ نہین بلکہ وہ حجاز کا ایک ٹکڑا ہی اس بنا پر عرب کے حسب ذیل صوبے قرار دیے جا سکتے ہین، عروض، نجد، یمن اور حجاز ان چارون صوبون مین سے ہر صوبہ متفرق چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پر منقسم ہے،

عروض

عروض جیسا کہ پہلے ہم نے بتایا ہی، وہ قطعۂ ملک ہی، جو مشرقی نجد اور حدود عراق سے سواحل خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہی اس صوبہ مین یمامہ، بحرین اور عمان تین اقطاع ہین، بحرین اور عمان ساحل بحر فارس پر واقع ہین اور یمامہ بحرین اور عمان کے پار نجد، حجاز اور یمن کے وسط مین ہے

اہل ملک زیادہ تر اباضی طریقہ کے خارجی ہین، ملک کا رقبہ کم ازکم ۸۰ ہزار میل مربع اندازہ کیا جاتا ہی

نجد

نجد وسط عرب مین ایک سرسبز و شاداب اور بلند و فراز قطعۂ ملک ہے، سطح آب سے ۱۳۰۰ میٹر بلند ہی اور تین طرف سے بے آب صحراؤن سے محیط ہی، اور اسی لیے وہ اجنبی نفوذ اور بیرونی آمد و رفت سے محفوظ ہی، اُسکے شمال مین صحرائے شام، مغرب مین صحرائے حجاز، مشرق مین صحرائے دہناء اور جنوب مین صوبۂ یمامہ،

نجد عرب کے مشہور قبیلۂ بکر بن وائل کا مسکن تھا، کلیب جس سے بڑھکر عرب جاہلیت کے نزدیک کوئی معزز نہین ہوا، بکر بن وائل کا سردار تھا جسکے قتل کے بعد انتقام کیلیے بکر و تغلب مین چالیس برس تک آتش جنگ مشتعل رہی، ہیین کندہ کے نام سے ایک چھوٹی سی عربی حکومت قائم ہوئی، جو مناذرہ ملوک حیرہ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھی، قباد پدر نوشیران نے جب مزدکی مذہب اختیار کیا تو مناذرہ کے مقابلہ مین شہنشاہ فارس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے شاہان کندہ نے بھی اِس مذہب کو اختیار کر لیا تھا، اور آخر یہی امر اُنکی تباہی کا باعث ہوا،

عربی زبان کو نجد کی آب و ہوا سے عجیب و غریب مناسبت ہے، مُہلہل جو عربی شاعری کا آدم کہلاتا ہی، اِسی نجد کی خاک سے پیدا ہوا تھا اور کلیب مذکور کا حقیقی بھائی تھا، امرالقیس جو عرب کا ملک الشعراء تھا اسی نجد کی حکومت کندہ کا آخری شاہزادہ تھا، اور آج بھی جبکہ امتداد زمانہ اور اختلاط اقوام کے سبب سے فصیح عربی زبان کا تمام جزیرہ عرب مین کہین وجود نہین، یہان کے پہاڑون مین قدیم فصیح عربی زبان بلا اختلاط موجود اور محفوظ ہی

قبیلۂ جدیس جو طسم کو مٹا کر یمامہ کا مالک ہوا تھا، حسان شاہ یمن کے حملون سے یہان
ہین پناہ گزین ہوا تھا، بعد کو عدنانی قبائل مین سے قبیلۂ عبد القیس کا یہ مسکن ہوا، بعض قبائل
ربیعہ بھی یہان آباد تھے، چھٹی صدی عیسوی مین بحرین اہل فارس کے قبضہ مین تھا، اور
اُنکی طرف سے منا ذرہ جو عراق (حیرہ) اور اُسکے آس پاس کے مُلک مین ایرانیون کے نائب
تھے، بحرین کے حاکم تھے، طرفہ جو عرب کا ایک مشہور شاعر تھا آل منذر کے اشارہ سے
یہین قتل ہوا، ۸ھ مین یہان کا حاکم منذر بن ساوی تھا، جو پیغام اسلام پہونچنے پر اپنی تمام عرب
رعایا کے ساتھ مسلمان ہوگیا، اور یہان سے بنو عبد القیس کا ایک وفد حاضر خدمت نبوی ہوا،

بعد اسلام اِس ملک مین سب سے بڑا واقعہ یہ ظاہر ہوا کہ قرامطہ جو نیم مسلمان مجوسی
تھے اُنکی طاقت کا مرکز فارس کے قرب کی بنا پر یہی ملک تھا،

۳۔ عمان، بحرین کے بعد خلیج فارس سے ہٹکر بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے مشرق
جانب بحر عمان، مغرب کی طرف الربع الخالی، جانب جنوب بحرین جانب شمال شحر ہین
ساحلی مقامات نہایت آباد اور سرسبز ہین، جبل اخضر یہان کا سب سے بڑا پہاڑ ہی جسکی بلندی
۳۰۰۰ میٹر ہی، ملک عمان کے پہاڑ معدنیات سے اور اُسکے دریا موتیون سے اور اُسکی وادیان
غلہ، فواکہ اور خوشبودار لکڑیون سے مالا مال ہین، عمان کے گھوڑے، گائین اور کپڑے
بھی مشہور ہین،

مورخین عرب کا بیان ہی کہ عمان، عمان بن قحطان کی طرف منسوب ہے، لیکن یہ روایت
تورات یہ عمان بن لوط کیطرف منسوب ہونا چاہیئے، قبیلۂ ازد جسکو اسد بھی کہتے ہین قبل اسلام
اسکی ایک شاخ یہان آباد تھی، آجکل یہ ملک ایک مستقل ریاست ہی جسکا پایۂ تخت مسقط ہی

لہ یعقوبی ج ۱ ص ۲۴۰، لیڈن،

یمن

یمن عرب کا سب سے زیادہ سرسبز سب سے زیادہ آباد سب سے زیادہ وسیع اور سب سے زیادہ متمدن ملک ہی اور جو قبل اسلام و بعد اسلام مرکز علم رہا ہی، اسکی تاریخ نہایت قدیم ہی اسلیئے اکثر مجہول ہی، عمارات اور قلعون کے آثار یہان نہایت کثرت سے پائے جاتے ہین، جو قدیم شاندار تمدن کا پتہ دیتے، قرب و جوار کی سلطنتون نے مثلاً روم، فارس اور حبشہ نے اسپر متواتر حملے کیئے ہین اور کبھی فتح بھی کیا ہی، یونانی اور رومی مورخین کے پاس یمن کے متعلق بعض اہم معلومات ہین، اور کچھ معلومات آثار قدیمہ کی مدد سے یورپین علماے آثار (ارکیالوجسٹ) نے حاصل کیئے ہین،

صوبۂ یمن کے حدود طبعی یہ ہین، گو اُسکی حدود حکومت مختلف زمانۂ حکومت مین مختلف رہے ہین، جنوب مین بحر عرب مغرب مین بحر احمر، شمال مین حجاز، نجد اور یمامہ اور مشرق مین عمان و بحرین، اِس ملک کی ابتدائی تاریخ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہی قدامت کی تاریکی مین مخفی ہی، جہانتک معلوم ہوا ہی وہ یہ ہی کہ اس سرزمین کے مختلف اقطاع ہین، وقتاً فوقتاً عمالیق، اہل معین، عاد، سبا، اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتین قائم ہوئی ہین[1] جنھون نے بڑی بڑی عمارتین تعمیر کین، جنکی عظمت کے آثار اب تک باقی ہین، ترقی زراعت کے لیئے وادیون مین بڑے بڑے بند آب بنائے جن مین سب سے زیادہ مشہور سدّ مارب ہے جس کا قرآن مجید مین بھی ذکر ہوا، ہندوستان، فارس، حبش، مصر اور عراق کی تجارتین اُنھین کی وساطت سے قائم تھین، پہاڑون سے معدنیات اور جواہر نکالتے تھے، سامان عطریات و بخورات

[1] ان بیانات کی تفصیل قبائل العرب مین ہوگی،

نجد، عہد قدیم سے قبائل عدنانیہ کا مسکن ہی، آخر عہد مین کہلانی قبیلہ کی مشہور
معروف شاخ طی، اجاؤسلمیٰ کی پہاڑیون مین آباد ہوگئی تھی، جنکو شعرائے طی نے ہمیشہ فخر
کے ساتھ یاد کیا ہی، چھٹی صدی عیسوی مین جو ظہورِ اسلام کا زمانہ ہی، نجد مین غطفان کا قبیلہ
بستا تھا جسکی تادیب کے لیے خود آنحضرت صلعم مع صحابہؓ ۴ھ مین نجد تشریف لائے تھے
اس مہم کا نام اہل سیرت کے ہان غزوہ ذات الرقاع ہی، قبیلۂ ہوازن اور سلیم نجد کے مغربی
حصہ پر قابض تھا، قبیلۂ حطیم کی بھی ایک شاخ نجد مین تھی،

آجکل نجد شمر، قصیم اور عارض تین حصّون مین منقسم ہوکر دو شیوخ کے زیر حکومت ہوگیا
ہی، شمالی حصہ جو صحرائے شام و عراق و حجاز کے متصل ہی شمر کہلاتا ہی اور کبھی اپنے دارالامارۃ
حائل کے نام سے حائل بھی پکارا جاتا ہی، جبل شمر اور جبل سلمیٰ اور کچھ وادیان اس تقسیم مین
داخل ہین، پہاڑی خودرو نہرون سے وادیان شاداب رہتی ہین، قصیم کا نصف شمالی حصہ
حکومت شمر مین داخل ہی، شمر کی حکومت آجکل آل رشید کے قبضے مین ہی، آبادی کا تخمینہ
تین لاکھ ہی، شمر مین پہلے قبیلہ طی کی ایک شاخ شمر آباد تھی جسکے نام سے یہ ملک موسوم کیا گیا ہی،

عارض جو یمن کے صوبۂ احقاف کے متصل ہی نجد یمن کہلاتا ہی اور آجکل نجد سے عموماً
یہی سرزمین مراد لی جاتی ہی، امیر نجد آل سعود ہی جسکے دارالامارۃ کا نام مدینۃ الریاض ہی، قصیم کا
جنوبی حصہ اسی حکومت کے تابع ہی، نجد کا یہ حصہ شمر سے زیادہ سرسبز و شاداب ہی، محمد بن
عبدالوہاب نجد کے اثر سے عارض کے باشندے زیادہ تر اہل حدیث ہین، اور اُن کی
مردم شماری بیش و کم ۵ لاکھ ہی،

نجد کے پھول، گھوڑے اور اونٹ مشہور ہین، ہر قسم کے میوے یہان کثرت سے
پیدا ہوتے ہین، وادیون اور پہاڑون کے دامن مین زراعت بھی ہوتی ہے،

نام سے منسوب ہی، اہل حضرموت نے ایک مستقل حکومت بھی قائم کرلی تھی جسکی مختصر تاریخ مورخ ابن خلدون[1] نے بیان کی ہی، عاد و ثمود کے قبائل کا اصلی مسکن بھی یہی تھا، عاد کا قبیلہ یہان سے ذرا ہٹکر احقاف مین بسگیا اور ثمود حجاز کے پار جاکر آباد ہوا، بالفعل حضرموت ایک مستقل قطعۂ ملک کی حیثیت سے ایک مستقل امام کے ماتحت ہی، شادابی اور سرسبزی مین صنعائے یمن سے کم نہین ہی، اور عود قافلی وغیرہ یہان کے نباتات مشہور ہین، سال بسال حضرموت مین سوق الرابیہ کے نام سے ایک بازار لگا کرتا تھا، اور اسی کے متصل شہر مہرہ مین دوسرا بازار لگتا تھا[2]

۲۔ **بلاد الاحقاف** یمامہ عمان و بحرین حضرموت اور مغربی یمن کے بیچ مین جو صحرائے اعظم الدہنا یا ربع خالی کے نام سے واقع ہی گو وہ قابل آبادی نہین لیکن اُسکے اطراف مین کہین کہین آبادی کے لائق زمین ہی خصوصاً اُس حصہ مین جو حضرموت سے بحزان یمن تک پھیلا ہوا ہی گو اسوقت وہ بھی آباد نہین تاہم عہد قدیم مین اسی قطعہ مابین حضرموت و بحزان مین عاد ارم کا مشہور قبیلہ آباد تھا، جس کو خدا نے اُسکی نافرمانی کی پاداش مین نیست و نابود کردیا،

۳۔ **صنعائے یمن**، ملک یمن کا قلب اور یمن کے قدیم تمدن کا تماشاگاہ درحقیقت یہی ٹکڑا ہی بحر ہند اور بحر احمر کے سواحل پر عرب کے شمالی و مغربی گوشہ مین واقع ہی، معین، سبا اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتین اسی قطعۂ زمین پر قائم ہوئین تھین، سدمارب یا سدِ عرم اسی کی وادیون مین تعمیر ہوا تھا، ظفار، مارب، اور اوزال، یہین کے پایۂ تخت تھے، ملکہ سبا اسی سرزمین کی شاہزادی تھی، قصر غمدان، قصر ناعط، قصر ریدہ، قصر صرواح، قصر مدر، اسی قطعۂ ملک مین تعمیر ہوئے تھے، جنکے آثار چوتھی صدی ہجری مین ہمدانی نے خود برائے العین مشاہدہ کیئے تھے،

---

[1] ج ۲ ص ۳۰، [2] یعقوبی ج ۱ ص ۳۱۴،

انھین کے ملک سے تمام مہذب ممالک مین پہونچتا تھا، آخر عہد مین تقریباً ستر برس تک
اہل حبشہ یمن پر قابض ہوگئے تھے جنکو آخر کار اہل فارس نے یمن سے نکالدیا اور خود قابض
ہوگئے، ظہور اسلام کے وقت اہل فارس کیطرف سے باذان یہان کا گورنر تھا، جو ۸ھ
مین مسلمان ہوگیا، بقیہ اہل یمن جو زیادہ تر مذہبًا یہودی تھے ۱۰ھ مین داعی اسلام حضرت علیؓ
کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ہمدان یمن کا ایک مشہور قبیلہ تھا، تمام قبیلہ صرف ایک دن مین
شرف اسلام سے مشرف ہوا،

یمن کے قدیم مشہور مقامات کے نام یہ ہین، معین، مارب، ظفار، شیبان، اوزال،
براقش، فشق، خولان، قرن، شبوہ، عمران، صنعا، وغیرہ، ان مین اب اکثر مقامات ویران
یا دریاے ریگ مین غرق ہین بعض موجود ہین لیکن اُنکے قدیم نام متروک ہین، ملک کی
کثرت آبادی و سرسبزی کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ملک کی تقسیم پہلے جن صوبون پر تھی اور جنکو
اہل عرب مخلاف کہتے ہین مورخ یعقوبی نے اُنکی تعداد ۸۴ بتائی ہے[۱]، یمن کی بڑی بڑی تقسیمین
حسب ذیل ہین،

حضرموت، احقاف، صنعا، نجران، عسیر، جو علی الترتیب مشرقی جنوبی حدود یعنی
حضرموت سے جنوبی مغربی حدود یعنی حجاز تک سواحل بحر ہند و بحر احمر پر واقع ہین،

۱۔ حضرموت ساحل بحر ہند پر واقع ہے، شمال مین بحر ہند، جنوب مین الربع الخالی اور
الاحقاف اور مغرب مین صنعاے یمن، یہ ایک نہایت قدیم آبادی ہے، قحطان یا یقطان جو
یمن کا پدر اول تھا، اُسکے بارہ بیٹون مین سے ایک کا نام توراۃ[۲] نے حضرماوت بتایا ہے،
اس بنا پر اہل تاریخ یقین کرتے ہین کہ یہ قطعۂ ملک اپنے باشندۂ اول حضرماوت بن قحطان کے

---

[۱] ص ۲۷۰: لیڈن، [۲] توراۃ تکوین ۱۰-۲۶-

گویہ مسلمان ہوگیا، اور ملک بلا جنگ وجدال علم اسلام کے زیر سایہ آگیا،

حجاز

حجاز بحر احمر کے ساحل پر ایک مستطیل صوبہ ہی، جسکا نام توراۃ مین **فاران** بتایا گیا ہی، اور جہان سے تجلی ربانی کے ظاہر ہونیکی بشارت دی گئی تھی اُسکے مشرقی جانب نجد مغربی جانب بحر احمر شمال مین عرب شام یا عرب البحر، جنوب مین عسیر، اور شمالاً جنوباً کوہ سروات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہی جسکی بلند تر چوٹی ۸۰۰۰ فیٹ ہی، سلسلۂ کوہ مین بہت سے چشمے جاری ہین، جہان گاؤن آباد ہین، باغ لگے ہین، کھیتیان ہوتی ہین، کہین کہین جنگل ہین، دامن کوہ سرسبز ہی اور وہان بھی آبادی ہی، لیکن زیادہ آباد اور سرسبز حصہ وہ ہی، جو بحر احمر کے سواحل پر واقع ہے، ان مقامات کے علاوہ تمام حصہ ریگستان ہی، جہان کسی قسم کی زراعت نہین ہوسکتی، حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر جدہ ہی، جو مکہ کا بندرگاہ ہی، اسکے بعد دوسرا ساحلی مقام ینبع ہی جو مدینہ کا بندرگاہ ہی، اندرون ملک کے بڑے شہر مکۂ معظمہ، مدینۂ منورہ اور طائف ہین،

۱۔ **مکہ** یا بکہ جسکا تیسرا نام اُمّ القریٰ ہی، حجاز کا دارالحکومت ہی، یہ شہر ایک بوڑھے پیغمبر (ابراہیم) کی بنا، ایک نوجوان پیغمبر (اسماعیل) کی ہجرتگاہ اور اور ایک یتیم پیغمبر (محمدؐ) کا مولد ہی، شہر عرض البلد ۲۱ درجہ ۲۵ دقیقہ اور طول البلد ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ پر واقع ہی، سطح آب سے تقریباً ۳۳۰ میٹر بلند ہی، چارون طرف پہاڑون نے قدرتی دیوارین کھینچدی ہین، بالفعل شرقاً غرباً تقریباً ۳ کلومیٹر لمبا اور جنوباً شمالاً تقریباً ڈیڑھ کیلومیٹر چوڑا ہی، مشرقی سلسلہ شمالی سلسلہ جبل خلیج (فلق) جبل قیقعان، جبل ہندی، جبل لعلع، جبل کدا، سے مرکب ہین آخر الذکر جبل وہی ہی جسکی راہ سے رسول اللہ صلعم بروز فتح مکہ مین داخل ہوئے، جنوبی سلسلہ جبل ابو حدیدہ

صنعاء جو یمن کا اب پایۂ تخت ہی قدیم شہر اوزال کے پاس اسلام سے ایک مدت پہلے آباد ہوا تھا، سنہ ۱۰ھ مین جیسا ہم نے پہلے لکھا ہی یہ ملک مشرف بہ اسلام ہوا، اب یہان زیادہ تر زیدی طریقہ کے مسلمان آباد ہین جو عقائد مین معتزلہ کی ایک شاخ اور شیعہ اور اہل سنت کے وسط مین ہی، یہان کا امام بھی زیدی سادات کے خاندان سے ہے، یمن کے نباتات خصوصاً یمن کا قہوہ (بُن) مشہور ہے، بعد اسلام شہر زبید یمن کا ایک مشہور شہر تھا جہان سے متعدد علمائے اسلام پیدا ہوئے،

۴ **نجران**۔ بلاد احقاف اور عسیر کے درمیان مین ایک مختصر سی آبادی تھی عہد قدیم مین یہان بنو اسماعیل مین سے بجیلہ بن نزار آباد ہوا تھا، عہد اسلام سے کچھ پہلے سے روم و حبش کی کوشش سے یہان عیسائیت پھیل گئی تھی، یمن کی یہودی حکومت نے ان عیسائیون کو بجبر یہودی بنانا چاہا لیکن روم اور حبش جو مسیحی ہمسایہ سلطنتین تھین وہ برابر انکی حمایت کرتی رہین نجران مین ایک بہت شاندار کلیسا بھی تعمیر ہوا تھا جو عربون مین کعبۂ نجران کے نام سے مشہور تھا، سنہ ۹ھ مین اہل نجران کا وفد آنحضرت کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا تھا،

۵ **عسیر**، بحر احمر کے ساحل پر حجاز اور صنعاے یمن کے مابین واقع ہی، یہان کے باشندے عموماً اہل حدیث ہین، امام عسیر اور یسی خاندان کا ہی،

ان ملکی تقسیمات کے علاوہ یمن مین بہت سے ساحلی مقامات اور جزائر ہین مثلاً شحر، مہرہ، مکلّہ، لحج، جزائر کوریا موریا، جزیرۂ بریم وغیرہ ان کی حکومت مختلف شیوخ کے ماتحت ہی اور جو زیادہ تر برٹش گورنمنٹ کے زیر اقتدار ہی،

زمانۂ ظہور اسلام مین یمن حکومت فارس کے ماتحت تھا، سنہ ۹ھ مین یہان کا آخری ایرانی

[1] یعقوبی، ج ۱ ص ۲۵۵،

"اتھریبس" کی تعریب ہی، ہمارے یہان کے مورخین کا بیان ہی کہ سب سے پہلے یہان عمالیق آباد ہوے تھے اور اب یہ ثابت ہوگیا ہی کہ عمالیق ۲۲۰۰ سنہ مین مصر کے حکمران تھے اور ۱۶۰۰ سنہ ق م مین وہان سے نکالے گئے، اس بنا پر تعمیر شہر کا زمانہ ۱۶۰۰ سنہ قبل مسیح اور ۲۲۰۰ سنہ ق م کے درمیان ہی، عمالیق کے بعد یہان سب سے اول یہود آکر آباد ہوے اُسکے بعد قبیلۂ ازد کی دو شاخین **اوس** اور **خزرج** یہان آکر آباد ہوئین، یہ اوس و خزرج وہی قبائل ہین جنکا لقب اسلام مین **انصار** ہوا، اور جنھون نے اسلام کی دعوت اولین قبول کی اور مسافرین اسلام کو اپنے گھرون مین اُتارا جسکی مکافات مین خداے اسلام نے **انصار** کے نام سے اُن کو زندگی جاوید بخشی، اور اُن کے شہر کو پیغمبر کروڑ نفوس کا مرکز قرار دیا،

بنولام جوطی کی ایک شاخ ہی، مدینہ کے کوہستانی مقام مین آباد تھی، ہمدانی نے لکھا ہی کہ بعد اسلام یہ شاخ دیار ربیعہ کو منتقل ہوگئی، بنو ظفر بھی حسب بیان ہمدانی مدینہ کے مقابل ہی سکونت پذیر تھے، بنو کلاب جو مشہور قبیلہ تھا، وہ مدینہ کے اطراف مین زندہ، فدک، اور عوالی مین آباد تھا، بعد اسلام حسب روایات ہمدانی شام کو منتقل ہوگیا، جہان اسنے اپنی ایک ریاست قائم کی،

۲۔ **طائف** حجاز کی جنّت ہی، بے انتہا سرسبز و شاداب مقام ہی، امراے حجاز عموماً گرمی وہی بسر کرتے ہین، ابتداً قبیلہ **عدوان** کا مسکن تھا، بعد کو وہ مشہور قبیلہ **ثقیف** کے قبضہ مین آیا، قبل ہجرت آنحضرتؐ یہان دعوت اسلام کے لیے تشریف لائے لیکن جسطرح جبل کی ایک شہر نے مسیح کو قبول نہین کیا، طائف نے بھی آپکو قبول نہ کیا، ۸ھ مین آنحضرتؐ نے طائف کا محاصرہ کیا، ۹ھ مین سردار ثقیف عروہ بن مسعود نے اسلام قبول کیا، اور خود اپنی قوم کے ہاتھ سے اسلام کی راہ مین مارا گیا، لیکن اُسکی منادی بے اثر نہ ہی، اسی سال وفد ثقیف،

جبل کُدَی، اور جبل ابی قبیس کے بعض سلسلہ سے مرکب ہی، مشرق مین جبل ابی قبیس
اُسکے پیچھے جبل خندمہ واقع ہی، مغرب مین جبل عمر واقع ہی،

حضرت مسیح سے ڈھائی ہزار برس پہلے یہ کاروان تجارت کا ایک منزل گاہ تھا
تقریبًا دو ہزار ق م مین حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند عزیز حضرت اسماعیل کو یہان آباد کیا، باپ
بیٹے نے خدا کے نام پر یہان ایک قربانگاہ بنائی جسکا کعبہ نام قرار پایا، فرزندان اسماعیل کی اولاد
ایک مدت تک یہان دیگر قبائل پر بالادست رہے، اسکے بعد قحطانی قبائل (بروایت عام) آئے
اور اُنھون نے اپنا استیلا ظاہر کیا، بنو اسماعیل مین سے قصی نے آخر یہان کی ریاست حاصل کی
قصی قریش کا پدر اعلی تھا، عہد قران مین یہان کے مالک قریش تھے، امور مملکت وصیغہاے
حکومت ایک ایک شیخ خاندان کے زیر نگرانی تھے، شہر کے علاوہ اسماعیلی قبائل شہر کے آس پاس
بھی آباد تھے، مکہ کے جنوب مین جو پہاڑیان ہین، وہ مشہور قبیلہ ہذیل کا مسکن تھین، جنوب کیطرف
وادی القری ہی، جو قدیم قبائل کا مسکن تھا، اسکے اطراف مین قبائل کنانہ رہتے تھے، مکہ کے
پاس جبل حبشی کے دامن مین قبائل احابیش رہتے تھے

۲- **مدینہ منورہ**، قبل ہجرت نبوی اس شہر کا نام یثرب تھا، ہجرت کے بعد اسکا نام بدلکر
مدینۃ النبی صلعم یعنی رسول اللہ صلعم کا شہر ہوا، اور کثرت استعمال سے ال قائم مقام مضاف الیہ
ہوکر المدینہ رہگیا، یہ شہر سمندر کی سطح سے ۶۱۹ میٹر بلند اور طول بلد ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور
عرض ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ شمال خط استوا پر واقع ہی، گرمی مین یہان حرارت کا درجہ ۴۸ درجہ تک بڑھتا
ہی، اور جاڑون مین دن کو صفر سے دس درجہ اوپر اور رات کو صفر سے ۵ درجہ نیچے ہوتی ہے،
اس لیے جاڑون مین اکثر صبح کو پانی یہان یخ ہوجاتا ہی، پہلے یہان عمالیق تھے، لیکن عہد اسلام
مین یہان یہود اور قبائل اوس وخزرج آباد تھے، محققین حال کا بیان ہی کہ یثرب مصری لفظ

ایک پہاڑ پر اسرائیل کا ایک پیغمبر حضرت موسیٰ خدا سے ہمکلام ہوا، اُسکے متصل ارض موعود واقع ہی جسکو خدائے ابراہیمؑ واسحاقؑ ویعقوبؑ نے، فرزندان اسرائیل کو وراثتاً بخشا، لیکن اکتشافات جدیدہ کے بعد اسکی اہمیت اور زیادہ بڑھگئی، یہان عمالقۂ عرب کی آبادی تھی، انھین کھنڈرون مین انکی عظیم الشان حکومت قائم تھی، جس کا سلسلہ حجاز تک پھیلا تھا، اور جسمین بلقا، عمان، بصریٰ، تدمر وغیرہ شہر داخل تھے، تدمر ایک مشہور تجارتی مقام تھا، زباء یہان کی ایک ملکہ کا نام ہمیشہ عربون مین ضرب المثل رہا ہی، عہد آخر قبل اسلام مین یہ ملک بنو جفنہ ایک عرب خاندان کے زیر حکومت تھا جو غسانسنہ کے نام سے موسوم ہی اور جسکا پایہ تخت بصریٰ تھا، قبیلہ جہنیہ کی متعدد شاخین یہان آباد تھین، ہمدانی نے لکھا ہی کہ بعد اسلام عرب شام مین تا حلب بنو عجل آباد ہوئے تھے، ربیعہ شاخ طی کی بھی یہین آبادی تھی، بنو جذیمہ کی اکثر شاخین غزہ کے پاس سکونت پذیر تھین، ظہور اسلام کے وقت یہ تمام اطراف زیر سایۂ روم عرب عیسائی امرا اور یہود کے قبضہ مین تھے،

عرب عراق

عرب عراق سے وہ سرزمین مراد ہی جسکو یونانی عرب رئیستانی کہتے ہین اور خلیج فارس، دریاے فرات، بادیۂ شام اور نجد کے مابین واقع ہی، اب عام طور سے لوگ اس کو عراق عرب کہتے ہین، اس حصہ مین بھی عہد قدیم مین عمالقۂ عرب نے ایک شاندار حکومت قائم کی تھی، قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ یہان بھی آباد تھی، بعد اسلام عہد فاروقی مین اسی سرزمین مین کوفہ اور بصرہ آباد ہوا، جو خالص عربی تمدن کا مظہر اور علماے اولین کا مرکز تھا، جسکی سرزمین مین متعدد علوم اسلامیہ کی بنیادین قائم ہوئین،

خدمت نبوی مین حاضر ہوکر عقیدت کیش ہوا

۴۔ جوف ثمود، تبوک، خیبر، مدین،

ان شہرون کے علاوہ بعض اور مقامات بھی قابل ذکر ہین، مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال وہ میدان واقع ہی جہان ثمود کا قبیلہ آباد تھا، جوف اور وادی القری کے نام سے مشہور ہی، پایہ تخت کا نام حجر تھا جسکا قرآن مین بھی ذکر آیا ہی، یہ شہر زیادہ تر اپنے پیغمبر صالح کے نام مدائن صالح کہلاتا ہی، ۹ھ مین تبوک کو جاتے ہوئے آنحضرتؐ کا اس شہر سے گذر ہوا اسی سے متصل دوسری آبادی تیما ہی، حجر اب حجاز ریلوے کا ایک اسٹیشن ہی، حجر کے بعد اسٹیشن المعظم چھوڑکر دوسرا اسٹیشن تبوک ہی جہان آنحضرت صلعم نے رومیون کی مدافعت کے لیے اقامت فرمائی تھی، مدینہ کی جانب مغرب خیبر ہی جو یہود کی جنگی قوت کا مرکز تھا، جہان یہودیون کے بڑے بڑے قلعے تھے، ۷ھ مین آنحضرت صلعم یہان تشریف لائے، اور اُسکی تسخیر فرمائی، حجر کے مقابل جانب مغرب بحر احمر کے ساحل پر شہر مدین آباد تھا، جو حضرت موسیٰ کا دارالہجرۃ، اُنکے خسر شیرو یا حوباب (حضرت شعیب) کا وطن اور مدیانیون کا پایہ تخت تھا عہد ظہور اسلام مین یہ تمام شہر یہودیون کے قبضہ مین تھے، اور یہان اُنکے بڑے بڑے قلعے تھے جنکو اسلام نے عہد نبوت مین یکے بعد دیگرے فتح کیا،

عرب شام

یعنی وہ قطعۂ عرب جسکو یونانی عرب سنگستانی کہتے ہین اور جو مابین، شام، مصر، بیابان شام اور حجاز و نجد واقع ہی، یہ آبادی عرب کا بہت قدیم حصہ ہی بلکہ اولین حصہ ہی، اکتشافات جدیدہ سے پہلے بھی گو اس ملک کی وقعت کم نہ تھی کہ اسکے صحرا مین بنو اسرائیل کا مسکن اور

اقوام ارض القرآن

(امم سامیہ)

تاریخ ارض القرآن (عرب) کو جن قومون سے تعلق ہی وہ عموماً امم سامیہ ہین، امم سامیہ کیا چیز ہی؟ اسکی حقیقت تفصیل ذیل سے واضح ہوگی،

علم الاقوام اور علم الالسنہ کے محققین نے اقوام عالم کو اخلاق، عادات، اعتقادات، اور زبان کے اتحاد و تشابہ اور جسیم و اعضاء و دماغ کی مماثلت کے لحاظ سے تین مختلف خاندانون مین تقسیم کیا ہی[۱]

۱۔ **اریانی** (ایرین یا انڈو یورپین) مثلاً ہندوستان، ایران، فرنگستان،

۲۔ **تورانی** (ٹیرنین یا منگولین) مثلاً ترکستان، چین، منغولیا وغیرہ

۳۔ **سامی** (سیمٹک) عرب، آرامی، عبرانی، سریانی، کلدانی، فینیشین وغیرہ،

بعض علمائے اقوام عالم کی **علم الالوان**، یعنی اختلاف رنگ کی بنا پر تین تقسیم کرتے ہین،

۱۔ **جنس ابیض**، عام امم سامیہ و فرنگستان،

۲۔ **جنس اسود یا احمر**، باشندگان افریقہ،

۳۔ **جنس اصفر**، جاپان و چین و بقیہ امم تورانیہ،

تیسری تقسیم توراۃ کی ہی طوفان نوح کی زندگی ثانی کے بعد وہ بھی دنیا کی تمام قومون کو تین

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اسی عرب عراق مین سنجار نام مقام مین نہر فرات کے پاس قبیلہ عبید کی ایک ریاست تھی (قبل اسلام) جسکا آخری بادشاہ ضیزن بن معاویہ تھا، اس خاندان کے آثار عمارات اب تک میدان سنجار مین باقی ہین - زبید شاخ طی بھی اسی مقام مین آباد ہوا تھا، بنو عجل کی ایک شاخ یمامہ سے عراق تک پھیلی ہوئی تھی،

ظہور اسلام کے وقت ایک عرب خاندان (منا ذرہ) زیر سایۂ حکومت فارس یہان کا فرمانروا تھا، اُس کا پایۂ تخت شہر حیرہ متصل کوفہ تھا،

۱۔ ارام کے بیٹے عوض، حول، جشر اور مس،

۲۔ ارفخشد کے بیٹے کا نام سلح تھا، سلح سے عبر پیدا ہوا، جو تمام بنی عبر (یعنی بنو قحطان، بنو ابراہیم بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل) کا باپ تھا، عبر کے دو بیٹے تھے یقطان (یعنی قحطان جو قحطانی عربوں کا جد اعلیٰ ہی) اور فلج فلج سے رعو، رعو سے سروج، سروج سے نحور، نحور سے تارح (آزر) اور تارح سے ہاران اور حضرت ابراہیم پیدا ہوئے[۱]

حضرت ابراہیم کے تین بیٹے تھے اسماعیل جو شمالی عرب کے اسماعیلی عربوں کے باپ ہین، اسحاق جن سے اسرائیل کا گھرانا چلتا ہی، اور بنو قطورا جن مین ایک مدین ہی،

توراۃ کی یہ تقسیمات کہانتک تحقیقات علمی کے مطابق ہین؟ اس سوال کے مختلف جوابات ہین، علمائے یورپ کا ایک فرقہ ان مین سے اکثر کو لغو سمجھتا ہی، لیکن اس سے زیادہ محقق فرقہ کہتا ہی کہ یہ تقسیمات نسبی اور لسانی نہین ہین، بلکہ صرف جغرافی[۲] اور سیاسی ہین،

لیکن یورپ کا وہ گروہ جو معقول و منقول کی تطبیق کا کوشان ہی وہ سفر تکوین کے بیانات اور علم و بحث کے نتائج کو ایک ہی سمجھتا ہی وہ کہتا ہی کہ توراۃ نے جو نام گنائے ہین وہ تلاش و تحقیق کے بعد تھوڑے تغیر کے ساتھ قدیم تاریخی نام سے خواہ وہ خود اشخاص کے ہون یا اُنکے مقامات کے ہون بالکل[۳] مطابق ہوتے ہین،

لیکن حقیقت یہ ہی کہ سفر تکوین کی اس فہرست انساب پر نظر ڈالنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ صرف فلسطین اور اُسکے آس پاس کے اقوام و مقامات مثلاً سوریا (شام) اسیریا

---

[۱] ان تمام بیانات کے لیے دیکھو سفر تکوین باب ۹-۱۰-۱۱

[۲] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۴، ص ۶۱۸ Britanica. Vol. 24. P. 618.

[۳] فصل جغرافیۂ توراۃ Bevan

خاندانون پر منقسم کرتی ہی، حضرت نوح کے تین بیٹے تھے، یافث، حام، اور سام تمام دنیا انھین کی تین نسلون کی یادگار ہی، تفصیل حسب ذیل ہی،

بنو یافث

یافث کی ۷ اولادین ہوئین، غامر، ماجوج، مادی، یادان، توبال، موشوخ، تیرس، تورات کا بیان ہی کہ جزائر مین رہنے والے اقوام اسی خاندان سے ہین،

بنو حام

حام کی چار اولادین تھین، کوش (پدر حبش)، مصرائیم (پدر مصر) کنعان، (فینیقیہ) اور فوط،

۱- **کوش** سے سبا، حویلہ، سبتاہ، رگماہ، ستیکاہ پیدا ہوئی، اسی کوش کی نسل سے **نمرود** کا خاندان پیدا ہوا، جو بابل کا پہلا بادشاہ تھا،

۲- **مصرائیم** سے لودی، انامی، لہبی، نافوتی، فطروسی، کفتوری اور کسلوہی جس سے فلسطین کا خاندان پیدا ہوا،

۳- **کنعان** سے صیدا، حتی، یابوسی، عموری، جرجاشی، ہوی، ارکی، سینی، اروادی، سماری، اور حماتی پیدا ہوئے،

عموماً یہ شام کے باشندے تھے جن مین سے شہر صیدا اور حماۃ ابتک انکی یادگار باقی ہی،

بنو سام

سام کے پانچ بیٹے تھے، عیلام، ارفخشد، لود، اشور، (اسیریا) اور آرام،

توراۃ کو ان تمام خاندانون مین سے صرف بنو سام سے تعلق ہی اور بنو سام مین سے بھی وہ صرف دو کی اولادون کا ذکر کرتی ہی، آرام اور ارفخشد،

امم سامیہ کا مسکن اوّل

امم سامیہ زمانۂ تاریخ کے پہلے سے متفرق لیکن متصل مقامات مین آباد ہین، اس لیے سوال یہ ہی کہ امم سامیہ جب صرف چند کنبون سے عبارت تھین تو اُن کا مسکن کہان تھا؟ مورخین عرب کے نزدیک اس کا ایک ہی جواب ہی کہ عرب!

یورپ کے موجودہ علماے اقوام والسنہ کے نزدیک اس سوال کے جواب مین چار نظریے پیش ہین،

اول یہ کہ ان کا مسکن اول افریقہ ہی جہان سام کے بھائی حام کی اولاد زمانۂ تاریخی مین آباد ملتی ہی، اس نظریہ کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہی کہ سامی اور حامی زبانون مین مشابہت بہت شدید ہی نیز سامی اور حامی اور خصوصاً جنوبی عرب کے سامیون اور حامیون (شاید حبش مراد ہون) کے بعض اعضا مین مشابہت تامہ پائی جاتی ہی،

لیکن یہ دلیل نہایت عجیب ہی، دو بھائیون مین اگر مشابہت پائی جاتی ہی، اور ایک افریقہ مین رہتا ہی تو کیا ضرور ہی کہ دوسرا بھی افریقہ ہی مین اولاً رہتا ہو، یہ کیون نہین فرض کیا جا سکتا کہ خود حامی پہلے سامی خاندانون کے ساتھ رہتے تھے، اور ایک مدت کی یکجائی کے بعد اُن سے الگ ہوئے، اسی صحبت و اجتماع و اتحاد نسل کا بقیۂ آثار دونون مین متحداً موجود ہی،

جنوبی عرب (یمن) اور حبشیون مین یقیناً تشابہ ہی لیکن اسکا سبب بالکل ظاہر ہے، حبش کوئی مستقل آبادی و نسل نہین ہی بلکہ وہ یمنی عربون کی ایک نوآبادی[1]، اور اُنکی نسل کا مخلوط

[1] برہانکار ج ۲ ص ۲۲۴

بابل، کلدان، میدیا، سینانیا، مصر، دمشق، لیبیا، افریقہ، سینا اور عرب کا ایک خاکہ ہی،
اور اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہی کہ اس فہرست مین اشخاص کے بجائے زیادہ تر اقوام کے
نام ہین اور جو اشخاص کے نام نظر آتے ہین وہ بھی حقیقت مین اقوام کے نام ہین جنکے مسکن
اب تک فلسطین کے آس پاس موجود ہین اور خود اُن اشخاص یا اقوام کے نام جیسا کہ آگے ظاہر
کیا جائیگا، بجاے علمیت کے اپنا جغرافی نام ظاہر کرتے ہین،

بہرحال توراۃ کی تقسیم نسبی سام، حام، یافث) یا علماے السنہ کی تقسیم لسانی (ایرانی، تورانی
سامی) یا علماے اقوام کی تقسیم لونی (ابیض، اسمر، اصفر) ان مین سے جو بھی معتبر ہو، اُن اقوام
کے لیے جو عرب و شام و عراق مین آباد ہوئین یہ عجیب مزیت ہی کہ وہ ہر نوعیت تقسیم کے لحاظ سے
ایک ہی جماعت مین داخل ہین، اُن کو توراۃ کی بناپر بنو سام کہہ سکتے ہو، تقسیم لسانی کی بناپر
امم سامیہ اور تیسری حیثیت سے جنس ابیض،

بنو سام اور امم سامیہ کی اصطلاح مین صرف اتنا فرق ہوگا کہ بنو سام صرف اُن قبائل
و اقوام پر مشتمل ہی، جنکو توراۃ سام کی اولاد بتاتی ہی، لیکن امم سامیہ کا اطلاق اُن تمام قبائل و اقوام
پر ہی جو سامی زبان بولتے تھے یا بولتے ہین، اس خصوصیت کی بناپر عیلام جسکا مسکن خلیج فارس
کے فارسی سواحل (سسینیا جسکو سوستان بھی کہتے ہین) ہین، اور لود جسکا مسکن بھی اسی کے
پاس لودیا مین ہی امم سامیہ سے خارج ہونگے کہ اُن کی زبان کبھی سامی نہ تھی، اور کنعان[1] (فینیشیا)
بابل اول، کوش (حبش)، عمورانی، وغیرہ کا امم سامیہ مین شمار ہوگا کہ اُنکی زبان ہمیشہ سامی رہی ہی،

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون السنہ سامیہ

کے لیے ابتدائی زبان اور اُسکے فروع مین مشترک الفاظ ہونگے، خیمہ، لڑکا، آدمی، بڈھا وغیرہ ان معانی کے لیے اکثر سامی زبانون مین مختلف الفاظ ہین، تو کیا یہ کہا جائیگا کہ ان کے لیے موطن اول مین الفاظ نہین پیدا ہوئے تھے، حالانکہ زندگی کی یہ ابتدائی باتین ہین، ثالثاً جنوبی و شمالی امم سامیہ مین بعض مشترک الفاظ ہین، جو اصول مذکورہ کے مطابق مسکن اول کے متولدات ہونے چاہیین حالانکہ بمشکل اُن کا وجود فرات کے مقام مین تسلیم کیا جا سکتا ہی۔

گیدی سے پہلے اسی قسم کی دلیل دان کریمر نے قائم کی تھی، اور اُسکے خیال کے مطابق اُسکا یہ نتیجہ تھا کہ سامی قومون کا ابتدائی مسکن ایشیاے وسطی مین نہر جیحون و سیحون کے پاس ہے، ایک ہی قسم کی دلیل سے دو مختلف نتائج کا ظہور دونون کے ابطال کی دلیل ہی،

چوتھی تھیوری جو قرین صواب اور باعتبار دلائل مستحکم ہی، یہ ہی کہ بنو سام کا مسکن اول ملک عرب تھا، اس تھیوری کے طرفدار یورپ اور امریکہ کے علما کی ایک کثیر جماعت ہی جسکے مشاہیر ارکان یہ ہین، ڈی خوی De Goege شرڈر Schrader ونکلر Winckler ٹیل Tiele میر Meyer اور اسپرنگر Springer نولدیکی Noldeke کی راے بھی اسی طرف راجح ہی، انگریز علما مین کین Keane روبرٹسن اسمتھ Roberteo-Smith سموال لےانگ Samuel Laing اور ولیم رائٹ W. Wright اور امریکن مین سائس Sayce اور راجرس R.W. Rogers وغیرہ محققین کبار کی یہی راے ہی، اس جماعت کے دلائل کا خلاصہ یہ ہی،

۱- تاریخ شاہد ہی کہ عرب سے نکل نکلکر قومین اِدھر اُدھر پھیلی ہین،

۲- عربی زبان تمام السنۂ سامیہ مین سے قدیم سامی زبان کے قریب تر ہی،

۳- عربون کی جسمانی ساخت خالص و صحیح سامی ساخت ہی،

حصہ ہی، اسی لیے عرب اُنکو "حبش" (مخلوط) کہتے ہین، اور اسی بنا پر قدیم مورخین ہین وحبش کو دو مستقل ملک نہین قرار دیتے ہین، بلکہ ایک ہی ملک (اتیوبیا) کے اُنکو دو ٹکڑے[۱] سمجھتے ہین،

دوسرا نظریہ یہ ہی کہ بنو سام کا پہلا وطن ارمینیہ وکردستان تھا، لیکن اس تھیوری کی صحت پر کوئی دلیل بجز تورات کے چند الفاظ کے (جنکے معنی غلط قرار دیے گئے ہین جیسا کہ ہم آگے بتائینگے) کچھ اور نہین ہی، اسی لیے **نولدیکی** نے جو محقق ترین مستشرقین ہی لکھا ہی کہ "اس تھیوری کو اب کوئی تسلیم نہین کرتا"[۲]

تیسری تھیوری پروفیسر **گیڈی** Gzizdz ایک اٹالین مستشرق کی ہی، اسکی رائے ہی کہ سامیون کا مسکن اول فرات کا حصۂ زیرین تھا، گیدی نے اپنے دعوی کو عجیب وغریب مقدمات پر مبنی کیا ہی، انکا اجمالی بیان یہ ہی۔

یہ ظاہر ہی کہ ابتدائی زبان ہین سب سے پہلے ابتدائی ضروریات اور گرد وپیش کی چیزون کے لیے الفاظ پیدا ہونگے، اور اس لیے یہ الفاظ عموماً مختلف خاندانون اور زبانون مین تقسیم ہونے کے بعد بھی بطور ترکہ مورثی کے مشترکاً باقی رہینگے، سامی زبانون مین اس قسم کی چیزون کے لیے جو مشترک الفاظ ہین مجموعی طور ہی اُن کا وجود جہان پایا جائیگا وہی امم سامیہ کا مسکن اول ہوگا، اس حیثیت سے جو مشترک چیزین معلوم ہوتی ہین اُن کی شہادت ہی کہ وہ فرات کے حصۂ زیرین کی پیداوار ہین،

نولدیکی اس رائے کی بھی تردید کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ اولاً ابتدائی ضروریات کے قدیم مشترک الفاظ تطاول زمانہ سے باقی کہان رہے ہین، ثانیاً یہ اصول خود صحیح نہین کہ تمام ابتدائی ضروریات

---

[۱] یہ بحث مفصل "اصحاب الفیل" مین دیکھو،

[۲] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، طبع ۱۱ ج ۲۴ ص ۶۲۰،

عرب وسطیٰ ہی سامی قومون کا مسکن اول ہی، جہان سے مختلف طبقات نکلکر
شام، بابل، عمان، اور یمن وغیرہ مین پھیلے، اور اپنے پیشرووں کو آگے
کردستان، آرمینیہ، اور افریقہ مین ڈھکیلتے رہے،،

کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر ولیم رائٹ، اپنی تصنیف "السنہ سامیہ کی نحو" مین لکھتا ہی،

"ان مختلف علما مین سے کسکی راے صحیح ہی، ہم آہستہ آہستہ اسکا فیصلہ کرسکینگے
لیکن اسی اثنا مین، مین صرف یہ کہونگا، کہ مین خود کو عربی صف مین، شریڈر
اور ڈی خوی کے ساتھ[1] منسلک کرتا ہون،

امریکہ کا پروفیسر راجرس اپنی تصنیف "تاریخ بابل و اشور" مین لکھتا ہی کہ امم سامیہ کا مسکن اول
عرب ہونا اب عموماً مسلم ہی،

"سامی قومین کہان سے آئین، بعضون کا خیال ہی کہ شمال کی جانب سے
کردستانی کوہستان سے آئین،... اور عرب، کنعان اور آرمینیہ کے ملک مین
پھیلے،... لیکن یہ راے اب ساقط ہی،... دوسری تھیوری یہ ہی کہ امم سامیہ
کا ابتدائی وطن افریقہ ہی، دلیل سامی وحامی زبانون کا تشابہ ہی،... اس راے
کی تائید مین سب کچھ کہا گیا ہی پھر بھی تیسرے نظریہ کے لیے قوی رائین ہین،
کہ سامی قومون کا مسکن اول، عرب ہی، جہان سے موجین مارتی ہوئی وہ
وسیع وزرخیز قطعات ملک کی تلاش مین، بابل وجزیرہ، مین آئین، اور نیز
کنعان کے مغربی ملک آئین، یہ آخری راے معلوم ہوتا ہی کہ نئے نئے طرفدارون کو

[1] تمام اندلس خوبیون کے لیتے دیکھو Wright. P 7.8.9.

۴۔ اُنکی اجتماعی و معاشرتی زندگی صحیح ابتدائی سامی یادگار ہی[۱]

مزید توضیح کے لیے ہم بعض علمائے السنہ واقوام کے خیالات کی ترجمانی بھی کرتے ہین،

امریکہ کا مشہور مصنف، اور السنہ سامیہ کا محقق، **سالس**، اپنی تصنیف "اسیرین گرامر" مین اس مسئلہ کے متعلق اپنی حسب ذیل راے ظاہر کرتا ہی،

"سامی روایات ہر حیثیت سے ملک عرب کا اپنا اصلی گھر ہونا ظاہر کرتی ہین، دنیا کا یہی ایک ٹکڑا ہی جو خالص سامی باقی رہا ہی، جنسی خصوصیات، مذہب کی شدّت، توحّش، غیر قومون سے احتراز، بدویانہ زندگی، ان تمام چیزون کی بہترین تشریح ریگستان کی اصل ہی،

ڈاکٹر اسپرنگر "جغرافیہ عرب قدیم" مین لکھتے ہین،

"مرے یقین کے مطابق تمام سامی قومین عرب ہی کے تو بر تو طبقے ہین، اُنھون نے اپنے کو طبقات در طبقات بنا رکھا تھا، اور کون جانتا ہی کہ مثلاً کنعانیون سے پہلے جن سے ہم تاریخ کی ابتدا مین ملتے ہین، کتنے طبقے گذر چکے تھے"

شرمڈیر، ایک جرمن رسالہ مین اپنا خیال اس الفاظ مین بیان کرتا ہی،

"مذہبی فسانے لغوی تحقیقات، جغرافی اور تاریخی بیانات سب ثابت کرتے ہین کہ ان مختلف سامی قومون کا مسکن اول عرب ہی"

مشہور مستشرق **ڈی خوی**، ۱۸۸۲ء مین ایک اکاڈیمی کے خطبۂ صدارت مین اپنا اعتقاد یہ ظاہر کرتا ہی،

---

[۱] ان تمام حوالون کے لیے دیکھو، Rogers' Vol. 1. P. 306, 307

قبائل کا عموماً اصلی وطن ہی گو کہ دوسرے مقامات مین مقامی حالات کی بنا پر
اُنھون نے اپنی اُس طرز زندگی مین جسکے وہ اپنی مادری ملک کے ریگستانی
صحرا مین عادی تھے تبدیل کرلی،

سب سے تازہ ترین تحقیق کا ماخذ انسائیکلوپیڈیا ہی، محقق کبیر نولڈیکی جو موجودہ یورپ مین مشرقی زبان
و تاریخ کا سب سے بڑا فاضل ہی، اپنے مضمون "السنۂ سامیہ" مین کہتا ہی[1]،

بعض مشہور محققین خیال کرتے ہین کہ جنس سامی کا مولد عرب ہو سکتا ہی بہت سی
چیزین ہین جو اس تھیوری کی تائید کرتی ہین، تاریخ ثابت کرتی ہی کہ نہایت قدیم
زمانہ سے عرب کے ریگستان سے قبائل نکل نکلکر قریب کے سرسبز ممالک مین آباد
ہوتے رہے ہین، آرامی اور عبری زبانون مین بہت سے ایسے نشان پائے جاتے
ہین جنسے ابتدائی خانہ بدوشانہ حالت پائی جاتی ہی، اور عرب کا شمالی حصہ صحرائے
مابین شام و عرب خانہ بدوش قبائل کا مسکن ہی، اور نیز عربون مین قدیم سامی
کیرکٹر اپنے خالص رنگ مین باقی سمجھا جاتا ہی، اور اُنکی زبان قریب ترین اصل
زبان ہی،

نولڈیکی دوسری تھیوریون کی تغلیط محض کے بعد اس تھیوری پر چند ریمارکس کرتا ہی، جنکا آخری فقرہ یہ ہی،

"بہرحال ہم خوشی سے قبول کرتے ہین کہ یہ تھیوری کہ عرب امم سامیہ کا مسکن اول
ہی، کسی معنی سے غیر معقول نہین ہی"

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا ایک اور مضمون نگار لفظ "عرب" کے تحت مین لکھتا ہی[2]

---

[1] برٹانیکا طبع یازدہم، ج ۲۴ ص ۶۲۰

[2] طبع یازدہم، ج ۲ ص ۲۶۳،

طرف کھینچ رہی ہی اور کہا جاسکتا ہی کہ اب موجودہ ارباب علم کی عموماً
قبول[1] کردہ ہی"

سموال لے اِنگ، انگلینڈ کا ایک مقبول مصنف، اور تاریخ قدیم کا واقفکار" اوائل الانسانہ
مین اپنی حسب ذیل راے ظاہر کرتا ہی[2]،

"شواہد اشارہ کرتے ہین کہ سامی اقوام کا ابتدائی وطن جنوبی مغربی ایشیا،
(اور جنوبی مغربی ایشیا مین) شاید عرب ہی، عرب کے سوا سامی اقوام ہر جگہ
بغرض سکونت یا بغرض فتح باہر سے آتی ہوئی نظر آتی ہین، اور ہر جگہ وہ
اپنے سے پہلے قدیم باشندون کو وہان موجود پاتی ہین، لیکن عرب مین وہ
اصلی باشندون کی طرح معلوم ہوتی ہین، کلدانیہ اور اسیریا کے قدیم روایات
مین بھی وہ جنوب سے (عرب جنوب مین ہی) آتی ہوئی ظاہر کی گئی ہین،
کچھ خلیج فارس سے اور کچھ بادیۂ عرب و شام کو قطع کرکے"

چند سطرون کے بعد پھر لکھتا ہی،

اور صرف عرب مین ہم امم سامیہ کو اور تنہا امم سامیہ کو نہایت قدیم زمانہ
سے پاتے ہین،

ہیرن ایک مشہور مصنف جسکا موضوع "قدیم تجارت و سیاست کی تاریخی تحقیقات" ہی، اپنا اعتقاد
اس مسئلہ کی نسبت اس طرح ظاہر کرتا ہی[3]،

"تقریباً یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ (یعنی اہل اسیریا) عرب سے آئے، جو غالباً سامی

---

[1] جلد ۱، صفحہ ۳۱۵ [2] Sammal Laing

[3] Heeren Vol. 1. P. 292

ہین رہے تھے، اس لیے ان ملکون کے اعتبار سے اُسکو پورب کہا ہی، بعضون کا جواب اس سے زیادہ تعجب انگیز ہی کہ چونکہ انسان نے سب سے پہلے سمت مشرق کو جانا کہ وہ مطلع خورشید ہی، اس لیے پورب کہا[۵۱]،

حقیقت یہ ہی کہ توراۃ کے ان فقرون سے یہ تو بالکل ظاہر ہی کہ بابل مسکن اول نہ تھا، وہ یہان پورب کے ملک سے آئے تھے، اور وہی اُن کا مسکن اول تھا، سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ توراۃ کے محاورہ مین پورب سے عموماً فلسطین کا پورب مراد ہوتا ہی جو توراہ کی جاے تالیف ہی، اسکے بعد یہ طے کرنا ہی کہ فلسطین کے پورب سے کونسے ملک توراۃ مین مقصود ہوتے ہین، توراۃ مین از روے استقصا، متفقاً ثابت ہی کہ پورب سے دو ملک[۵۲] توراۃ مین عموماً مراد لیا گیا ہی، بابل اور عرب[۵۳]، لیکن جب اس فقرہ مین خود یہ مذکور ہی کہ وہ بابل مین پورب کے ملک سے آئے تو متعین ہو گیا کہ یہان پورب کے ملک سے مراد ملک عرب ہی،

مجموعۂ توراۃ کے بعد سب سے قدیم ماخذ یوسیفوس اسرائیلی کی تاریخ یہود ہی، جو ایک حیثیت سے کہا جا سکتا ہی کہ توراۃ کی تفسیر ہی، اس مسئلہ کے متعلق اُس مین حسب ذیل فقرہ ہی، بنو سام کی آبادی کے نسبت لکھتا ہی[۵۴] کہ:

"وہ نہر فرات سے بحر ہند تک آباد تھے"

نہر فرات سے بحر ہند تک عرب کے سوا کیا کوئی اور ملک ہی؟

بحث کا فیصلہ اس سے ہو جاتا ہی کہ اہل عرب کے سوا قدیم الایام سے کوئی قوم اُسکی مدعی

---

۵۱ Cruden. P. 126 ۵۲ تکوین ۹ — ۱،

۵۳ تکوین ۲۵ — ۶، قضاۃ ۶ — ۳، اول سلاطین ۴ — ۳۰، تکوین ۱۰ — ۳۰، وغیرہ،

۵۴ ترجمہ انگریزی ۱۸۲۳ء ج ۱ ص ۲۵،

ملک عرب اقوام سامیہ کا اصلی وطن ہی، اسکی تائید متعدد علما کی راے سے ہوتی ہی، گو ابھی یہ مسئلہ محقق نہین ہی، لیکن تحقیقات السنہ اور اکتشافات آثار سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ راے بہت ممکن الصحہ ہی، عرب سے نکلکر قبائل سامیہ کا دوسری ممالک مین پھیل جانا آسانی سے تصور مین آسکتا ہی بابل کیجانب بھی حرکت کرنا آسان ہی، کہ کوئی قدرتی روک ان دونون ملکون کے درمیان نہین، اور خود تاریخی زمانہ مین اسکی مثالین ہین، آرامی اقوام کا انتقال و ہجرت بھی قدرتی موانع سے خالی ہے،

اب تک زبان، آثار، رسوم و عادات، تشابہ جسمی اور دلائل طبعی کی بنیاد پر بحث تھی، اب تاریخ کا موقع ہے، سامی قوم کی سب سے قدیم تاریخ توراۃ ہی، توراۃ مین اس موقع کے حسب ذیل الفاظ ہین،

اور تمام روے زمین مین ایک ہی بولی تھی، اور وہ جب پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انھون نے سنعار (بابل) کے ملک مین ایک میدان پایا اور وہان رہنے لگے، تب خداوند نے انکو تمام روے زمین پر آگندہ کیا، .... اسلیے اسکا نام بابل ہوا[1]،

بنو سام بابل مین پورب کے ملک سے آئے، پورب سے یہان کیا مراد ہی، علماے توراۃ ابھی تک اسکا کوئی فیصلہ نہین کر سکے ہین، عام خیال یہ ہی کہ اس سے مراد آرمینیہ ہی، کیونکہ کشتی نوح جس پہاڑ پر آکر رکی تھی، عبری مین توراۃ نے اسکا نام "اراراط" بتایا ہی، اور اراراط کی نسبت، مفروض ہی، کہ وہ آرمینیہ مین واقع ہی، لیکن مشکل یہ ہی کہ آرمینیہ بابل کے پورب ہی، اور نہ فلسطین کے پورب ہی، اس مشکل کو متعدد تدبیرون سے حل کرنیکی کوشش کی گئی ہی، بعض کہتے ہین کہ چونکہ حضرت موسیٰ مصر اور عرب

[1] تکوین باب ۱۱ عدد ۱ - ۹،

مسکن اول سے ہجرت

عرب کے ملک مین پانی کا دریا نہین، لیکن وہ انسانون کا دریا ہی! تاریخ نے چار بار اس دریا مین طوفان آتے دیکھا ہی، ایک مسیح سے ڈھائی ہزار یا تین ہزار برس پہلے، جب یہان سے قبائل کا سیلاب موجین مارتا ہوا، بابل و اسیریا، مصر، اور فنیشیا و کنعان، مین پھیل گیا، اس سیلاب کا زور کم ہوا تھا کہ ۵۰۰ ق م مین ایک اور طوفان ادومی، موابی اور مدیانی قبائل کا اُٹھا اور اطراف ممالک مین پھیل گیا، لیکن اس کا دائرہ پہلے سے کم تھا، تیسری بار معینی، سبائی وغیرہ اُٹھے اور پھیلے، لیکن سب سے آخری طوفان جو پہلی صدی ہجری مین مسیح سے چھ برس بعد اُٹھا وہ سب سے زیادہ وسیع الاثر تھا جو ایک طرف ملک کے دہانے سے ملگیا اور دوسری طرف بحر محیط سے!

اس باب مین صرف پہلی جنبش و حرکت کا بیان ہی، اس جنبش اول کی تاریخی شہادتون کا ایک بڑا حصہ ہم "امم سامیہ کا مسکن اول" مین پیش کر آئے ہین لیکن نئی شہادتون کے پیش کرنے سے بھی ہم نہین تھکے ہین، ایک امریکن مورخ ولیم راجرس، اپنی تاریخ بابل مین لکھتا ہی،

"امم سامیہ کا مسکن عرب ہی جہان سے نکلکر وہ انتقال سکان کی موجین مارتے ہوئے آباد و سرسبز قطعہ کی تلاش مین بابل و الجزیرہ مین اور نیز بعید قطعۂ مغربی یعنی کنعان مین پھیل گئے"[1]

یا دوسرا انگریز مصنف سموال لے انگ اپنی مشہور تصنیف اوائل الانسانیۃ مین لکھتا ہی[2]

---

[1] Rogers. Vol. 1. P. 307

[2] Sannual. P. 39. 1903

نہین کہ اُن کا ملک بنو سام کا مسکن اول اور اُمم سامیہ کا مسقط الراس ہی، عرب عام طور سے اسکے مدعی ہین، اور حق یہ ہی کہ شواہد و قرائن کی شہادت کے ساتھ جب کوئی دوسرا مدعی موجود نہین تو مقدمہ اُنھین کے حق مین فیصل ہونا چاہیئے، عربی تاریخون مین اس دعوی کا مصرّحًا ذکر ہی، مورخ ابن قتیبہ جسنے ۲۷۶ھ مین وفات پائی ہی، لکھتا ہی،

واما سام بن نوح فسکن وسط الارض الحرم وما حوله و الیمن الی حضرموت الی عمان الی البحرین ویبرین و دبار و الدو و الدهناء[١]	سام بن نوح نے درمیانی زمین یعنی مکہ اور اطراف مکہ مثلاً یمن، حضرموت، عمان، بحرین، ببرین، وبار، دوّا اور دہنا تک آباد ہوا،

مورخ یعقوبی جسکا زمانہ بھی اسی کے قریب قریب ہی، اور ۲۸۰ھ مین وفات پائی ہی، لکھتا ہی،[٢]

وصار لولد السام الحجاز والیمن وباقی الارض	فرزندان سام کے قبضہ مین حجاز، یمن اور باقی ملک آیا

ان مقدمات پر ایک دفعہ کا اور اضافہ کرو کہ قرآن مکہ کو اُمّ القریٰ (آبادیون کی مان) کا خطاب دیتا ہی!

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا

---

١ کتاب المعارف ابن قتیبہ ص ١٠، مصر

٢ تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۱۷، لیڈن،

شریڈر Shrader اپنے اس نظریہ کی کہ تمام سامی قومین عرب سے پھیلی ہین، ان الفاظ مین تشریح کرتا ہی

شمالی سامی قومین یعنی ارمن، بابلی اور کنعانی، جنوب مین اپنے دوسرے بھائیون سے جدا ہوکر ایک متحد جماعت کی صورت مین بابل آئے، وہان باہم ایک مدت تک اجتماعی حالت مین رہے، ارمن سب سے پہلے اس جماعت سے الگ ہوئے ہونگے، اور اسکے ایک معقول زمانے کے بعد کنعانی، اور سب سے آخر مین اشوری،

عین اسی وقت مین ان مین سے بعض قومون کی ہجرت جنوبی سمت مین واقع ہوئی، شمالی عربون کو عرب وسطی مین چھوڑتے ہوئے، یہ ہجرت گزین جزیرہ نماے عرب کے جنوبی سواحل پر آباد ہوئے، جہان سے انکی ایک جماعت دریا کو عبور کرکے افریقہ پہونچی اور حبشہ مین خیمہ زن ہوئی[1]

ان تشریحات سے ظاہر ہوتا ہی کہ سامی قومین ایک مدت کے اتحاد و اجتماع کے بعد، ملک عرب سے نکل نکلکر اطراف کے ممالک مین پھیل گئین، اور وہان انھون نے زور و اقتدار پیدا کیا، عرب مورخین بھی اس واقعہ سے ناواقف نہ تھے

مشہور مورخ ابن قتیبہ فرزندان سام کی تقسیم و تفریق کے بعد لکھتا ہی،

فمنهم العمالیق، امم تفرقوا فی البلدان و منهم فراعنة مصر و الجبابرة،	انھین مین سے عمالیق ہین، یہ متعدد قومون کے مجموعہ تھے، جو ممالک مین متفرق ہوکر پھیلے، منجملہ اُن کے مصر اور بابل کے بادشاہ ہین،

ابن خلدون کا بیان ہی،

[1] W.Wright. P.9 کتاب المعارف ص ۱۰ مصر،

ہر جگہ عرب کے سوا سامی قوموں کو ہم نشان دے سکتے ہین کہ وہ مسافرانہ باہر سے بغرض سکونت یا بغرض فتح آئے ہین اور جو ہر جگہ جہان وہ جاتی ہین اپنے سے پہلی قومون کو اُنپر قابض پاتی ہین لیکن وہ عرب مین قدیم باشندون کی حیثیت سے نظر آتی ہین، کلدانیہ، اور اسیریا کی ابتدائی روایات مین سامی قومون کو جنوب سے آئے ہوئے ظاہر کیا گیا ہی کچھ تو خلیج فارس کی طرف سے اور کچھ سیدھی بادیہ عرب و شام سے جو رفتہ رفتہ قدیم اکادی آبادی کے ساتھ ملجاتی ہین یا اُن کو ہٹاکر خود اُن کی جگہ لے لیتی ہین،

مصر مین سامی عنصر کا "چالان" اس کے بعد ہوا ہی، جس نے مصر کی قدیم تہذیب پر کوئی اثر نہین کیا، سیریا (شام) اور فلسطین مین غالباً فینیقی، کنعانی اور عبرانی، خلیج فارس یا حد دو عرب سے براہ راست یا اسیریا (عراق) اور مصر کے توسط سے باہر سے آئے ہین جنھون نے کبھی اپنے کو ان ممالک کا قدیم باشندہ نہین کہا،

ایک فرنچ مورخ ہُوآرٹ Cl. Huart اپنی تاریخ عرب کے دیباچہ مین لکھتا ہی،

تین ہزار ق م مین ہم سامی اقوام کو ادھر اُدھر انتقال مکانی کرتے ہوے دیکھتے ہین، کنعانی شام مین نظر آتے ہین، جہان فینیقی (فنیشین) خلیج فارس کے سواحل (بحرین) سے آکر تجارتی شہر قائم کرتے ہین، جہازرانی مین ترقی کرتے ہین، ایجین تہذیب کو ختم کرتے ہین، اور یورپ کو جانے کا بحری راستہ پیدا کرتے ہین، ہائیکسوس مصر مین داخل ہوتے ہین اور اُنکا ایک حصہ فتح کرکے وہان اپنا بادشاہ مقرر کرتے ہین، لیکن خود ریگستان عرب کے بدوی عرب کی تاریخ اب تک مجہول ہی، اسی اثنا مین وہ بھی شہرون کی بنیاد ڈالتے ہین، اور حکومتین قائم کرتے ہین جنکی دولت کا مدار تجارت ہی[1]

[1] Horlh. Tom. 1. P. 94.

وکان لهذه الامم ملوك ودول فی جزیرة العرب وامتدّ ملکهم فیها الی الشام ومصر فی شعوبٍ منهم[1]	ان اقوام مین بہت سے بادشاہ گذرے اور انکی حکومت مین بادشاہیان ہوئین، جنکے چند قبائل کا حکومت مصر وشام تک وسیع ہوگیا تھا،

اسی قسم کی تصریحات دوسرے مورخین عرب نے کی ہی، ابن ہشام کلبی جسکا مخصوص موضوع عرب جاہلیت کی تاریخ وروایت ہی، اُس نے اس موضوع پر کہ عرب سے یہ قومین نکل نکلکر کہان کہان پھیلین، دو کتابین لکھی ہین، ابن ندیم نے کتاب الفہرست مین لکھا ہی کہ پہلی کتاب کا نام تفرّق عاد ہی یعنی عاد کی قوم عرب سے نکلکر کہان کہان گئی، دوسری کتاب کا موضوع بیان "کتاب من نزل من عاد وثمود والعمالیق وجرهم وبنی اسرائیل من العرب" ہی، یعنی عاد، ثمود، عالیق[2]، جرہم اور بنی اسرائیل جو عرب سے نکلکر باہر گئے اُن کے حالات"

---

[1] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۵۹،

[2] عمالق کی نسبت متعدد امور قابل تنبیہ ہین:

۱- عمالق کی لفظی حقیقت کیا ہی؟ عمالق خود السنۂ سامیہ کے قواعد کی بناپر علوق کی جمع ہی، علوق دو لفظون سے مرکب ہی عَمّ ע ם جسکے معنی عبری مین قوم واہل کے ہین، اور یہی لفظ عربی مین اُمّہ ہی، اور علوق عام ادبی کہتے ہین لیکن قدیم زمانہ مین شمالی عرب کا از خلیج فارس تا حدود سینا جسکو رومی ویونانی عربیا ڈزرٹا یعنی عرب کا ریگستان یا عرب البادی کہتے ہین نام تھا، دوسرے حصہ کو یعنی مغربی وشمالی عرب کو جو از سینا تا حدود مصر ہی "مغان" کہتے تھے "مالوق" اور "مغان" انھین ممالک کے نام کی حیثیت سے بابلی کتبہ مین ... ۳ ق م مین مستعمل پائے ہین[1]، دیکھو

[1] Encycl of Islam Vol. I P. 377 و Rogers Vol. I P. 369

توراۃ مین عمالق، عیشاؤ بن اسحاق بن ابراہیم کے ایک پوتے کا نام بتایا گیا ہی (تکوین ۳۶ - ۱۲) کاتبین اسفار یہود کی
سے معلوم ہوتی ہی کہ اقوام عمالیق اسی عمالق بن عیشاؤ کی اولاد ہین، لیکن یہ صحیح نہین، کیونکہ عمالق بن عیشاؤ کا زمانۂ پیدائش
تقریباً ۲۰۰ ق م ہونا چاہیئے، پھر یک شخص کو کنبہ، کنبہ کو قبیلہ اور قبیلہ کو قوم ہونے کے لیے، اور خصوصاً ایسی قوم ہونے
کے لیے جو بنی اسرائیل کے کئی لاکھ ادمیون کا مقابلہ کرسکے کم از کم پانچ چھ سو برس تو درکار ہین، اس بنا پر عمالق کا ظہور
کی حد پندرہ سو ق م سے ادھر نہین ہوسکتا، حالانکہ روایات عرب اور شہادت آثار کے رو سے عمالق کا وجود اس سے
بہت پہلے ثابت ہی،

لیکن اگر ہم بغور توراۃ کا مطالعہ کرین تو ہمکو خود توراۃ سے عمالق کا وجود اس عمالق بن عیشاؤ سے بہت پہلے
معلوم ہوتا ہی، حضرت ابراہیم کے عہد مین (۲۲۰۰ ق م) مین جب بابل وعیلام اور سادوم کے بادشاہون مین
لڑائی ہوئی ہی وہان لکھا ہی[۱]،

"کہ انھون نے تمام عمالق کے ملک مین انکو مارا"

اسی جگہ بلعام کاہن کی زبان سے توراۃ مین جو پیشنگوئی ہی اسمین عمالیق کو "اول الامم" سے خطاب کیا ہی[۲]، اگر عمالیق وہی
عمالق بن عیشاؤ کی اولاد مین، جیسا کہ عام طور سے سمجھا جاتا ہی تو اسکو بجاے "اول الامم" کے "آخر الامم" ہونا چاہیئے، کہ ۱۵۰۰ ق م
سے پہلے بہت سی قومین اٹھ چکی تھین،

عمالق سے غالباً قدیم اہل عرب واقف نہ تھے، کیونکہ باین ہمہ جبروت وعظمت، آیات قرآن، روایات احادیث اور
دیگر مشکوک اشعار عرب مین ان کا نام نہین آیا، توراۃ مین اور یہودیون کے لٹریچر مین البتہ کثرت سے عمالق کا
اور ان کو ایک جبار قوم کی صورت مین پیش کیا ہی، اس بنا پر ظاہر ہی کہ عمالق کا علم یہودیون کی راہ سے عربون مین آیا،
یہان آیا کہ اسکو انھون نے یہودیون کی طرح بزرگترین قبائل قرار دیدیا، جسکے سامنے انکا "عاد" بھی دبکر رہگیا،

---

[۱] توراۃ سفر العدد، [۲] تکوین باب ۱۰، [۳] سفر العدد ۲۴ - ۲۰،

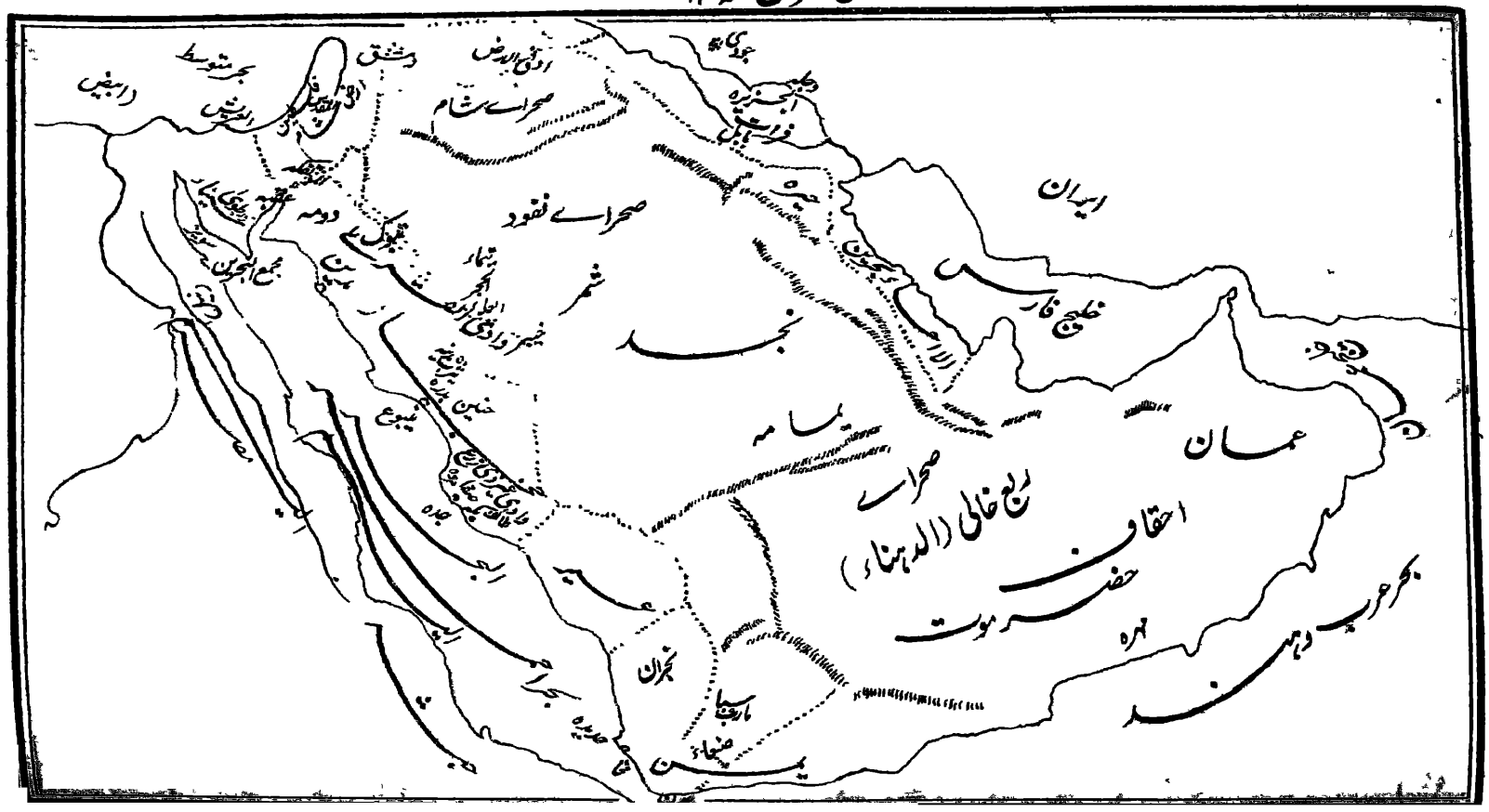
بحر متوسط
دمشق
صحرائے شام
صحرائے نفود
نجد
یمامہ
ایران
خلیج فارس
عمان
احقاف
حضرموت
صحرائے ربع خالی (الدہناء)
بحر عرب و ہند
یمن
نجران
مکہ
جدہ
مدینہ
ینبوع
حنین
طائف
دومہ
تبوک
مجمع البحرین
فرات
بابل
حیرہ
کوفہ
بصرہ
واسط
جزیرہ
مہرہ

میان سے کسی قدر آگے بادیۂ فاران مین آکر رہے،

۶۔ اسحاقؑ کے دو بیٹے تھے یعقوبؑ (اسرائیل پدر بنی اسرائیل) جو پہلے کنعان مین تھے بعد ازان حضرت یوسف کے مصر پہونچنے پر مصر گئے، جہان اُنکی اولاد کئی سو برس تک مصر کی غلامی مین رہکر حضرت موسیٰ کے عہد مین پھر کنعان واپس آئی، دوسرے بیٹے کا نام عیشاؤ (اور لقب ادوم) تھا یہ شمالی عرب کے کوہ سروات مین ادومی قبائل کا جدِّ اعلیٰ تھا،

۷۔ اسماعیل کے بارہ بیٹے ہوئے جو توراۃ کی پیشینگوئی کے مطابق خاندان کے بارہ رئیس تھے، نبایوط، قیدار، ادبایل، مبشام، مشمع، دومہ، مسا، حدور، تیما، جطور، نفیش اور قدمہ، یہ تمام خاندان حویلا (یمن) سے سور (سیریا یعنی شام) تک پھیلے تھے،

ان ہم نسب اقوام و قبائل کا باہمی رشتۂ تعلق حسب ذیل شجرہ سے واضح ہوگا،

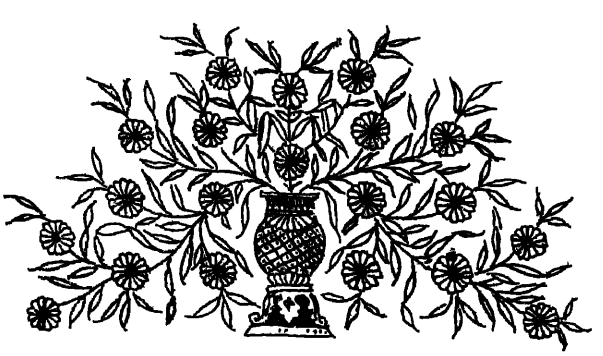

امم سامیہ کے انساب

بہرحال توراۃ کی رُو سے ان سامیون کے باہمی نسبی تعلقات بہ تفصیل ذیل ہین[۱]،

طبقات انساب

۱- نوح کے بیٹے سام کی پانچ اولادین تھین، عیلام، اشور، ارفکسد، لود اور ارام، ارم کے چار بیٹے تھے عوض، حول، جتشر، اور مس، ارفکسد کے بیٹے کا نام، سلح تھا، سلح سے عبر پیدا ہوا، عبر کے دو بیٹے ہوے قحطان اور فلج،

۲- **قحطان** سے المداد، سلف، حضارموت، یارح، ہدورام، اوزال، دقلا، عائل، ابی مائل، سبا، اوفر، حویلاہ، اور اوباب پیدا ہوئے، جنکی آبادی جنوب عرب مین یعنی یمن مین مسا سے ظفار تک ہی،

۳- **فلج** سے رعو پیدا ہوا، رعو سے سروج، سروج سے نخور، نخور سے تارح، (آذر) پدر ابراہیم و حاران پیدا ہوا، یہ خاندان کلدانیون کے شہر بابل مین آباد تھا، حضرت ابراہیم مع اپنے برادر زادہ لوط کے کنعان آئے جسکو فلسطین، اور اب عموماً کسیقدر وسعت دیکر شام کہتے ہین،

۴- **حاران** سے لوط پیدا ہوئے، لوط کے دو بیٹے، عمون، جو اب عمان کہلاتا ہی، اور موآب جو شمالی عرب مین سینا کے پاس ایک حکومت کا بانی تھا،

۵- حضرت ابراہیمؑ کے متعدد بیٹے تھے، اسحاق پسر سارہ جنھون نے کنعان یعنی فلسطین و شام مین حکومت کی، مدیان[۲] پسر قطورا، جو حجاز کے پاس بحر احمر کے ساحل پر آباد ہوا، اسماعیلؑ پسر ہاجرہ جو اپنے بھائی

[۱] تکوین باب ۱۰، ۱۱، ۲۵، دیکھو، [۲] مدیان کے کئی بھائی تھے لیکن اُنکے حالات نامعلوم ہین،

طبقۂ اولیٰ

امم سامیہ اولیٰ

امم سامیہ کی جو تفصیل اوپر بیان ہوئی، اُسکی بنا پر امم سامیۂ اولیٰ سے مقصود وہ قدیم سامی قبائل ہونگے، جو عرب کے سب سے پہلے اور ابتدائی باشندے تھے، اور مختلف اغراض سے یہان سے نکلکر بابل، مصر اور شام وغیرہ کے ملکون مین پھیلے، عرب مورخین اُنکو **امم بائدہ** (برباد ہوجانے والے قبائل) کہتے ہین، کہ وہ اپنے ملک (عرب) سے نکلکر برباد ہوگئے، یا انقلابات حوادث سے مٹ گئے، بعض لوگ اُنکو **عرب عاربہ** (خالص اور غیر مخلوط عرب) کہتے ہین کہ وہ عرب کے خالص اور غیر مختلط النسل باشندے تھے، اور نیز یہودیون کی غلط پیروی مین اُنکو **عمالق** بھی کہا گیا ہے

یورپ کے علمائے آثار ان قومون کے الگ الگ نام نہین بتا سکتے، وہ مبہم طور سے صرف اُنکو **سامی** کہتے ہین، اہل عرب اپنے ان قدیم ہموطنون کا ایک ایک کرکے نام بتاتے ہین ان مین سے عاد، ثمود، جرہم، لحیان، طسم، اور جدیس وغیرہ مشہور قبائل ہین، **عاد** سب سے بڑا اور سب سے وسیع قبیلہ تھا، اور تمام عرب بائدہ مین قوت حاکمہ تقریباً اُسی کو حاصل تھی، عربون کی روایت کے مطابق عرب اور عرب سے باہر بابل اور مصر مین یہ عظیم الشان حکومتونکا بانی تھا،

ان قبائل بائدہ کا سلسلۂ نسب عموماً مورخین عرب نے ارم بن سام اور اُسکی مختلف

شجرۂ اقوام ارض القرآن بمطابقت توراۃ

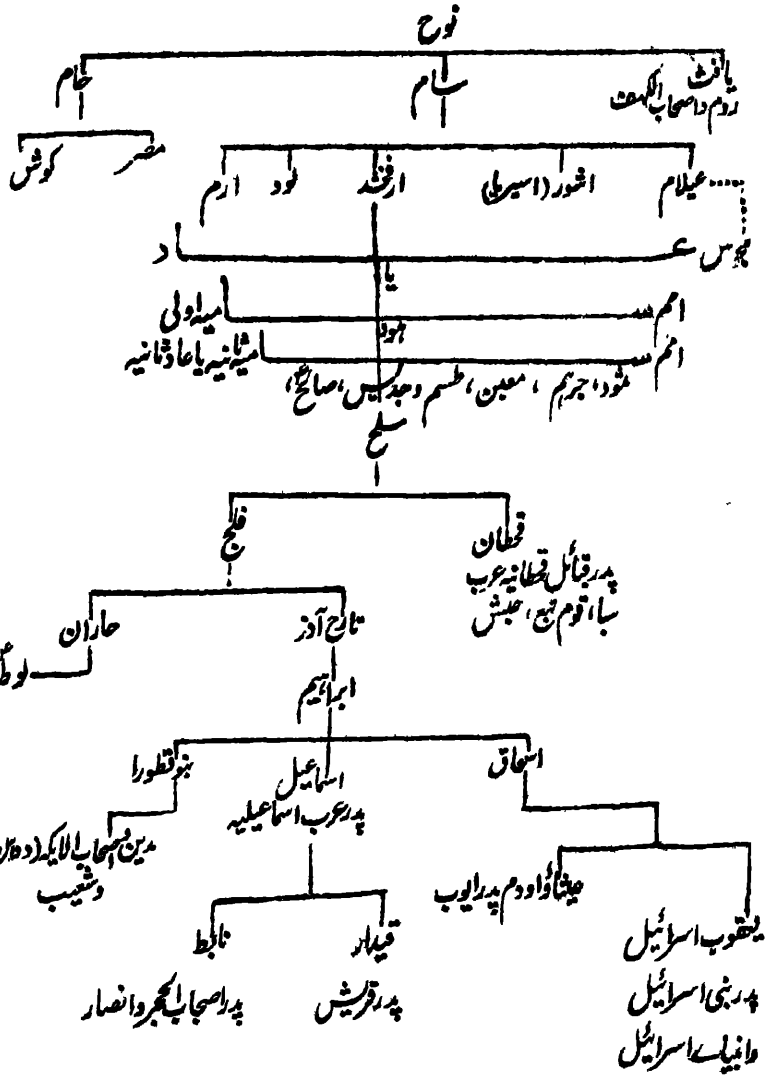

ان تمام سلسلۂ انساب مین سے عرب اور قرآن کی تاریخ کو امم سامیہ اولی وثانیہ، بنو قحطان اور بنو ابراہیم سے بحث ہی، اور یہی تین سلسلے عرب کے مستقل اور دائمی باشندے ہین، اور انھین کے حالات و واقعات کی تشریح اس کتاب کا موضوع ہی،

فلکو قیل نمرود ارم (ابن خلدون ج۲ ص(۷) | برباد ہو گئے تو نمرود ارم کہا جائے گا۔

عجیب تر یہ ہی کہ یہ ارامی سامی خاندان جن جن مقامات مین پھیلے خود اُنکا نام "ارام" ہو گیا، چنانچہ توراۃ کی زبان مین مابین النہرین (عراق) کا نام "ارام نہرائم"[۱] اور "پدان ارام"[۲] ہی ملک شام کو "ارام"[۳] اور "ارام دمشق"[۴] اور شمالی عرب کو "ارام"[۵] کہا گیا ہی نیز ایک اور شہادت یہ ہی کہ بابل، اسیریا، شام، کنعان، فنیشیا اور شمالی عرب مین جو قدیم کتبات پائے گئے ہین اُنکی زبان اکثر ارامی ہی یا ارامی الفاظ سے پُر ہی[۶]،

کوئی بڑی قوم جب برسر اقتدار ہوتی ہی، تو حقیقت مین اس کُل کے ضمن مین کوئی جزء ممتاز ہوتا ہی، اور اُس کے انتساب سے مجموعی قوم مقتدر اور ممتاز تسلیم کر لی جاتی ہی، امم سامیہ کی کثیر الافراد جمعیت مین ضروری ہی کہ کوئی خاص جزء قوت حاکمہ کا مالک ہو، اور بقیۂ اجزا اُسکے اشارہ پر حرکت کرتا ہو، اس جز کا حقیقی نام کچھ ہو لیکن اہل عرب اُس کا نام عاد بتاتے ہین!

لامشاحۃ فی الاصطلاحات

تاریخ قدیم کے بعض یورپین مصنفین عاد کو صرف ایک فرضی اور مذہبی کہانی (میتھالوجی) سمجھتے ہین، لیکن یہ انتہائی غلطی ہی، تحقیقات جدیدہ نے فیصلہ کیا ہی کہ عرب کے قدیم باشندے (امم سامیہ) ایک کثیر الافراد باعظمت جمعیت تھی جسنے بابل، مصر و شام مین بڑی بڑی حکومتین قائم کین، یہ حقیقت اور واقعہ ہی، اہل عرب اگر اپنی زبان مین ان قدیم باشندون کو امم بائدہ

---

۱ تکوین ۱۴-۱۰،

۲ تک ۲۵-۲۰، ۲۸-۶، ۳۱-۱۸، ۳۵-۹، ۴۶-۱۵، ۴ ملوک باب ۲۰ و ۲۲،

۵ عدد ۲۳-، ۶ برٹانیکا، طبع یازدہم

مضمون السنہ سامیہ اور ہیرن کی کتاب سیاسی و تجارتی تحقیقات، Heeren. Vol. 1. P. 381

شاخون سے ملایا ہی، لیکن کس قبیلہ کو ارم بن سام کی کس شاخ سے تعلق تھا؟ علماے انساب کی
اس باب مین اسقدر باہم متعارض ہین کہ فیصلہ مشکل ہی، ہم ذیل مین ارم کے مشاہیر قبائل کا نسب
دو کتابون سے نقل کرتے ہین، جن مین سے ایک قدیم ترین ماخذ ہی یعنی معارف ابن قتیبہ[1] اور دوسری
متاخر ترین ہی یعنی سبائک الذہب[2] قلقشندی،

ابن قتیبہ		قلقشندی
عمالیق بن لاوذ بن ارام بن سام		عملیق بن لاوذ بن سام
جدیس بن لاوذ بن ارام بن سام		جدیس بن ارم بن سام
عاد بن عوض بن ارام بن سام		عاد بن عوض بن عبیل بن ارم بن سام
ثمود بن جثر بن ارام بن سام		ثمود بن جاثر بن ارم بن سام
طسم		طسم بن لاوذ بن سام

ان انساب کی تحقیق بظاہر سخت مشکل ہی، مورخ ابن خلدون نے ان مشکلات کو کسی قدر
حل کرنا چاہا ہی، لیکن انسان کے لیے بیکار ہوگا کہ ظلمت کدہ مین وہ روشنی کی جستجو کرے، مجملاً اس قدر
یقینی ہی کہ وہ بنو سام تھے، اور زیادہ آگے بڑھین تو یہ کہین گے کہ ارامی عنصر اُن مین غالب تھا،
عربی زبان مین ارامی الفاظ نہایت کثرت سے پائے جاتے ہین[3]، یہانتک کہ قدیم شہر عرب
"مکہ" کا نام بھی آرامی[4] ہی، ثمود کے جو کتبات ملے ہین وہ بھی بخط آرامی ہین[5]، اور خود ثمود کا نام ثمود ارم
تھا[6]، اور عاد کے نام کا تو ارم جزء لاینفک ہی۔

کان یقال عاد ارم فلما ھلکو قیل ثمود ارم فلما	پہلے عاد ارم کہا جاتا تھا جب وہ مٹ گئے تو ثمود ارم کہا گیا جب وہ بھی

[1] ص ۱۰، مصر، [2] ص ۱۳، ۱۴، بمبئی [3] سواء السبیل پروفیسر پی ارنلڈ، لاہور، [4] العرب من الاسلام ص ۲۴
[5] برٹانیکا، ج ۲۴ ص ۶۲۶، [6] ابن خلدون ج ۲ ص ۷۱،

عاد

گذشتہ مباحث سے مفصل معلوم ہوچکا ہی کہ قدیم امم سامیہ اور عاد مترادف لفظ ہین، اس تفصیل کے بعد امید ہی کہ عاد کی شخصیت تاریخی وجود اور دعوائے حکومت کے متعلق کوئی شک باقی نہ رہیگا، اب دوسرے مسائل کیطرف توجہ کا موقع آیا ہی،

لفظ عاد السنہ سامیہ مین لٹریچر کے لحاظ سے عبرانی سب سے قدیم زبان ہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قدیم الفاظ کی اصلیت عربی سے زیادہ اُس مین محفوظ ہی "عاد" کے لغوی حیثیت سے عربی مین کوئی معنی نہین ملتے،

عبری مین "عاد" کی اصلیت موجود ہی، עוד کے معنی بلند و مشہور کے ہین اور عجیب تر یہ ارم אֲרָם اور شم (سام) کے بھی یہی معنی ہین، ان معنون کا بقیہ اثر عربی مین بھی موجود ہی، ارم کے معنی پہاڑی اور سنگِ نشانِ راہ کے لغت مین مذکور ہین، اور شم سے "شمم" اور "سمو" ابتک مستعمل ہے

توراۃ مین "عاد" مذکر[1] کے نام کے لیے اور "عادہ" عورتون[2] کے لیے کئی جگہ آیا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ عہد قدیم مین یہ نام عموماً مستعمل تھا،

عاد کا زمانہ

ارم کے بعد دوسری بحث زمانہ کی ہی، عرب قبل اسلام مین کوئی باقاعدہ تاریخ رائج نہ تھی اسلیے عرب بائدہ کا کوئی زمانہ مروی نہین، لیکن اس بنا پر کہ مورخین عرب نے عاد کو عوض بن ارم بن سام کا

[1] تاریخ ایام اول ۱-۲۱، [2] تکوین ۳۶-۲، تاریخ ایام اول ۱-۴۰،

اوران کی جماعت کے افراد کو عاد وثمود وطسم وجدیس کہتے ہین تو کیا اس وضع اسماء کی حقیقت اور واقعہ مٹ جائیگا؟

سب سے مستند ذریعہ ہمارے پاس قرآن مجید ہی، قرآن مجید نے عاد کی حقیقت یہ بیان کی ہی اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ، اِرَمَ، اس آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ عاد اِرم ہی کا حصہ تھا، دوسری جگہ خدا فرماتا ہی،

وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (اعراف رکوع ۹)	اے عاد کے لوگو خدا کے اس احسان کو یاد کرو کہ اُس نے قوم نوح کے بعد تمکو اپنی خلافت عطا کی، (یعنی حکومت دی)

قوم نوح کی بربادی کے بعد عرب مین جو سب سے پہلی مقتدر اور حکمران جماعت ظہور پذیر ہوئی، قرآن کی زبان مین اُسی کا نام عاد ہی، کیا قدیم وابتدائی اُمم سامیہ کی یہی حقیقت نہین ہی،

فرانس کا مشہور اسلامی مورخ مسیو سیدیو Sedillot اپنی تاریخ عرب مین لکھتا ہی،

> قبائل بائدہ کے حالات قابلِ وثوق نہین، زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ مفروض ہو سکتا ہی کہ عاد، مسیح سے ۲۰۰۰ برس پہلے مصر و بابل پر قابض تھے اور اُن کا نام اُس زمانہ مین چوپان یا ہیک سوس (چرواہے بادشاہ یعنے بدوی بادشاہ) تھا،[1]

لیکن اُمم سامیہ کی حقیقت سمجھنے کے بعد یہ "فرض" یقین سے بدل سکتا ہی،

---

[1] ترجمہ عربی، ذکر اُمم بائدہ،

...دون مین ذکر کیا ہی، تمیز کے لیے عہد اول کو عاد اولی اور عہد ثانی کو عاد ثانیہ کہتے ہین،

...کا مقام

...کی مرکزی آبادی، عرب کے بہترین حصہ یعنی یمن وحضرموت مین از سواحل خلیج فارس تا حدود ...ق تھی[1]، دراصل حکومت کا مرکز ملک **یمن** تھا لیکن خلیج فارس کے کنارہ کنارہ وہ عراق ...ب وسیع تھی، جس سے نہایت آسانی سے وہ راہ معلوم ہوسکتی ہی جدھر سے یہ قوم عرب سے ...راق مین اور عراق سے دیگر ممالک مین پھیلی، اور یہی جدید تحقیقات کی رو سے بھی امم سامیہ کا ...استہ سمجھا جاتا ہی[2]،

...عاد کا دور دراز ممالک مین جانا عربون مین اسقدر مسلّم تھا کہ وہ شعرا کے ہان تمثیلون مین آگیا ...ایک جاہلی شاعر محرزبن مکعبر ضبّی کہتا ہی

...حتی انتھی لمیاہ الجوف ظاھرة	مالم ترقبلھم عاد ولاارم
...وہ وسط صحرا کے تالاب پر آکر رُکا	یہ وہ رفتار تھی جو اس سے پہلے عاد اور ارم بھی نہین چلی

...کی سلطنتین

...ب کا ملک ایک بے آب وگیاہ صحرا ہی، جہان بڑی اور حوصلہ مند قومون کے لیے ترقی کا کوئی ...یدان نہین ہی، ناچار پُرجوش قوتین باہر نکل پڑتی ہین، عرب کا جزیرہ نما جنوب، مغرب اور کسیقدر ...شرق کیجانب پانی سے گھرا ہوا ہی، اس لیے آسان اور قدرتی راستہ اُس کے لیے بعض مشرقی ...عموماً شمالی ممالک ہین، یعنی بابل وشام وسینا، بابل سے ایران کا راستہ ہی، شام سے بحر ابیض ...روم ہوکر یورپ اور افریقہ کی طرف بھی رُخ کیا جاسکتا ہی، ۱۸۶۹ء سے پہلے جب نہر سویز موجود نتھی

[1] معارف ابن قتیبہ ص ۱۰، مصر

[2] S. Laing. P. 393.

حقیقی فرزند لکھا ہی (؟) اس لیے اُسکا زمانہ ... ۳ ق م سے پہلے قرار دینا چاہیے، قرآن مجید
عاد کا جہان ذکر کیا ہی اُسکو خلفاے قوم نوح کہا ہی،

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ سرزمین شام کی دوبارہ آبادی کے بعد بنو سام کی پہلی
عاد سے شروع ہوتی ہی اس لیے اس آیت سے نہ صرف زمانہ کی تعیین ہوتی ہی بلکہ ہماری اس
کی بھی تائید ہوتی ہی کہ امم سامیہ اولیٰ اور علی الاغلب عاد ایک چیز ہے اور اسی لیے قرآن
ان کو عادِ اولیٰ کہا ہی

وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَنِ الْاُوْلٰى | اُسی خدا نے عاد اولیٰ کو برباد کیا،

لیکن جیسا کہ ہمنے پہلے لکھا ہی اور آج کل عموماً تسلیم کیا جاتا ہی کہ بنو سام کی حقیقی ترقی کا عہد
۲۲۰۰ ق م یا ... ۲۰۰ ق م ہی، حملہ مصر و بابل کی بھی یہی تاریخ ہی، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عاد ارم کا
۲۲۰۰ ق م سے شروع ہوتا ہی، تعین انتہائے مدت کی یہ صورت ہی کہ ۱۵ سو ق م مین مین مین ایک
دوسری قوت کا ظہور معلوم ہوتا ہی، اور اس سے کچھ ہی پہلے حضرت موسیٰ کا زمانہ ہی، حضرت
کے عہد سے پہلے عاد کی تباہی عام ہو چکی تھی، قرآن مجید نے نقل قصص مین ہمیشہ عاد کا ذکر حضرت
موسیٰ و فرعون سے پہلے کیا ہی، بلکہ ایک موسوی مسلم، فرعون کے دربار مین کہتا ہی،

يَا قَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (مومن) | بھائیو! مین ڈرتا ہون کہ جماعتون کے دن کی طرح قوم نوح
عاد، ثمود، اور جو ان کے بعد ہین اُن کے دن کی طرح
ایسا دن تم پر بھی آئے،

ان وجوہ سے عاد کے مجد سابق اور عہد ترقی و تقدم کا زمانہ ... ۲۲۰۰ ق م سے ... ۱۸۰۰
ق م تک ہو سکتا ہی، صالحین عاد کا وجود اس کے بعد بھی ابتداے عہد مسیح تک باقی رہا ہے
اور یونانیون نے عاد رمیٹا (عاد ارم) اور عاد ایٹ (عاد) کے نام سے انکا حضر موت مین

بیرون عرب

از ۴۰۰۰ ق م تا ۱۹۰۰ ق م

۱۔ عرب سامیہ یا عاد بابل مین،

۲۔ عرب سامیہ یا عاد مصر مین،

۳۔ عرب سامیہ یا عاد دیگر ممالک مین،

۱۔ عرب سامیہ یا عاد بابل مین،

کسی مقدمہ کی صحت کے صرف تین جزو ہین، مدعی کا دعویٰ مدعا علیہ کا اعتراف اور گواہونکی شہادت اگر کسی مقدمہ کے یہ تینون اجزا بہم پہونچ جائین تو مقدمہ کی صحت مین کیا شک ہوسکتا ہی؟ اہل عرب کا دعویٰ ہی کہ اُنھون نے عراق کے شہر بابل پر حکومت کی، اہل عراق قدیم اسکا اعتراف کرتے ہین، اور تحقیقات جدیدہ کی شہادت اسکی تائید کرتی ہی، پھر اصل مقدمہ مین کسکو شک ہوگا؟

اہل عرب کا دعویٰ

علامہ ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین،

فمنهم العمالیق امم تفرقوا فی البلدان	انھین مین عمالیق ہین، یہ متعدد قومین ہین جو ملکون مین منتشر
ومنهم فراعنة مصر والجبابرة	ہوگئی تھین، اور انھین مین سے مصر اور بابل کے بادشاہ ہین[1]

مورخ ابن خلدون کی تحقیق ہی، جسکو اُس نے اپنی تاریخ مین کئی جگہ دُھرایا ہی،

ان قوم عاد والعمالقة ملکوا العراق،	عاد اور عمالق عراق کے بادشاہ ہوگئے تھے،

[1] کتاب المعارف ص ۱۰ مصر، [2] کتاب العبر ج ۲ ص ۲۵۹، مصر،

بحرابیض اور بحراحمر کے درمیان آجکل کی طرح متصل دریائی راستہ نہ تھا، نہ جزیرہ نمائے سینا اور مصر کے درمیان سویز کی مصنوعی نہر تھی، ایک پتلی سی خشک زمین تھی جو شام، عرب اور جزیرہ نمائے سینا کو خشکی کی راہ سے مصر سے ملاتی تھی، ہندوستان کی قدیم حملہ آور قوموں کے لیے جسطرح درۂ خیبر مشہور راستہ ہی، اسی طرح مصر کے قدیم حملہ آوروں کے لیے بھی پتلی گلی ایک پامال راہ تھی،

امم سامیۂ اولی یا عاد کی سیاسی تاریخ کے دو جولانگاہ ہیں، بیرونِ عرب و راندرونِ عرب،

زمانہ سے (۲۵۰۰ ق م) اُسکے تعلقات یہان سے قائم ہین، اس بنا پر اس باب مین اُنکی رائے بھی وقعت کے قابل ہوگی، توراۃ کی روایت ہی کہ "بابل کا سب سے پہلا بادشاہ کوش کا بیٹا نمرود تھا" اصل عبارت یہ ہی،

"کوش حام کا بیٹا تھا،... کوش کی اولاد، سبا، حویلہ، سباتا، رعماہ، اور سباتیکا، اور رعماہ کے بیٹے شبا، اور ددان، کوش نے نمرود کو پیدا کیا،... اور اُسکی حکومت کی ابتدا، بابل اور ارخ (عراق) مین ہوئی (تکوین ۱۰-۶، ۸، ۷، ۹، ۱۰)

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ابتدائی تقسیم اقوام، حسب آرائے موجودہ نسلی نہین، بلکہ جغرافی ہی یہ تمام اقوام جنکا اولاد کوش کے نام سے ذکر ہوا ہے، وہ سب جنوبی سمت اور سواحل خلیج فارس کے باشندے ہین، یعنی عرب ہین، یورپ مین تاریخ قدیم کا سب سے بڑا مورخ جرمن فاضل ڈنکر Duncker ہے، وہ بابل کی فضل تاریخ مین توراۃ کے اس فقرہ کی تفسیر کرتا ہی،

سفر تکوین، مثل متاخرین یہود کے "کوش" کے نام کے اندر اُن اقوام کو داخل کرتا ہی، جو جنوبی سمت مین رہتے ہین، نوبی، اثوبی، (اتھوپین) اور جنوبی عرب کے قبائل، یہان پر ہم اُن فرزندان کوش کو جنھون نے بابل کی بنیاد ڈالی، جنوبی قبائل کے باشندے کہ سکتے ہین، جو تقریباً خلیج فارس کے سواحل پر مقیم تھے[۱]

اہل عراق کا بیان،

بابل کا ایک کلدانی مورخ بروسوس نامی ہی جو اصلاً بابلی اور بعل کے معبد کا ایک کاہن تھا، یہ

[۱] تاریخ قدیم ج ۱ ص ۲۴۹،

یقال انهم انتقلوا الی جزیرة العرب من بابل لما زاحمهم فیها بنو حام[1]، نزلوها (الحجاز) ایام خروجهم من العراق امام المناوئة من بنی حام[2]۔	کہا جاتا ہو کہ یہ لوگ بابل سے جزیرہ عرب مین اسوقت چلے آئے جب بنو حام نے انکی مزاحمت کی، یہ لوگ عراق سے نکلنے کے زمانہ مین بنو حام کے بادشاہ سے بھاگ کر حجاز چلے آئے،

اہل ایران کا بیان

اہل ایران کا دعوی ہو کہ عراق و بابل کی قدیم ترین حکومت انہین کے ہاتھ مین تھی، اس لیے اس واقعہ کی نسبت ان سے بھی پوچھنا ہو، انکا بیان ہو کہ جمشید کے بعد جو بنو سام بن نوح کا معاصر تھا ضحاک تازی (عرب) نے ملک پر قبضہ کرلیا، عرب بھی اسکو تسلیم کرتے ہین،

والیمن تدعیه وتزعم انه من انفسها وهو الضحاک بن علوان ... (طبری ۲۲ ج یورپ) وبلغنا ان الضحاک هو نمرود وان ابراهیم ولد فی زمانه وانه صاحبه الذی اراد احراقه (۲۰۵)	اہل یمن بھی اسکے مدعی ہین، اور گمان کرتے ہین کہ یہ بادشاہ انھین کی قوم کا تھا اور اُسکا نام ضحاک بن علوان تھا، ہمین یہ روایت پہونچی ہو کہ ضحاک ہی نمرود تھا، حضرت ابراہیم اسی کے زمانہ مین پیدا ہوئے تھے، اور یہی تھا جسنے اُنکے جلانے کا قصد کیا تھا،

فردوسی جو اہل ایران کی تاریخ کا ترجمان، ضحاک تازی (عرب) اور اُسکی ہزار سالہ عہد حکومت کا مفصل بیان شاہنامہ مین کرتا ہو۔

توراۃ کا بیان:

بنی اسرائیل کا قدیم خاندان عہد ابراہیمی سے پہلے، اسی ملک کا باشندہ تھا، اور نہایت قدیم

---

[1] کتاب العبر ج ۲ ص ۱۸، مصر [2] ابن ندیم ص ۲۸، یورپ، [3] کتاب العبر ج ۲ ص ۲۷، مصر

ین اب نظر آرہا ہی کہ بابل و اسیریا کا ہر پتھر درحقیقت انکی تاریخ کا ایک صفحہ ہی،

قدیم بابل (اہل فارس سے پہلے) کے جو کتبات و آثار ملے ہین زبان کی حیثیت سے یہ دو قسم کے ہین، سامی اور غیر سامی، ان سے بابل کے قدیم باشندونکی قومیت کا راز فاش ہوتا ہی، ان مین سے اکثر کتبات پر سلاطین کی تاریخین ہین اور جنپر تاریخ مرقوم نہین ہی اُن کے زمانہ کی تعیین قرائن سے کی گئی ہی، غیر سامی کتبات و آثار عموماً قدیم ترین ہین، اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غیر سامی آبادی سامیون سے پہلے یہان آباد تھی، انکی زبان سومری اور اکادی ہی، جس سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہین کہ وہ غیر سامی آبادی اکادی اور سومری تھی، جو تشابہ نام و زبان کے لحاظ سے غالباً تورانی النسل ظاہر ہوتی ہی،

لہ ہر چیز مذہب سے شروع ہوتی ہی، تورات بابل و اسیریا کے سلاطین اور شہرون کے نام سے پڑہی، نوع انسان کا افتراق بابل مین ہوا (تکوین باب ۱۰) حضرت ابراہیم بابل و کلدان کے شہرون سے نکلکر فلسطین آئے تھے، یہودیون کی تباہی اہل بابل کے ہاتھ سے ہوئی ان وجوہ سے ضروری تھا کہ یورپ کے علماے آثار ان ممالک کی تنقیب و اکتشاف کی طرف توجہ کرین اسکی ابتدا سولھوین صدی سے ہوئی اور ابتک جاری ہی، سیکڑون کتبات، خطوط، کتابین (منقوش بہ سنگ) مجسمات، اسکے اعمارات، نشانات، واقعات تاریخی کی منقوش یادگارین زمین سے نکالی گئین، خط اور زبان کی مشکل حل کی گئی، اور باقاعدہ ان اکتشافات و تحقیقات کا سلسلہ جاری کیا گیا، تاآنکہ بابل و اسیریا کی عظیم الشان تاریخ مدوّن ہوئی، سیکڑون علمائے مشرقیات نے ان تحقیقات مین اپنی زندگیان وقف کین، ان مین سے مشاہیر کے نام حسب ذیل ہین، ہربرٹ ۱۶۷۷ء، سرجان چارڈن ۱۶۷۰ء، کارنیلس ڈی بُروان ۱۷۰۴ء، نیوبھر ۱۷۷۴ء، جولیس موہل ۱۸۲۳ء، جارج اسمتھ ۱۸۲۶ء، اور ہالوے وغیرہ، اس وقت بھی ایک جرمن سوسائٹی مشغول کار ہی اور اُسکے حیرت انگیز نتائج ابھی سال شائع ہوئے ہین، اس سلسلہ مین عجیب بات یہ ہی کہ بابل و اسیریا کی تحقیقات و اکتشافات مین دولت عثمانیہ اور بعض ترک سلمان حمدی بے اور خلیل بے کے نام بھی نہایت روشن ہین،

مسیح سے شائد ۴۰۰ برس پہلے تھا، اسنے بابل کی قدیم تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو ضائع ہوگئی لیکن یہودی اور یونانی مصنفین نے اُس کے حوالہ سے بہت سی باتین لکھین ہین، اور سنداً اُسکی بعینہ عبارت بھی نقل کی ہی، انھین منقول عبارتون مین ایک ملوک بابل کا نقشہ ہی، مورخ موصوف کلدانی بادشاہون کے بعد عرب بادشاہون کا ذکر کرتا ہی، ان کی تعداد وہ ۹ اور اُن کی مدت حکومت ۲۲۵ برس قرار دیتا ہی، اصل نقشہ یہ ہی، یہ نقشہ قابل تنقید ہی، لیکن قابل تغلیط نہین،

عدد	خاندان ملوک	سال
۱۰	بادشاہان قبل طوفان نوح	۴۳۲۰۰۰
۸۶	بادشاہان بعد طوفان	۳۴۰۰۰
۸	میڈیا کے غاصب بادشاہ	۲۲۴
۱۱	بادشاہ...	۲۴۸
۴۹	کلدانی بادشاہ	۴۵۸
۹	عرب بادشاہ	۲۳۵
.....	.....	.....

تحقیقات جدیدہ

اہل عرب اور اہل بابل کے بیانات سے اس سے زیادہ کوئی اور علم حاصل نہین ہوتا کہ کسی قدیم زمانہ مین عرب سامیہ کے ایک خاندان نے عراق پر حکومت کی، اس سے زیادہ حالات قدامت کی تاریکی مین مخفی ہین، لیکن ارکیالوجی کی اعانت سے آثار وحضریات بابل نے قدامت کے پردہ کو چاک کردیا ہی، اب نئے سرے سے بابل کا تمدن زندہ ہو رہا ہی، اور علم الآثار کے چراغ طلسمی

"تقریباً چار ہزار ق م کی ابتدا مین سومری لوگون نے جو ایک اعلیٰ تمدن حاصل کر رہے تھے اپنے ملک کو ایک بار (اسکے بعد) وسیع التعداد بربری قبائل سے پُر پایا، یہ سامی تھے جو نہایت قریبی خونی تعلق عربون سے رکھتے تھے جو ایکبار (اسکے بعد) اسپین تک دوڑ چکے ہین اور عبرانیون سے بھی اسی قسم کی مشابہت رکھتے تھے جو ایک بار نہرارون کو عبور کر کے کنعان پہونچے،

بعضون کا خیال ہی کہ یہ کردستان سے آئے، اور بابل پہونچکر یہان سے آرمینیا، عرب اور کنعان وغیرہ مین پہونچے، لیکن یہ خیال اب متروک ہی گو ایک دو آدمیون کے نام اب بھی اسکے موید مین نظر آتا ہی، دوسری راے یہ ہی کہ وہ افریقہ سے آئے اور مصر ہوکر تمام پھیلے . . . اس تھیوری کے اثبات مین بہت کچھ کہا گیا ہی لیکن پھر بھی ایک تیسری تھیوری کے لیے بہت کچھ باقی ہی کہ "ان کا اصل مسکن عرب تھا، جہان سے نکلکر ایک سرسبز و وسیع قطعہ کی تلاش مین الجزیرہ، بابل اور دُور مغرب مین کنعان مین موجین لیتے ہوئے نکل آئے،

یہ آخری خیال روز بروز نئے نئے طرفدارونکو اپنی طرف کھینچ رہا ہی اور کہا جاسکتا ہی کہ عموماً اب یہی جدید علما کی مقبول راے ہی، (ملخصاً از باب ۱۱ کتاب ۱)

سومری حکومت کے اسی عہد کا ایک چھوٹا سا اور ٹوٹا سا کتبہ ملا ہی، جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اس وقت ایک جدید داخل ہونے والی قوم سے جسنے شمالی بابل کو لے لیا تھا، دوبارہ اُسکی واپسی کے لیے کوشان تھی، یہ نئی آنے والی قوم کون تھی، سامی، جس کا اصلی گھر غالباً عرب تھا، لیکن اب وہ کچھ دنون سے بابل کے شمالی و مغربی حصہ مین غالباً الجزیرہ مین آباد تھی، سامیون نے ملک کے تمام آباد

ارض بابل کے اس عہد کے تمام کتبات کو بہ ترتیب رکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ... ۴ ق کی ابتدا مین قدیم سومری الفاظ کی بجاے ان مین سامی الفاظ کی آمیزش شروع ہوتی ہی، اور یہ آمیزش و اور اختلاط رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہی، تا آنکہ الفاظ، نام، خطا و خیالات بالکل سامی ہوجاتے ہین اور ایک مدت تک کتبات و آثار بالکل سامی رہتے ہین، پھر ایک زمانہ کے بعد سومری کتبات کا دوسرا دور شروع ہوتا ہی، جسکا خاتمہ ایک اور تورانی النسل زبان عیلام پر ہوتا ہی، جسکا وطن خلیج فارس کا فارسی ساحل تھا پھر ایک زمانہ کے بعد... ۲۵ ق م مین زبان بالکل سامی ہوجاتی ہی، بعد ازان ایک مرکب و متحد زبان کی صورت نظر آتی ہی (اسکے بعد کے انقلابات ہمارے موضوع سے الگ ہین)

نقشہ کی ان سادہ لکیرون مین اگر ہم رنگ بھرین تو ایک قومی و سیاسی تاریخ کا مسلسل مرقع تیار ہوجائیگا، کہ پہلے یہان سومری واکادی قوم آباد تھی، رفتہ رفتہ عرب کے سامی عنصر کی آمیزش شروع ہوئی جسنے آہستہ آہستہ سیاسی قوت حاصل کرلی، اور ایک مدت تک حکومت اسکے ہاتھ مین رہی، تا آنکہ سومریون نے پھر جدید قوت حاصل کرلی، جسکا عیلامیون کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا، عیلامیونکی حکومت کے بعد پھر عربی سامی قوت کا عروج شروع ہوا، اور اُس نے عیلامیون کو ہٹاکر اپنی پہلی جگہ پھر حاصل کرلی، بعد ازان ایک مدت کے بعد ایک مشترک وطنی حکومت کی بنیاد پڑی،

ان قدیم ترین حکومتہاے بابل کے سلسلہ مین ہم نے دو جگہ عرب سامی خاندانون کا ذکر کیا ہی ایک ... ۴ ق م، اور ایک .. ۲۴ ق م مین، یہ دونون علحدہ علحدہ بیان کے محتاج ہین،

چار ہزار ق م۔

اس خاندان کے متعلق صرف اتنا معلوم ہی کہ وہ سامی تھا، باہر سے آیا تھا، اور ابتداً نہایت وحشی تھا، یہ بیرونی وحشی سامی کون تھے؟ غالباً عرب! اس خاندان کے حالات کے متعلق جدید ترین تحقیق یہ ہے:-

کتبات سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس خاندان مین چار بادشاہ گذرے ہین، لطی بعل (بعل ایک دیوتا کا
شرغنی شرعلی، کرزام سن کر، اور بن شرعلی،

(۱) "لطی بعل" کے نام کا خود کتبہ نہین ملا، لیکن اس کے بیٹے "شرغنی" کا ایک کتبہ ملا ہی جسمین وہ
اپنے باپ کا ذکر ان الفاظ مین کرتا ہی،

"شرغنی شرعلی بن لطی بعل شاہِ فادراغاد..... بانی ایکورہیکل بعل در شہر نپور"

اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بادشاہ ہونے کے علاوہ بہت سی عمارتون کا بانی بھی ہی،

(۲) "شرغنی شرعلی کر" (۳۸۰۰ ق م) اس کا پورا نام ہی، لیکن کبھی صرف "شرغنی" بھی پایا گیا
ہی، لیکن زیادہ مشہور یہ شرغون اول یا سرجون اول کے نام سے ہی، شرغون اس خاندان کا
گل سرسبد ہی اور حکومتہاے بابل کے بزرگترین بادشاہون مین اس کا شمار ہی، اس کے جو کتبات
اس وقت تک ملے ہین وہ متفقاً اس کی عظمت وجلال کے بیان سے پُر ہین، اس نے ایک
طرف سومریون کی قوت کا خاتمہ کردیا اور دوسری طرف فارس مین عیلامیون کو مغلوب کرلیا،
بعد کی تاریخون مین شرغون کے کارنامون کے بیان مین اتنا مبالغہ کیا گیا ہی کہ وہ معمولی انسانیت
سے نکلکر ایک غیر معمولی انسان بن جاتا ہی، ایک لوح پر جو آٹھوین صدی ق م کی کتابت ہے، اور
جسکی نسبت مفروض ہی کہ وہ شرغون کے مجسمہ کی نقل ہی، اسکی پیدایش وظہور کے متعلق عجیب
داستان تحریر ہی،

(۳) "نرام سن کر" (۳۷۵۰ ق م) بھی عظمت مین اپنے باپ سے کم نہین، اسکا خطاب تھا "شاہ
چار دانگ عالم" "نرام سن" کی خاص مہم زمین "مغان" پر حملہ ہی "مغان" سے غالباً جزیرہ سینا
ملحق بہ شمالی مغربی مراد ہے، اس کے قریب شہر "معان" ابتک معلوم ہی،

فاتح ہونے کے علاوہ یہ بادشاہ بانی عمارات بھی ہی، نپور اور اغاد مین ہیکل، تعمیر کرائے اور شہر

اور زرخیز شہر جن پر سومری جیتے تھے اپنے قبضہ مین کر لیے (باب اکتاب ۲)

اس زمانہ مین حکومت ایک شہر سے عبارت تھا، جسکے آس پاس کچھ گاؤن کچھ خیمون کی آبادی اور کچھ ادھر اُدھر رہنے والے قبائل پر مشتمل ہوتا تھا، شہر مین ایک شاہی قصر اور ایک میکل پتھرون کا بنا ہوتا تھا، ہیکل کا کاہن اور قصر کا بادشاہ عموماً ایک شخص ہوتا تھا، اور کبھی دو ہوتے تھے، ہر شہر کے ہیکل کا ایک خاص دیوتا ہوتا تھا، جسکے قبضۂ قدرت مین تمام شہر کی جان ہوتی تھی، اسوقت شہر "کش" "وغشبان" سومریون کے خاص شہر تھے،

جس عہد کا قصہ ہم لکھ رہے ہین، تقریباً دو سامی شہریا حکومتون کا ذکر پاتے ہین، حکومت کش وغشبان وارخ جسکا تمہیدی ذکر اوپر ہوا، اور حکومت اغاد،

حکومت کش وغشبان وارخ

یہ حکومت بابل مین پہلی سامی حکومت ظاہر ہوتی ہے، اس حکومت کے صرف تین کاہن بادشاہونکے نام معلوم ہین، "اوکوش" کاہنِ غشبان، "لوغل زاغیسی"۔ بن اوکوش، لوغل اوکیلسی

(۱) "اوکوش" کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ وہ غشبان کا کاہن اور سیاسی قوت سے زیادہ مذہبی قوت زیادہ رکھتا تھا،

(۲) "لوغل زاغیسی" نے باپ سے زیادہ سیاسی قوت حاصل کی، وہ کش اور غشبان دونون کا بادشاہ تھا، تقریباً... ۴ ق م مین اس نے تیسرے شہر "اِرخ یا اِرَک" (عجب نہین کہ لفظ عراق کی یہی اصل ہو) کی بنیاد ڈالی، جسکو اُس نے کل ملک کا دارالحکومت مقرر کیا،

(۳) "لوغل کیسلسی" اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا، اسکے عہد مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سومری طاقت نے پھر عود کیا ہے، اور اس شہر کو بیرونی قومون سے واپس لے لیا،

حکومت اغاد۔

سامی ریگستانِ عرب کی آزاد ہوا سے باہر آئے تھے، وہ اپنی رگون مین
زندگی رکھتے تھے[1]

اس خاندان کا شجرۂ ملوک جیسا کہ کتبات سے ظاہر ہوا ہی، حسب ذیل ہی[2]"

۱- سمو- ابی	۲۴۵۴ — ۲۴۴۰ ق م	۱۵ برس
۲- سمو- لاایلو	۲۴۳۹ — ۲۳۹۱ ق م	۳۵ "
۳- ذابو	۲۴۰۴ — ۲۳۹۱ ق م	۱۴ "
۴- اُفل- سِن	۲۳۹۰ — ۲۳۷۳ ق م	۱۸ "
۵- سِن مبلطِ	۲۳۷۲ — ۲۳۴۳ ق م	۳۰ "
۶- حمور- ابی	۲۳۴۲ — ۲۲۸۸ ق م	۵۵ "
۷- سمو- ایلونا	۲۲۸۷ — ۲۲۳۵ ق م	۳۵ "
۸- ابی- شوع	۲۲۵۲ — ۲۲۲۸ ق م	۲۵ "
۹- عمی- ستانا	۲۲۲۷ — ۲۲۰۳ ق م	۲۵ "
۱۰- عمی صادقا	۲۲۰۲ — ۲۱۸۲ ق م	۲۱ "
۱۱- سمو- ستانا	۲۱۱۸ — ۲۱۵۱ ق م	۳۱ "

اس فہرست مین پہلا نام "سموابی" کا ہی، اسکی نسبت کوئی واقعہ نہین معلوم، اسکا نام صرف سلاطین کی فہرست مین ملا ہی، اسکے بعد کے جانشینون کی نسبت بھی ہمکو کوئی صحیح علم نہین ہے، "سمولا ایلو" کے متعلق اتنا جانتے ہین کہ اُسنے بابل مین چھ قلعہ تعمیر کرائے تھے، تیسرا بادشاہ "ذابو" صرف ایک ہیکل کے بانی کی حیثیت سے معلوم ہی جو شمس کے دیوتا کے نام سے بنا تھا

[1] Rogers Vol. I. P. 338 [2] Rogers Vol. I. P. 383

بنوائین، سفارین آفتاب دیوتا کا ہیکل طیار کرایا،

(۴) "بن علی شرعلی" خاتم خاندان اور مجہول الحال ہی

۲۰۰۰ ق م

گذشتہ صفحات مین ڈھائی ہزار برس کا مرقع پیش کیا گیا، جسمین بابل کے اسٹیج پر سومری، عیلامی، اور سامی قوتون کا کبھی بصلح و آشتی، کبھی بجنگ و جدال ظہور ہوتا رہا، ۲۰۰۰ ق م مین ایک اور سامی قوم کا ظہور ہوا، جسنے تمام قومون کا خاتمہ کردیا، اور ایک متحد سامی حکومت کی بنیاد ڈالی، اس حکومت کی حقیقتِ قومیت ان الفاظ مین امریکن مورخ راجرس ادا کرتا ہی۔

"سومری تہذیب اب پیری کو پہونچ چکی تھی، موت کے جراثیم اب اُسمین پیدا ہو چکے تھے، دوسری طرف سامی تمدن زندگی اور جوش سے لبریز تھا

لہ اس فصل کے لکھتے وقت حسب ذیل کتابین ہمارے پیش نظر تھین، نینوی اور اُسکی یادگارین Nineveh and its remain by A. H. Layard 1849 London تاریخ قدیم رالنسن پروفیسر تاریخ قدیم کیمبرج A manual of ancient History by G. Rawlison تحقیقات آثار نینوی و بابل Discoveries in the ruins of Nine and Baly l by A. H Layard 1853 لیکن رالنسن کی کتاب صرف تاریخ یونان و روم و ایران سے ماخوذ ہی اور لے یارڈ کی کتابون کے معلومات جو گو سیاحت بابل و نینوی کے نتائج ہین، تاہم اسکے معلومات پُرانے ہو چکے ہین، راجرس، R. W. Rogers کی تاریخ بابل و اشور جو بالکل جدید تصنیف ہی، اور جسکی بنا صرف تحقیقات تازہ پر ہے اور جو تمام یورپ کے دار الآثار اور کتبخانون کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہی، اس فصل کا ماخذ ہی، جلد اول کتاب اول باب ۱۱، ۲، اور کتاب ۲ باب اول سے یہ تمام معلومات ملخص ہین،

حمورابی کے ایک اور کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ شاید یہ دنیا کا سب سے پہلا مقنن ہو
بابل کے ایک منارہ پر اس کے قوانین کا خلاصہ درج ہی، جو توارت کے احکام سے بہت مشابہ
ہین[1] يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا، اہل ضلال کہتے ہین کہ تورات کے احکام ہمین سے ماخوذ
ہین، ارباب ہدی کہہ سکتے ہین کہ احکام ابراہیم کی شریعت کے ہین، جنکو حمورانی نے سنا اور قبول کیا
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ،

حمورابی کے بعد جو بادشاہ اس خاندان مین ہوئے وہ باپ کی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے[2]

[1] حمورابی کے یہ قوانین انگریزی مین ایک رسالہ کی صورت مین چھپ گئے ہین،

[2] اس باب کے تمام حوالون کے لیے راجرس تاریخ بابل واسیریا دیکھو،

"افل سن" اور سن مبلط بھی مجہول الحال ہین،

اس خاندان کا مشہور و ممتاز بادشاہ حمورابی ہی جسکی نسبت ہماری اطلاعات کسیقدر وسیع ہین، اسکا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہی کہ اسنے ملک کو عیلامیون سے پاک کردیا، اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ حمورابی سے پہلے تک عیلامیون کا زور ملک مین باقی تھا، اور عجب نہین کہ حمورابی کے اسلاف کا عدم اہمیت و شہرت اسی علت کا معلول ہو، اور یہی وجہ ہی کہ حمورابی سے پہلے کے بادشاہون کے ساتھ شاہی القاب نظر نہین آتے

ابتک جو کتبات اس خاندان کے ملے ہین وہ عموماً حمورابی ہی کے ہین، جن سے اس بادشاہ کی عجیب و غریب عظمت ظاہر ہوتی ہی[1]

تورات مین سب سے پہلا جو سیاسی واقعہ مذکور ہی وہ حضرت ابراہیم کے عہد مین شمالی عرب مین عراق اور شام کے بادشاہون کی باہمی جنگ ہی، اس موقع پر شنعار (بابل) کے بادشاہ کا نام امرافیل یا امورافیل مذکور ہوا ہی[2]، الف اور ح کا اور ب، پ اور ف کا مبادلہ السنہ سامیہ مین بہت متداول ہی، اسلیے عجب نہین کہ امرافیل، اصلاً امورابی ہو اور امورابی، حمورابی کا عبری تلفظ ہو، "ایل" کا اضافہ (بمعنی خدا) صرف عبری نامون کی مناسبت سے کیا گیا ہی، جیسے اسرائیل، شماعیل، حزقییل وغیرہ، امرافیل اور حمورابی کے اتحاد کی بڑی دلیل دونون کا تقریباً اتحاد عصر اور اتحاد ملک بھی ہی، بہرحال اگر یہ قیاس صحیح ہی تو حمورابی اور حضرت ابراہیم کا باہم ایک ہی زمانہ ہوگا[3]

---

[1] Rogers. vol. 1. P. 391

[2] تکوین باب ۱۴ — ۱،

[3] Rogers. vol. 1. P. 390.

جزئیات بیان اور نام گو صحیح نہون لیکن اصل واقعہ ثابت ہی، اور کیا عجب کہ یہ عربی نام اصلی ناموں کا ترجمہ ہو، اسی قسم کا بیان اور تاریخون مین بھی ہی، معجم یاقوت مین ہی،

وقیل ان فراعنة مصر کانوا من العمالیق	کہا گیا ہی کہ مصر کے فرعون عمالیق مین سے تھے، انہین مین
وکان منهم فرعون ابراهیم	حضرت ابراہیم ..... اور حضرت یوسف کے
وفرعون یوسف ... وفرعون موسی (۹) ...	فرعون ہین

مورخ طبری کی روایت ہی،

وانه ملك علی مصر اخاه سنان بن علوان وهو	اُسنے مصر پر اپنے بھائی علوان بن سنان کو بادشاہ
اول الفراعنة وانه کان ملك مصر حین	بنایا، یہ مصر کا پہلا فرعون تھا، حضرت ابراہیم جب
قدمها ابراهیم خلیل الرحمان (۲۰۲ ج ایوب)	مصر گئے تو یہی فرعون تھا،

اس معاصرت کی تائید دیگر ذرائع سے بھی ہوتی ہی، جسکا بیان آگے آئیگا،

مورخ ابن خلدون کی تحقیق ہی[1]

ان بعض ملوك القبط استنصر ملك	قبط (قدیم باشندگان مصر) کے بعض سلاطین نے
العمالقة لعهده ..... فجاء معه	اپنے زمانہ کے شاہ عمالیق سے مدد مانگی، وہ آیا اور
وملك مصر،	اُسنے مصر پر قبضہ کرلیا،

اہل مصر کا بیان،

مسیح سے دو ہزار برس پہلے مصر پر ایک اجنبی قوم نے قبضہ کیا، اس کا نام اہل مصر سوس (چرواہے) اور ہیک سوس (چرواہے بادشاہ) بناتے ہین، یہ چرواہے بادشاہ کون تھے، عرب! جو اکثر شتربانی سے جہان بانی تک پہونچے ہین! اور اُس وقت بھی ان کو یہی لقب دیا گیا،

[1] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰ مصر،

عرب سامیہ یا عاد مصریین

عراق کی طرح مصر مین بھی اس واقعہ کے تین اجزا ہین، روایت عرب، بیان اہل مصر، اور تصدیق تحقیقات جدیدہ، بلکہ اس مقدمہ مین ایک چیز اور زیادہ ہے یعنی اشارات تورات،

روایت عرب

علامہ ابن قتیبہ کی عبارت ہے

فمنهم العمالیق امم تفرقوا فی البلدان وصنف فراعنة مصر[1]،	انہین مین سے عمالیق ہین، یہ متعدد قومین ہین جو ممالک مین پھیل گئین، انھین مین مصر کے بادشاہ تھے،

مورخ یعقوبی لکھتا ہے[2]

فلما ملکوا النساء طمع فیهم العمالقة ملوك الشام فغزاهم ملك العمالقة، وهو یومئذ الولید بن دومع وطئ البلاد فرضوا ان یملکوا علیهم فاقام دهرا طویلا، ثم ملك بعده ملك آخر من العمالقة یقال له الریان بن الولید وهو فرعون یوسف،	مصریون نے جب عورتون کو بادشاہ بنایا، شام کے بادشاہ جو عمالیق تھے انھون نے طمع کیا، عمالق کے بادشاہ ولید بن دومع تھا ملک کو پامال کیا تھا، اہل مصر انکی بادشاہی پر راضی ہو گئے، ایک زمانہ تک یہ بادشاہ زندہ رہا، پھر عمالیق کا دوسرا بادشاہ ہوا، جس کو لوگ ریان بن ولید کہتے تھے، حضرت یوسف کا معاصر فرعون یہی ہے

[1] کتاب المعارف ص ۱۰، مصر،

[2] تاریخ یعقوبی جلد اول ص ۲۱۱، لیڈن،

اپنی طاقت سے ہم پر حکومت کی تھی تو ہمارے شہرون کو جلادیا، ہمارے دیوتاؤن کے ہیکلون کو برباد کردیا.....

آخر وہ حاکم بن بیٹھے، اور اپنا ایک بادشاہ بنایا جسکا نام "سلاطیس" تھا... سلاطیس نے مصر بالا اور مصر زیرین دونون سے خراج وصول کیا، اور مناسب مقامات پر دستے متعین کیے، خصوصاً مشرقی حصون کی حفاظت اہل اسیریا کے مقابلہ مین پیش بینی کے لیے بہت کرتے تھے جو اُس زمانہ مین قوی ترین قوت تھی.....

سلاطیس نے ۱۹ برس حکومت کی، پھر ایک دوسرا بادشاہ ہوا، جسکا "بیون" نام تھا، اور یہ ۴۴ برس زندہ رہا، بعدازین ۳۶ برس سات مہینے کے لیے "ابوفیس" بادشاہ ہوا، اور پھر "جنیاس" نے ۵۰ برس اور ایک مہینہ تک حکومت کی، اور ان سب کے آخر مین "اسیس" بادشاہ ہوا، ۴۹ برس دو مہینے اسکی بادشاہی کا زمانہ ہے.....

اُس تمام قوم کا نام "ہائیک سوس" رکھا گیا تھا" یعنی "چرواہے بادشاہ" کیونکہ "ہائیک" کے معنی مقدس زبان مین "بادشاہ" کے ہین، اور سوس عام زبان مین چرواہے کو کہتے ہین، اور ان دونون لفظون سے ملکر "ہائیک سوس" بنا ہے، لیکن "بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ عرب تھے"..... ۵۱۱ برس یہ مصر پر قابض رہے[1]،

ان عرب حملہ آورون کے نام و لقب کے متعلق ایک بات یہان قابل ذکر ہے، روایات صحیح عرب

[1] Josephus. Against Book. 1. sect. 14. vol. IV.

لیکن کیا کیا جائے کہ چرواہا ہونا نہ صرف عرب کا بلکہ تمام امم سامیہ کا قومی و ملکی پیشہ ہی اور اس کی تحریری شہادت آج سے دو ہزار برس پیشتر کی ہمارے پاس موجود ہی، تا آنکہ پیشوایان امم سامیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہین[1]،

بہرحال انھین عرب چرواہونکی نسبت اہل مصر کا اعتراف ہی کہ مسیح سے دو ہزار برس پیشتر مصر پر حکمران تھے، مصر کا قدیم مورخ اسکندریہ کا مانیتھو ہی، جس نے مسیح سے ۲۶۰ برس پیشتر یونانی مین مصر کی تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو مفقود ہی، لیکن اسکی جستہ جستہ عبارتین بعد کی یونانی اللسان مصنفین کے یہان منقول ہین جنمین سے ایک یہودی مورخ **یوسیفوس** بھی ہی

یوسیفوس نے ایک خاص رسالہ اُن یونانیون کی رد مین لکھا ہی جو یہودیون کی قدامت عہد و مجد کے منکر تھے، اور اسمین غیر یہودی مورخین کی شہادتین نقل کی ہین، جنمین سے ایک اسکندریہ کا یہ مانیتھو بھی ہی، مانیتھو نے ہیک سوس کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ہم اُس کا یہان اقتباس کرتے ہین

"ایک ہمارا بادشاہ طیماؤس نامی تھا، اُسکے عہد مین یہ ہوا، لیکن ہم نہین جانتے کہ کیونکر ہوا، خدا ہم پر خفا تھا؛ ایک عجیب طریقہ سے شریر الخلقت لوگ، "اطراف مشرق" سے چلے آئے، وہ اسقدر بہادر تھے کہ وہ ہمارے ملک مین گھس گئے نہایت آسانی سے بزور مسخر کر لیا، گو اُن سے ہماری ایک قسمت آزما جنگ ہوئی، جب اُنھون نے ہمارے سردارون کو گرفتار کر لیا جنھون نے اپنی

[1] فلسفۂ یہودیت یا یوسیفوس ذکر موسیٰ بدین نیز توراۃ دیکھو، حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی نے بکریان چرائین اور مین نے بھی سرولیم میور جو آنحضرتؐ کے بکریان چرانے سے آپکی ذلت و تحقیر کا پہلو نکالتے ہین اُن کو یوسیفوس پڑھنا چاہیے اور اپنی مذہبی کتاب توراۃ مین دیکھنا چاہیے کہ ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور موسیٰؑ کا کیا پیشہ تھا؟

"ہاجرہ" کو کنیزگی مین پیش کرتا ہی، کیا اس سے نسبی تعلق کی بو نہین آتی!

ڈیڑھ سو برس کے بعد اتفاقاً حضرت یوسف مصر تشریف لیجاتے ہین، اور باوجود اسکے کہ اُن کا عبرانی ہونا ظاہر ہوجاتا ہی، اور اہل مصر عبرانیون کو ذلیل جانتے ہین اور اُنکے ساتھ کھانا عار سمجھتے ہین[۵۱]، فرعونِ مصر یوسفؑ کی عزت کرتا ہی، اُنکو اپنا نائب السلطنت مقرر کرتا ہی[۵۲]، یوسفؑ کے پدر بزرگوار حضرت یعقوب اور اُنکے خاندان کے مصر آنے پر فرعون اور ارکانِ سلطنت خوشی کا اظہار کرتے ہین[۵۳]، اور اُنکے مرنے سے نہایت رنجیدہ ہوتے ہین[۵۴]۔ اور سب سے عجیب یہ ہی کہ حضرت یوسف اپنے خاندان کو تاکید کرتے ہین کہ فرعون اگر پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو یہ جواب دینا کہ "ہم چرواہے ہین! اور چوپانی ہمارا آبائی پیشہ ہی[۵۵]!" اور پھر خود تورات کا یہ عجیب تر بیان کہ "مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے تھے[۵۶]" اور یقیناً یہ سیاسی نفرت تھی، ان آثار سے ثابت ہوتا ہی کہ چرواہے بادشاہون کا وجود تاریخی ہی، اور حضرت یوسف اور بنی اسرائیل کا قیام انھین عرب سامیہ یا چرواہے بادشاہون کے عہد مین ہوا، جیسا کہ مورخین عرب کا بھی بیان ہی، اور یہ بھی اُس سے واضح ہوتا ہی کہ ان عبرانی اور مصر کے خاص شاہی خاندانون مین ضرور کوئی خاص قومی تعلق تھا، جسکا اظہار کنایۃً حضرت یوسف باوجود اس علم کے کہ مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے ہین، "چوپانی" کے ذریعہ سے کرنا چاہتے ہین، کیونکہ جیسا کہ اوپر گذر چکا اہل مصر اس بدوی حکمران خاندان کو تحقیراً "شاشو" یعنی چوپان کہتے تھے،

---

[۵۱] تورات تکوین۔ باب۔ ۴۳۔ ۳۲۔، [۵۲] تورات تکوین باب ۴۶۔ ۳۲۔ نیز باب ۴۷۔ ۳

[۵۳] یہ واقعہ کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھین، تورات مین نہین مگر یہودی روایات مین موجود ہی اور اُن کا مصری ہونا تورات مین بھی مسلم ہی، [۵۴] تورات تکوین باب ۴۱۔ ۴۰، ۴۱، ۴۲، [۵۵] تورات تکوین باب ۴۵۔ ۱۶۔ [۵۶] تورات تکوین باب ۵۰۔ ۳، ۱۱، [۵۶] تورات تکوین باب ۴۶۔ ۳۴۔

مین فاتح مصر کا نام "شدّاد" ظاہر کیا گیا ہی، مانیتو نے "سلاط" لکھا ہی[1]، حقیقت مین یہ دونون لفظ معنی ایک ہی ہین، "شداد" کے معنی "قوی" اور "جابر" کے ہین، اور "سلاط" بھی سامی زبانون مین یہی معنی رکھتا ہی جس سے عربی زبان مین "سلطان" "سلطنۃ" اور "سلطہ" نکلے ہین،

"ہیک" کو اگر ہم "شیخ" کا محرف نہ کہین جو امیر بدو کا خاص لقب ہی، تو اس کو خاص مصری لفظ تسلیم کرتے ہین جیسا کہ مانیتو نے بتایا ہی، لیکن "سوس" کا لفظ تو خالص عربی ہی "سوس" کے اصل معنی نگرانی و انتظام کے ہین، اسی مناسبت سے چرواہے کو بھی "سوس" ابتدا کہتے ہونگے، جس سے منتقل ہوکر گلہ بانی سے جہان بانی کے لیے عربی مین یہ لفظ مستعمل ہوا، اسی ماخذ سے سیاسۃ کا لفظ اب عام طور سے اس معنی مین بولتے ہین، (سیاسۃ کا اصل مادہ، لغت مین یہی "سوس" ہی معنی اول یعنی گلہ بانی و چوپانی کا اثر باقی صرف ایک لفظ مین ہمارے ہان باقی ہی، یعنی "سیکیس" خادم اسپ، عجب نہین کہ عبری مین یہین سے لفظ "صوص" DID گھوڑے کے لیے مستعمل ہوا ہو، تیسرے بادشاہ کا نام "ابوفیس" بھی عربی وضع کا ہی، آخری نام "اسیس" وہی نام ہی جسکو ہم "عزیز" کہتے ہین، اور اب تک امراے مصر کا لقب جانتے ہین، اور ایک عجیب بات یہ ہی کہ قرآن مجید مین حضرت یوسف کے قصہ مین "عزیز" ہی کا لفظ پاتے ہین،

قرائن تورات

توراۃ مین حضرت ابراہیم کا جب پہلی بار ظہور ہوتا ہی تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ عراق سے مصر تک کی زمینون مین سفر کرتے ہوئے ملتے ہین، وہ اپنی بیوی سارا کو جو رشتہ کی بہن بھی تھین، اپنی بہن ظاہر کرتے ہین،

فرعون مصر قرابت کی درخواست کرتا ہی، پھر جب واقعہ ظاہر ہوتا ہی تو خود اپنی بیٹی

[1] "ی" اور "س" جو سلاطیس کے آخری اجزا ہین مذکر نام کے آخر مین یونانی و لاطین مین زائد کر دیے جاتے ہین،

ہمارے خیال کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہی کہ تاریخ نے عرب سامیہ کی حکومت مصر کی جو مدت قرار دی ہی، یہ تقریباً وہی ہی جو ابراہیم سے (جو ابتداے حکومت کا زمانہ ہم فرض کرتے ہین) حضرت موسی سے کچھ پہلے تک (جو اختتام کا زمانہ ہی) تورات نے قرار دی ہی، یعنی تقریباً ۵۲۵ برس، کیونکہ بنی اسرائیل کی سکونت مصر کا زمانہ جو حضرت یوسف سے حضرت موسی تک ممتد ہی توراۃ نے ۴۳۰ بتایا ہی[1]، اس پر حضرت ابراہیم سے حضرت یوسف تک کا زمانہ اور اضافہ کرو، یہ چار پشتین ہین جنکے لیے ۱۰۰ برس فرض کیا جا سکتا ہی، مجموعہ ۵۳۰ ہوتا ہی، اور مانیتھو اس حکومت کا زمانہ ۵۱۱ بتاتا ہی، چند سال جو تورات مین فاضل ہین یہ وہ ہین کہ دوسری وطنی حکومت مصر مین قائم ہوئی جسکے چند سالہ مظالم سہکر بنی اسرائیل مصر سے نکلے۔

بنی اسرائیل اور عرب سامیہ کے باہمی تعلق مصر کا نہ صرف تورات کے ان فقرون سے ثبوت ملتا ہی، بلکہ مصر و عرب دونون کی تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہی، یعقوبی کی عبارت ہم نے پہلے بھی نقل کی ہی، اور پھر نقل کرتے ہین،

ثم ملك بعده ملك آخر من العمالقة يقال له الوليد بن الوليد وهو فرعون يوسف .... ثم ملك فرعون موسى وهو الوليد بن المصعب[2]	اسکے بعد عمالقہ مین سے ایک اور بادشاہ ہوا جسکا نام ریان بن ولید تھا، وہ حضرت یوسف کا فرعون ہی،... پھر حضرت موسی کا فرعون بادشاہ ہوا جسکا نام ولید بن مصعب ہی،

لیکن ایک بڑی غلطی ان روایات مین یہ ہی کہ فرعون موسی کو بھی عمالیق مین شمار کیا گیا ہی، حالانکہ حضرت موسی سے پہلے ہی ان کا اخراج ہو چکا تھا،

ادھر تو یہ خلط مبحث ہی، اُدھر مانیتھو کے ہان تاریخ مصر مین دوسرا خلط مبحث ہی وہ عربون کو اور بنی اسرائیل کو گویا ایک ہی سمجھتا ہی، اور ظاہر ہی کہ باہر کا آدمی ایک قبیلہ کے باہمی خاندانون کے

[1] خروج ۱۲ - ۴۰، [2] تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۲۱۱، لیڈن،

چند صدیون کے بعد **بنی اسرائیل** کا مصر مین مبتلائے مصائب ہونا، ہمارے نزدیک اسکی توجیہ یہ ہی کہ جب اہل مصر یعنی بنو حام نے سابق حکمران خاندان یعنی بنو سام کو مصر سے نکالدیا، اور اُنکی حکومت کا مصر مین خاتمہ ہوگیا تو بنو اسرائیل جو بنو سام کی ایک شاخ تھے اور بعد حکومت سابقہ مصر مین نہایت طاقتور ہوگئے تھے، اُنکو سیاسی وجوہ سے کمزور کردینا چاہا، تورات مین اس موقع پر حسب ذیل عبارت ہی،

لیکن اسرائیل کی اولاد برومند ہوئی، اور بہت بڑھی اور فراوان ہوئی" اور بہت زور پیدا کیا" اور وہ زمین اُن سے معمور ہوئی، تب مصر مین ایک "نیا بادشاہ" جو یوسف کو نہ جانتا تھا پیدا ہوا، اور اسنے اپنے لوگون سے کہا، دیکھو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور قوی تر ہین، اور ہم ان کے ساتھ دانشمندانہ تدبیر کرین، تا نہووے کہ جب وے اور زیادہ ہون، اور جنگ پڑے تو ہمارے دشمنون سے ملجائین، اور ہم سے لڑین، اور ہم کو نکالدین[1]،

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہی کہ مصر مین بنی اسرائیل کا معاملہ بالکل سیاسی تھا، قرآن مجید سے بھی اسکی تائید ہوئی ہی **فرعون** حضرت موسیٰ اور ہارون کی نسبت کہتا ہی،

إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ	یقیناً یہ دونون جادوگر ہین جو چاہتے ہین کہ "تم کو تمھارے ملک سے نکالدین"

تورات کے اس فقرہ کا کہ "تب مصر مین ایک نیا بادشاہ ہوا جو یوسف کو نہ جانتا تھا" ہم یہ مطلب سمجھتے ہین، کہ "تب ایک نئی بادشاہی قائم ہوئی جو بنی اسرائیل کو جو سابق سامی حکومت کی ایک شاخ تھی نفرت رکھتی تھی"

---

[1] سفر خروج باب اول ۔ ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱،

روسے عاد و عمالیق کا وطن تھا، یہان کی شاہزادی نے مصر سے غلہ طلب کیا تھا، یہ واقعہ اُس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ جسکو مسلمان علماے آثار نے ابتدائی صدی مین یمن مین پایا[۵۱]

اس کتبہ سے نہ صرف تورات کے اس فقرہ کی تائید ہوتی کہ کہ "تمام زمین مین قحط پڑا" بلکہ اُن عربون مین جو یمن مین تھے اور اُن سامی عربون مین جو اس وقت چرواہے بادشاہون کے نام سے مصر مین تھے، باہم تعلقات کا اظہار ہوتا ہی،

تحقیقات جدیدہ،

مانیتھو نے جو کچھ لکھا ہی ایجپٹالوجسٹ (عالم مصریات، یعنی آثار مصریہ) اس پر کچھ اضافہ نہین کرتے، وہ صرف اُس کی شرح کرتے ہین، آثار سے ثابت کرتے ہین کہ ہیک سوس، سامی عرب تھے، بعض اُس سے بھی آگے بڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ خود مصری اصلاً شاید سامی عرب ہین[۵۲]۔

"ہائیک سوس" کے عرب ہونے کی نسبت سب سے پہلی شہادت ایک مستند جرمن مورخ **ہیرن** A. H. L. Heeren کی پیش کرتے ہین، مورخ موصوف لکھتا ہی،

"اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ مختلف جہات سے مصر مین یہ قبائل حملہ آور تھے"

لیکن وہ جو مشرق سے آئے تھے یعنی **عرب** سب سے زیادہ زبردست تھے،

یہ مصر زیرین تک دوڑ پڑے،.....[۵۳]

آگے چلکر لکھتا ہی:

"اُنکی لمبی داڑھی، لمبے کپڑے ہر چیز اُن کے عرب ہونیکو ظاہر کرتی ہی"[۵۴]

---

۵۱ ابن ہشام، اس کتبہ کی اصل عبارت کو ہمدانی نے اکلیل مین نقل کیا ہی، جسکی عبارت کا عربی ترجمہ مقدمہ مین گذر چکا ہی

۵۲ تاریخ مصر قدیم، مصنفہ جی رالنسن، ج ۱ ص ۹۸، ۵۳ ج ۲ ص ۱۱۲، ۵۴ ج ۲ ص ۱۱۸

صل و وصل کو کیا جانتا ہی؟ ہندوستان مین تمام یورپین انگریز ہین، یورپ مین ترک ہر مسلمان کا نام ہی، اسپین مین عرب اور مسلمان ایک تھے مانیتھو کہتا ہی،

> مصر کے بادشاہ .... نے ان چرواہون کو مفتوح کرلیا، اور درحقیقت اُنکو مصر کے اطراف سے نکالدیا، لیکن وہ اوارس نام ایک زمین مین نظربند کردیے گئے جسکی وسعت دس ہزار ایکڑ تھی، ..... پھر اس شرط پر کہ وہ مصر چھوڑ دینگے رہا کردیے گئے .... اور اُنھون نے اپنا راستہ صحرا کی طرف شام کا لیا، اور چونکہ وہ اسیریا سے ڈرتے تھے اس لیے اُس ملک مین جسکو یہودیہ کہتے ہین ... ایک شہر بنالیا جسکو یروسلیم کہتے ہین[۱]،

مانیتھو نے یہان متعدد غلطیان کی ہین اولاً دو واقعون کو باہم ملادیا، عرب سامیہ کی جلاوطنی اور بنی اسرائیل کی قید دونون کو ایک ہی خاندان سے متعلق سمجھا، ثانیاً یہ کہ بنی اسرائیل عمالیق سے خوف زدہ تھے نہ اسیریا سے، سوم یہ کہ بنی اسرائیل نے دریا کا راستہ اختیار کیا نہ صحرا کا، توراۃ کے بیانات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ امم سامیہ مین سے عربون کے تعلقات مصر سے سب سے زیادہ تھے، اسماعیلی عربون کی مان "ہاجرہ" مصر کی تھین[۲]، خود حضرت اسماعیل کی مان کے سوا بیوی بھی مصریہ تھین[۳]، عربون کے قافلے برابر مصر کو آتے جاتے تھے[۴] خود حضرت یوسف کو دربار مصر تک جسنے پہونچایا وہ[۵] عرب ہی تھے، حضرت یوسف کے عہد مین جب مصر اور اُس کے آس پاس کے ملکون مین قحط پڑا، تو یمن سے جو عام روایت کے

---

۱ Against. Book I. Sect. 14.

۲ تکوین ۱۶، ۱۳، ۳ تکوین ۲۱ - ۱۷، ۴ تکوین ۳۷ - ۲۶، ۵ تکوین ۳۷ - ۲۹،

برٹش میوزیم، لندن مین جو مجموعات مصر Egyptian Collections ہین، سنہ ۱۹۰۹ء مین ایک اُنکا دلیل نامہ Guide لکھا گیا ہے جو معلومات تازہ کا خلاصہ ہے، "ہائیک سوس" کے متعلق اُس مین حسب ذیل تحقیق ہے[۱]

تیرھوین خاندان حکومت کے زوال کے بعد نسبتاً فوراً ہی مصر زیرین (ڈلٹا) اور شمالی اطراف مصر پر متحدہ سامی بدوی قبائل نے آہستہ آہستہ قبضہ کرلیا، جنکے سردارون کا نام بروایت یوسیفوس (المتوفی سنہ ۱۰۰ء) "ہائیک سوس" یا چرواہے بادشاہ تھا، لفظ "ہائیک سوس" دو مصری لفظون سے ماخوذ ہے "ہیکو" اور "شاشو" یعنی "شیخ" یا حاکم قبائل بادیہ وصحرائے مشرق وشام وغیرہ،

W. Cook Toy ایک انگریز مورخ صاحب جو ایک چھوٹی سی لیکن مستند تاریخ کے مصنف ہین، فاتح عربون کی شجاعانہ قوت سے برہم ہوکر لکھتے ہین[۲]،

زمین عرب، جہان کے بادیہ نشین قبائل جو تاریخ کے قدیم ترین عہد سے گلہ بان اور غارتگر ہین اور ابتک ہمارے زمانہ تک بھی وہ ایسے ہی ہین، اُن مصر مین داخل ہونے والی قومون کی ماں تھی، جنھون نے نہایت سختی سے قدیم مصریون کو ستایا، —— ان کا نام "ہائیک سوس" تھا، یا "چرواہے بادشاہ"

اس عصر جدید مین مسلمان مورخین مین "عمالقہ" یا عرب سامیہ اور "ہائیک سوس" کے ایک ہونے کا خیال سب سے پہلے ایک مصری مسلمان عالم، علامہ رفاعہ یک طہاوی کو پیدا ہوا جنکی ذات

---

[۱] ص ۲۲۴، [۲] ص ۲،

جارج رالنسن G.Rawlinson. جو اوکسفورڈ یونیورسٹی مین تاریخ قدیم کا پروفیسر تھا اور مصر کی تاریخ قدیم کا مصنف ہی لکھتا ہی:

مصر جو پانچ سلطنتون مین بٹ گیا تھا، اُس کے ضعف نے شمالی مشرق سے باہر کے حملہ آورونکو طمع دلایا، ۲۰۰۰ ق م مین یا اس کے کسی قدر بعد ایک طاقتور دشمن شمالی مشرق سے مصر زیرین مین داخل ہوگیا، یو ممفط کی حکومت کے برباد کرنے اور ملک کے حصۂ زیرین واقع طول البلد ۳۹ - ۳۰ پر قبضہ کرنے مین کامیاب ہوگیا،

یہ حملہ آور، ہائیک سوس یا چرواہے بادشاہ تھے، جو شام یا عرب کے صحرانورد اور بدوی لوگ[۱] تھے،

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہی۔

"مصریون کے دوسرے دشمن اس جانب مین شاشوش تھے" جو شاید ہیک سوس ہین، اور بظاہر عرب معلوم ہوتے ہین[۲]"

ایک جرمن فاضل بروگش ہنرخ Brugsch Heinrich. نے مصر کی تاریخ صرف کتبات و آثار کی بناپر لکھی ہی، تاریخ مذکور مین فاضل موصوف کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہی کہ "ہائیک سوس یقیناً سامی تھے، مصر کی زبان قدیم مین "ہائیک" بادشاہ، اور "سوس" چوپان اور اہل بادیہ کو کہتے ہین[۳]، اہل عرب کی اس روایت کو بھی اُس نے تائید اً نقل کیا ہی کہ "شداد بن عاد نے مصر پر حملہ کیا تھا[۴]"

---

[۱] ج ۱ ص ۶۶، [۲] ج ۱ صفحہ ۱۱۱ [۳] ج ۱ ص ۲۷۳، ۲۷۴، [۴] ج ۱ ص ۲۶۶،

ڈاڑھی، لمبے کپڑے، اور کھلے رنگ مین پاتا ہون، اور جو ایک ایسی راے ہی جسکی قوت کے ساتھ شہادت (خود ناقل روایت) یوسیفوس نے دی ہی، مسٹر روسی لینی ان کو سیتھینس فرض کرتے ہین، سیتھینس سے مقصود شائد ایشیاے وسطیٰ کے تورانی بدوی قبائل ہین، لیکن اُنکے ذکر کردہ بیان سے ..... علاوہ ازین کوئی چیز ایسی نہین ہی جو یہ دکھا سکے کہ ان قبائل نے اس قدر بعید زمانے مین کوئی مہم بغرض فتح اس قدر بعید فاصلہ کے لیے اختیار کی ہو،

مسٹر روسی لینی کی دلیل صرف لفظی تشریح پر مبنی ہی جسکی بنا پر اُنکو نظر آتا ہی کہ مصری نام Scios "سائس" "Scythes" "سیتھینس" ہی جسکے معنی برباد کنندہ کے ہین، مین اس مسئلہ کے اندر پڑنے کی جرأت نہین کرسکتا، لیکن مین اپنے اعتراف و بیان مین بھی ترمیم نہین کرسکتا۔[1]

پچاس ساٹھ برس کے عرصے مین اس دھیمی آواز مین اور بھی ضعف آگیا ہی، آج سے دس بارہ برس پہلے ایک کتاب لکھی گئی ہی جس مین یہ تسلیم ہی کہ تنہا تورانی نہ تھے بلکہ سامی عرب بھی اسمین شریک تھے،

اس مین معتدبہ حد تک شک ہی کہ ہائیک سوس کس قومیت سے تعلق رکھتے تھے، وہ بعض صرف کنعانی، عرب اور دوسرے سامی قبائل سمجھے گئے ہین لیکن حیتی (ایک تورانی قبیلہ) بھی اُنکے ساتھ شریک معلوم ہوتے ہین، اور ان کے لیڈر تورانی معلوم ہوتے ہین اس فیصلہ کی بنا پر کہ آخری سلاطین

[1] جلد ۲ صفحہ ۴۵،

مصر کے دور انقلاب علمی کا پہلا نتیجہ، اور معلومات مغربی و مشرقی کے پیوند کا پہلا ثمر تھا، انکی تاریخ مصر بنام "انوار توفیق الجلیل"، ۱۲۸۵ھ مین آج سے تقریباً پچاس برس پہلے شائع ہوئی ہے، اس موقع کی عبارت یہ ہے،

ودولتهم تسمى دولة الهقصوص، واشتهروا بالتواريخ باسم الملوك الرعاة وفى كتب التواريخ الاسلامية يقال لهما لعالقة،	ان کی سلطنت کا نام ہیک سوس کی سلطنت ہے، یہ بادشاہ چرواہے بادشاہون کے نام سے مشہور ہین، اسلامی تاریخون مین انکا نام عالقہ ہے،

جمہور کی اس آواز متفق مین کہ ہائیک سوس "سامی عرب" تھے، کبھی کبھی ایک دھیمی آواز بھی سنائی دیتی ہے کہ وہ تورانی یا منگولین تھے، آج سے ۸۰ برس پیشتر مسٹر روسی لینی Roselin نے یہ خیال ظاہر کیا تھا، اس مدعی کے پاس اس دعوی کی صرف یہ دلیل ہے کہ "سوائس" Scios جو "ہیک سوس" کا جزء ہے اور ایک تورانی قوم کے یونانی نام سیتھینس Scythes مین بعض حروف کی تمسخر انگیز لفظی مناسبت ہے، جرمن عالم ہیرن Heeren نے اس کی تردید مین کہا ہے،

"ہائیک سوس جو مصر کے ایک بڑے حصہ پر مصر کے ۱۶- اور ۱۷- خاندان حکومت مین قابض ہو گئے تھے، مسٹر روسی لینی کا اور میرا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بادیہ نشین تھے، کیونکہ آثار مین جو انکی تصویر دکھائی گئی ہے وہ گلون اور چوپایون کے جھنڈ کے ساتھ ہے، اس سے سب نے یہ طبعی طور سے سمجھا ہے، کہ وہ حدود مصر کے بدوی قبائل تھے،

مین یقین کرتا ہون کہ ان مین عرب قوم کو مین اپنے مخصوص خصوصیات مین

لہ انوار توفیق الجلیل فی اخبار مصر، ج ۱ ص ۵۸، مصر ۱۲۸۵ھ

قوم کی نقل کرتے ہین جس نے "شاسو" کو اپنے ملک سے نکالا کہ وہ خود "شاسو" کو کیا سمجھتے تھے؟ مصر کا
قدیم بادشاہ رعمسیس سوم اپنے ایک کتبہ مین اپنی ایک فتح کی نسبت لکھتا ہے[۱]

"مین نے ساعیر کو جو "شاسو" کے قبائل مین ہین برباد کر دیا"

ساعیر سے مقصود اہل ساعیر ہین، جو شمالی عرب مین ایک کوہستانی مقام ہے اور جہان ادومی عربون نے
ایک حکومت قائم کی تھی، توراۃ مین کوہ سعیر کا نہایت کثرت سے ذکر ہے،

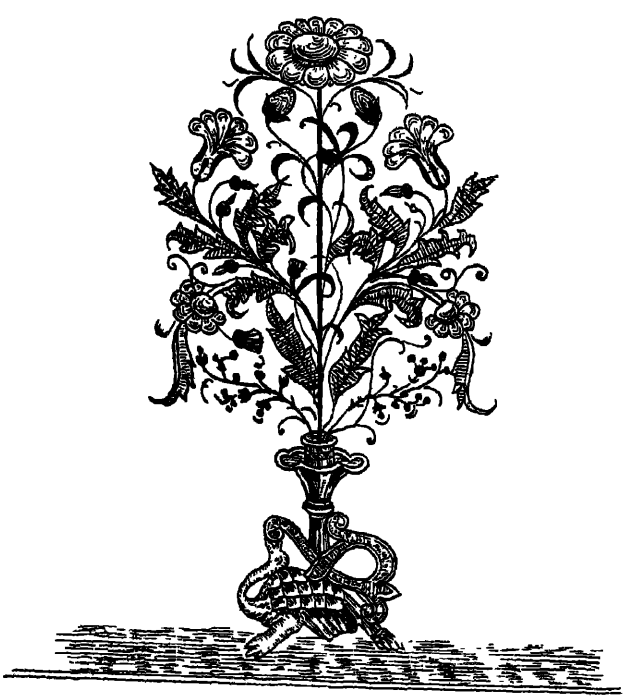

ہیک سوس کے جو دو مجسمے ابھی حال مین ملے ہین وہ بالکل تورانی شکل کے ہین[1]،
بعض اشخاص کی مشابہت شکل سے بغیر کسی تاریخی اور اثری دلیل کے قومیت کا فیصلہ عجیب ہوا اور
اسی لیے یہ آواز ہمیشہ بالکل غیر مسموع رہی ہی تازہ ترین خیال جو برٹش میوزیم ایجپشین گائڈ (ان
آثار مصریہ) اور سائیکلوپیڈیا طبع یازدہم، مضمون (ایجپٹ) کو پڑھکر متفقاً تسلیم شدہ نظر آتا ہی یہی ہے کہ
ہیک سوس "متحدہ سامی" تھے،

اور حقیقت یہ ہی کہ ہیک سوس کے عرب ہونے پر اس قدر پیہم دلائل موجود ہین جنکا استحقاق
تحکم ہی، تم ان پر ایک بار اور مجموعاً نظر ڈال لو،

۱- عربون کا بیان کہ اُنھون نے زمانۂ قدیم مین مصر پر حکومت کی،

۲- قدیم اہل مصر کا اعتراف کہ عرب یہان حاکمانہ داخل ہوئے،

۳- ہیک سوس کے بادشاہ اول کے نام کا عرب کے ذکر کردہ فاتح مصر سے مطابقت معنوی و لفظی،

۴- سلاطین ہیک سوس کے نام کا عربی اللفظ یا سامی الماخذ ہونا،

۵- آثار مین اُنکے مجسمے کا عربی شکل و لباس مین ہونا،

۶- عرب و مصر کے قدیم تعلقات،

۷- ہیک سوس کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہین اُن کا بعینہٖ عربون مین موجود ہونا،

۸- تورات کے قرائن و اشارات،

۹- علمائے آثار کی تائید،

۱۰- مورخین یورپ کا علی الاکثر بیانات قدیمہ سے اُنکی عربیت کی تصدیق،

۱۱- ان تمام مباحث و مطارحات کے بعد سب سے آخری قطعی اور فیصلہ کن شہادت خود اُس

---

[1] سموال لے انگ صفحہ ۱۷، ۱۹،

ایران

ایرانیون کی قدیم روایات مین مذکور ہی، کہ جمشید کے بعد **ضحاک** نامی ایک عرب نے (خاندان ضحاک سمجھنا چاہے) ہزار برس تک ایران پر حکومت کی[۱]۔

ہمارے مورخین کہتے ہین کہ ضحاک یمن کے ایک بادشاہ کا نام[۲] تھا، لیکن تاریخاً اور اثراً اس زمانۂ قدیم مین یمن کا براہ راست ایران پر حملہ اور حکومت معلوم نہین، اسکی صحیح توجیہ یہ ہی کہ یمن سے سواحل خلیج عرب سے ہوکر اسیریا مین جو عرب خاندان حکمران تھا وہ ایران پر حملہ اور ہوا، اور ایک مدت تک اُسپر حکومت کی ایران کا بابل و اسیریا کی محکومی مین میڈیا کے عروج (۶۰۰ ق م) تک رہنا اب ایک مسلم واقعہ سمجھا جاتا ہی،

اسیریا کا دور وجود ۱۸۰۰ ق م اور زمانۂ عروج ۱۲۰۰ ق م سے ۶۰۰ ق م تک ہی،

فنیقیہ

فنیقی سواحل بحر ابیض پر آباد تھے، تائر انکے دارالحکومت کا نام تھا، اور ایشیا سے لیکر یورپ تک تجارت قدیم کے مالک تھی، عبرانی نام ان کا آرامی ہی، عاد ارم کے ذکر مین معلوم ہوچکا ہی، کہ بنو ارم کا مسکن عرب تھا، یہ تو اہل عرب کا دعوی ہی، لیکن خود ان ارامیون کا بیان ہی کہ وہ اس مقام پر بحرین کے پاس سے آئے ہین جو عرب کا ایک ساحلی قطعہ ہی، اور جسکا پہلا نام تائر تھا، آثار کے رو سے بھی یہ تصدیق ہوتی ہی کہ ان کی زبان، مذہب اور رسوم تمامتر سامی ہین[۱]، اس بنا پر اہل فینشیا کے تمامتر کارنامے اہل عرب کی طرف راجع ہوتے ہین[۳]،

قرطاجنہ

جہان اب تونس آباد ہی، پھپن فنیشن یا ارامی عربون کی آبادی تھی جسکو عام طور سے اب کارتھیج

[۱] فردوسی ذکر ضحاک تازی، [۲] تاریخ طبری ج ۱ ص ۹۸، مصر [۳] ان بیانات کے لیے دیکھو، سموال لے رنگ ص ۳۷

عرب سامیہ

اسیریا، ایران، فنیقیہ، قرطاجنہ، کریٹ اور یونان مین،

عرب سامیہ اولیٰ کا ان ممالک مین گذر یا یہان کسی حکومت کی تاسیس ایک تعجب انگیز واقعہ ہی لیکن غیر معقول نہین، ۱۲۰۰ ق م مین بابل کی جگہ اسی ملک مین اسیریا کی حکومت قائم ہوئی، ایران اسوقت تک کوئی مستقل ملک نہ تھا، اسیریا اور بابل کا ایک جزو تھا، فنیقی (فینیشین) شام و فلسطین کے سواحل بحر ابیض پر آباد تھے، توراۃ مین ان کو آرامی کہا گیا ہی، یہ دنیا کی سب سے پہلی تاجر اور ایشیا سے یورپ کا سفر کرنے والی قوم سمجھی جاتی ہی، اور یہی قوم ہی جسنے قدیم یورپ مین تہذیب کی روشنی پیدا کی، اس نے ایک طرف افریقہ کی زمین شور مین کارتھیج تمدن کی تخم ریزی کی اور دوسری طرف یورپ کے برفستان (یونان) مین تہذیب و تمدن کی آگ روشن کی،

ان مباحث کی نسبت تفصیلاً بحث و اثبات تو طول کلام ہی، مستند چند کتابون کے حوالہ سے ضروری نتائج پر ہم اکتفا کرتے ہین،

اسیریا۔

اسیریا کے متعلق سب سے آخری بحث مین ثابت ہوچکا ہی کہ وہ سامی قوم[1] تھی اور یہ معلوم ہی کہ وہ خلیج فارس کے سواحل عرب سے ٹھیک اُسی راستہ سے بابل آئی تھی[2] جس راستہ سے اس سے پہلے دور مین عادیا امم سامیہ اولیٰ کا ادھر گذر ہوا تھا، اس بنا پر حقیقت مین اسیرین نسلاً عرب تھے، اور اسیریا کی اثری تاریخون مین اس کے دلائل ہر جگہ ملین گے۔

---

[1] سائیٹفک ریویو امریکہ جلد ۱۹۱۴ء [2] راجرس امریکانی کی تاریخ بابل ج ۲ تذکرۂ اسیریا۔

عاد اور قرآن

گذشتہ صفحات پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا ہوگا کہ عاد صرف کوئی محدود اور مختصر قبیلہ نہ تھا، وہ ایک عظیم الشان قوم تھی جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی، ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اُسکے زور و قوت کا تماشا گاہ تھا، بڑی بڑی اور عظیم الشان عمارتیں اُسکے دست صنعت کا نتیجہ تھیں، اس بنا پر عرب کے لیے اس قوم سے زیادہ عبرت و بصیرت کا کوئی دوسرا نمونہ نہ تھا، اسی لیے قرآن مجید نے عرب کی اس عظیم الشان قوم کی داستان بار بار دُھرائی ہے،

اب تک تاریخ قدیم اور تحقیقات جدیدہ کے رو سے اس قوم کے حالات کا جو مرقع پیش کیا گیا ہے، اب آؤ دیکھیں کہ قرآن کی تصویر کیا اس سے لگ ہے،

۱۔ معلوم ہو چکا کہ عاد ارم بن سام کی نسل سے تھے، قرآن بھی یہی کہتا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (فجر)	تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے خدا نے اُس عاد ارم کے ساتھ کیا کیا؟ جو بڑی بڑی عمارتوں کے بانی تھے، جنکی نظیر دنیا میں نہیں پیدا کی گئی،

بعض داستان گو مفسرین نے "ارم" سے ایک عجیب الخلقت بانع مراد لیا ہے، جسمیں سونے چاندی کی اینٹیں تھیں، اور لعل و گوہر کی پچہ کاری تھی، عاد کے بادشاہ شداد نے اسکو بہشت کے مقابلہ میں بنوایا تھا، لیکن یہ دانشمندیہ نہ سمجھے کہ اس حالت میں عاد اور ارم میں باہمی نحوی تعلق کیا ہوگا؟ مشہور قراۃ میں یہ بدل مبدل منہ ہیں، شاید وہ مضاف و مضاف الیہ کی ترکیب قرار دیتے ہوں،

کہتے ہین، ان ارامی عربون نے یہان ایک عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالی جس سے رومۃ الکبریٰ کی حکومت بھی لرز گئی ہنیبال وغیرہ اسی خاک کے فرزند تھے، رومیون سے متعدد معرکے ہوے اور آخر نہین کے ہاتھ سے اسی سنہ مین برباد ہو گئے،

یونان وکریٹ

یورپ کا سب سے پہلا متمدن ملک یونان ہی، اور یونان کا تمامتر تمدن وعلوم وخط فینیشیا سے ماخوذ ہی اور یہین سے اُسکی ترقی کا باب شروع ہوتا ہی، اس واقعہ سے اس مسئلہ پر روشنی پڑسکتی ہی کہ عربی اور یونانی مین کیون لوازم تمدن واشیائے تجارت کے بہت سے نام مشترک ہین،

لیکن اس سے بھی زیادہ دلچسپ یہ مسئلہ ہی کہ عربون کی براہ راست آبادی یورپ کے شہر یونان وکریٹ مین تھی، پلینی ایک یونانی جغرافیہ نویس اہل معین واقع یمن کے ذکر مین لکھتا ہی کہ "معین کے لوگ اپنے کو مینوس شاہ کے خاندان سے بتلاتے ہین،" ایک دوسرا یونانی مصنف اسٹرابو جزیرہ یوبیا (مملکت یونانی کا ایک جزیرہ) کے قدیم باشندون کی نسبت لکھتا کہ یہان پہلی آبادی ایک "عرب" نوآبادی تھی جو قیدموس کے ساتھ یونان مین تھی"

ہم ان فقرون کا ماحصل اتنا سمجھتے ہین کہ عرب تاجر قدیم زمانہ مین یونان تک پہونچ چکے تھے اور وہان اپنی کوئی تجارتی نوآبادی بھی قائم کرلی تھی،

---

[1] پلینی اور اسٹرابو کے لیے دیکھو فارسٹر ج ۲ ص ۷۱-۷۵۔

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ (شعراء)	اے عاد والو! تم ہر خوش قطع مقام مین بیفائدہ یادگار اور کاریگری کے مکان بناتے ہو، شاید تم ہمیشہ دنیا مین رہو گے!

انھین عمارات باقیہ کی طرف خطاب کرکے قرآن کہتا ہی۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (عنکبوت)	اور عاد و ثمود کو ہلاک کیا، اور اُنکے گھرون کے کچھ حصے تمھارے سامنے ہین،

دوسری جگہ کہتا ہی

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسَاكِنُهُمْ (احقاف)	عاد کا یہ حال ہوا کہ اُنکے مکانون کے سوا اب کچھ نظر نہین آتا،

عاد کا مقام عام روایات مین یمن بتایا گیا ہی، امم سامیہ کی مسکن کی بیان مین کسی خاص مقام کی تعیین نہین کی گئی ہی، صرف جزیرہ نماے عرب تک محدود کیا گیا ہی، لیکن قرآن نے ایک موقع پر کہا ہے،

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ، اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ،	برادرِ عاد کو یاد کرو جب احقاف مین اس نے اپنی قوم کو ڈرایا،

" احقاف" صحراے ریگستان کو کہتے ہین، یہ صحرا جنوبی اور شمالی عرب مین دونون طرف واقع ہی، اس بنا پر پیغمبر عاد کے مقام بعثت کو جنوبی صحرا (یمن) کے ساتھ تخصیص کا کوئی سبب نہین ہی،

قومونکی ملکی محرومی اور سیاسی بدبختی خود اس بات کا ثبوت ہی کہ اُنکے اخلاق و صفات عالیہ کا پایہ کس حد تک پست ہو گیا ہی، عاد کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر ممالک مین ابطال اسکی دلیل ہی کہ وہ اس حد تک گر چکے تھے کہ جہان پہونچکر خدا کا غضب قومون پر بھڑکتا ہی، اور اُن کو

لیکن اس حالت مین قراۃ شاذہ کے لزوم کے علاوہ، قافیہ جسکا نظم قرآن مقتضی ہی باطل ہوتا ہی،
ابن خلدون نے اس موضوع پر ایک محقق بحث مقدمہ مین لکھی ہی، اس موقع پر وہ قابل
مطالعہ ہی

۲- ہم نے دعویٰ کیا ہی کہ **عاد** امم سامیہ کے ہم معنی یا تقریباً ہم معنی ہین، نیز یہ کہ وہ ایک عظیم الشان
حکمران قوم تھی، قرآن پاک باعلان عام اسکی تصدیق کرتا ہی،

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (اعراف)	عاد کے لوگو یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اُس نے قوم نوح کی تباہی کے بعد تمکو خلافت (حکومت) عطا کی

قوم نوح کے بعد عرب اور اطراف عرب مین معلوم ہی کہ نوح کے بیٹے **سام** کی نسل (امم سامیہ)
نے ظہور کیا تھا،

۳- عاد کی عظمت وجلالت اور تفوق سیاسی کے مفصل بیانات گذر چکے ہین، انکو دعویٰ
تھا کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم السجدہ) ہم سے بڑا روے زمین پر آج کون ہی؟ ان کے پیغمبر نے
کہا وَيَسْتَخْلِفْ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (ہود) عجب نہین کہ خدا تم سے لیکر اپنی خلافت کسی دوسری
قوم کو عطا کردے،

۴- عاد بڑی بڑی عمارتون کے بانی تھے، قرآن مجید نے اس واقعہ کو متعدد مقامات پر دُھرایا
ہی، اور اسی لیے وہ اس قوم کو "ذَاتِ الْعِمَادِ" (ستونون والے) کا خطاب دیتا ہی،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ، اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (الفجر)	تونے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے اُس عاد ارم کے ساتھ کیا کیا، جو بڑی بڑی عمارتون والا تھا، جسکی نظیر دنیا مین نہین پیدا کی گئی،

دوسری جگہ حضرت ہود کی زبانی ارشاد ہی،

سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، قَالَ
يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ
الْعَالَمِينَ، أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ
أَمِينٌ، أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ
مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً
فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ
يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ،
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ
أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ
وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ،
فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ
(اعراف ۹)
فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً، أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ
اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً، وَكَانُوا
بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ، (السجدہ ۸)

میری قوم! مجھ مین حماقت نہین، ہان مین پروردگار عالم کی
طرف سے رسول ہون، اپنے پروردگار کے پیغام تمکو پہنچاتا ہون
اور مین درحقیقت تمہارا خالص خیرخواہ ہون، کیا تم کو تعجب ہوا
کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت، تم مین سے ایک
شخص پر اُتری، تاکہ تم کو متنبہ کرے، یاد کرو خدا کے اس احسان
کو کہ اُسنے تم کو قوم نوح کے بعد خلافت (حکومت) دی، اور
تم کو خلق مین وسعت عطا کی، خدا کی نعمتونکو یاد کرو کہ فلاح پاؤ،
کافرون نے جواب دیا، کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا
ہے، کہ ہم ایک خدا کو پوجین، اور جنکو ہمارے بزرگ پوجتے تھے
اُن کو چھوڑ دین، جس عذاب کا تم دعویٰ کرتے ہو، اگر تم سچے
ہو تو لے آؤ،
پیغمبر نے کہا، تمہارے پروردگار کا عذاب و غضب تم پر آگیا، کیا تم مجھ سے
اُن چند ناموں مین جھگڑتے ہو، جنکو تم نے اور تمہارے بزرگون
نے رکھ لیا ہے، خدا نے اُسکے لیے کوئی دلیل نہین اُتاری،
عذاب کا انتظار کرو، مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہون
لیکن عاد نے بلا استحقاق، زمین مین غرور کیا، اور کہا کون
مجھ سے طاقت مین بڑا ہے، کیا وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ جس خدا نے
اُن کو بنایا وہ طاقت مین اُن سے زیادہ بڑا ہے، وہ ہماری
نشانیون کے منکر تھے،

ہیست و نابود کر دیتا ہی، بابل، اسیریا، فنیشیا، قرطاجنہ، یونان، روما ن، فارس قدیم سب اسی کلیہ کے جزئیات ہین سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا[1]

ایسے موقع پر خدا کا یہ قانون بھی ہی کہ قوم مین وہ کسی روحانی مصلح اعظم یعنی خود پیغمبر یا نائب پیغمبر (علما و مصلحین) کو پیدا کرتا ہی، جو قوم کو عبرت دلاتا ہی، اُسکے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرنا چاہتا ہی، اُسکو صلاح و ہدیٰ کی دعوت دیتا ہی، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[2]

لیکن تمام قومون کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ کبھی بدبختی کی انتہا یہ ہوتی ہی، کہ ایک جماعت قلیل کے سوا، عموماً اُسکی آواز ہر طبقہ مین غیر مسموع ہوتی ہی، اور جو سنتے ہین وہ سمجھتے نہین، اور جو سمجھتے ہین وہ عامل نہین اور نتائج صرف عمل پر موقوف ہین، اس وقت خدا کا غضب، تلوار مین چمک کر، آسمان سے گرج کر یا زمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہی، اور دوسری قوم کے لیے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہی،

بعثت ہود،

اب وہ وقت آگیا کہ اس عظیم الشان اور عظیم الجبروت قوم کو جسنے اپنے زور و قوت سے دنیا کو ہلا دیا تھا آخری دعوت دی جاے، آخر انھین مین ہودؑ مبعوث ہوا جس نے اُن کو خدا کی آخری آواز سنائی، پیغمبر نے کہا،

وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ. قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ إِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ	اے میری قوم خدا کو پوج، اُسکے سوا تیرے لیے کوئی دوسرا خدا نہین، کیا ڈرتی نہین، اُسکی قوم کا وہ بلند طبقہ جو کافر تھا بولا! اے ہود ہم تمکو حماقت مین مبتلا پاتے ہین، اور تم کو جھوٹ بولنے والون مین پاتے ہین، ہود نے کہا اے

[1] ترجمہ: خدا کا قانون گذشتہ قومون مین بھی یہی تھا، اور خدا کے قانون مین تبدیل نہ پاؤگے،

[2] ترجمہ: اور ہم کسی قوم کو اُسوقت تک مبتلاے عذاب نہین کرتے ہین، جبتک اُن مین پیغمبر نہ بھیج لین،

قَالُوا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ
بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ، اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ
بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ.
قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ، مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ
جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ، اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ
عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَآبَّةٍ
اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ
اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ، وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ، (هود ۱۰)

كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ
هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ،
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَتَبْنُوْنَ
بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ، وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ
لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ، وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

اُسکے بھائیون نے کہا، ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل
نہ لائے صرف تمھارے کہنے سے تو ہم اپنے خداؤن کو چھوڑ نیوالے
نہین ہین، اور نہ ہم تمپر ایمان لانے والے ہین، ہم تو یہی کہتے
ہین کہ ہمارے بعض دیوتاؤن نے تمکو کچھ کردیا ہی،
ہود نے کہا، مین خدا کو گواہ ٹھہراتا ہون، اور تم بھی گواہ رہنا
مین جسکو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، خدا کے سوا اُس سے
پاک ہون، تم سب ملکر میرے لیے سازش کرو، پھر مجھے
مہلت نہ دو، مین نے خدا پر بھروسہ کیا ہی جو میرا اور تمہارا دونوں کا
پروردگار ہی، کوئی چلنے والا نہین جسکی پیشانی اُس کے ہاتھ
مین نہین، مرا پروردگار صحیح راستہ پر ہی، اگر تم انکار کرو تو
مین جو پیغام لیکر بھیجا گیا تھا وہ تمکو پہنچا چکا، خدا تمہارے
سوا کسی اور کو حکومت بخشے گا، تم اُسکا کچھ نہین بگاڑ سکتے،
مرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہی،
عاد نے پیغمبرون کو جھوٹا کہا، جب اُن سے اُن کے بھائی
ہود نے کہا، تم پرہیزگار بنو، مین تمہارا پیغمبر امین ہون، پس
خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، مین اس کے لیے تم سے
کوئی معاوضہ نہین مانگتا، میرا معاوضہ پروردگار عالم کو دینا ہی،
کیا تم ہر خوش قطعہ مقام مین بیفائدہ یادگار نشانی اور کاریگری
کی عمارتین بناتے ہو، شاید تم ہمیشہ رہوگے، جب کسی کو

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ
بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيمٍ
قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ
قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُم
مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ
قَوْمًا تَجْهَلُونَ (احقاف)
وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ
إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ
عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي
فَطَرَنِي ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ
السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ
قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا
مُجْرِمِينَ

عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اُسنے اپنی قوم کو سحرا
ریگستان مین متنبہ کیا، خدا کی عبرتناک دھمکیان اُسکے سامنے
اور اُسکے پیچھے تھین، اُسنے کہا، اس ایک خدا کے سوا
اور کسی کو نہ پوجو، مین ڈرتا ہون کہ تم پر کوئی بڑا عذاب
نہ آئے،
اُنھون نے کہا، اے ہود تو اس لیے ہمارے پاس آیا
کہ ہمکو اپنے دیوتاؤن سے مرتد کردے، جس عذاب کا تم
دعویٰ کرتے ہو، اگر سچے ہو تو لے آؤ، اُس نے کہا کہ اسکا
علم خدا کے پاس ہی کہ عذاب کب آئے گا، جو پیغام
لیکر مین بھیجا گیا ہون وہ صرف تمکو پہونچاتا ہون لیکن مین
تم کو ناداں قوم خیال کرتا ہون،
عاد کی طرف ہم نے اُنکے بھائی ہود کو بھیجا، اُس نے کہا میرے
بھائیو! خدا کو پوجو، اُسکے سوا تمہارا کوئی خدا نہین، دوسرے
خداؤن کا نام تمہارا صرف افترا ہی، بھائیو، اس وعظ و نصیحت
کا کوئی معاوضہ مین تم سے نہین چاہتا، میرا معاوضہ اُسپر
لازم ہی جسنے مجکو پیدا کیا، کیا تم نہین سمجھتے ہو؟ بھائیو!
خدا سے اپنے گناہون کی معافی مانگو، اُسکی طرف رجوع کرو،
تو وہ آسمان کو تم پر برستا ہوا بھیجیگا، اور تمہارے زور و
قوت مین ترقی دے گا، گنہگار بنکر منہ نہ پھیرو،

مِنْهُمْ قُوَّةً	قوی ہی،

اُن کو نہ صرف اپنی فوجی وسیاسی قوت پر ناز تھا، بلکہ اپنے افراد کی تعداد اور اپنی مواشی کی کثرت اور اپنے باغون کی بہتات پر بھی ناز تھا جو اس عہد کی سب سے بڑی دولت تھی،

حضرت ہود نے کہا کہ یہ شکر کی بات ہی نہ استکبار کی،

وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ، بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ، وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ، وَزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً،	اُس خدا کا خیال کرو جس نے تم کو وہ چیزین عنایت کی ہین جنکو تم جانتے ہو، مواشی، اولاد، باغ اور چشمے، اور تم کو خلق وجسم مین وسعت عطا کی،

۲۔ ظلم وجور، قوم کی حاکمانہ زندگی کے لیے سب سے زیادہ زہر قاتل ظلم اور جور وستم ہی اقوام عالم کی تاریخ اس دعوی پر بہترین شاہد ہی، عاد اپنے ممالک مقبوضہ مین اکڑتے پھرتے تھے، بغیر کسی استحقاق کے قومون کو چھیڑتے تھے، جیساکہ ہر عہد کے عاد ازمین کے ہر قطعہ پر اکڑتے پھرے ہین اور معصوم قومون کو چھیڑ چھیڑ کر فنا کرتے رہے ہین،

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً	لیکن عاد نے زمین مین بلا استحقاق غرور کیا، اور کہا کہ کون ہم سے زور وقوت مین بڑا ہی،

عاد کی اس جباری وکشکری کا ثبوت مفتوح اقوام کی زبان سے بھی ملتا ہی،

"خدا ہم سے ناراض تھا، ایک عجیب طریقے سے اطراف مشرق سے شریر الخلقت لوگ چلے آئے، وہ اسقدر قوی تھے کہ ہمارے ملک مین گھس گئے اور بزور نہایت آسانی سے اُس کو مسخر کرلیا..... جب اُنھون نے ہمارے سردارون کو گرفتار کرلیا... ہمارے شہرون کو جلادیا، ہمارے دیوتاؤن کے مندر گرادیے، اور تمام باشندون کے ساتھ وحشیانہ طریقے سے سلوک کیا، اور نہ صرف یہ بلکہ بعض کو ہتھیارون

جَبَّارِيْنَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَاتَّقُوا الَّذِيْ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ، وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ،

پکڑتے ہو تو جابر بنکر، خدا سے ڈرو اور میری بات مانو، اس خدا سے ڈرو جسنے تمہاری اُن نعمتون سے مدد کی جنکو تم خود اچھی طرح جانتے ہو، چوپائے، اولادین، باغ اور چشمے، مجکو ڈر ہی کہ تم پر کوئی بڑا عذاب نہ آئے،

قَالُوْا سَوَاءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ، اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ، فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (الشعراء)

اُنھون نے جواب مین کہا، خواہ تم وعظ و نصیحت کرو یا نہ کرو ہم ماننے والے نہین، یہ اگلے زمانے والون کی عادت ہی اور نہ ہم پر عذاب آئیگا، ان لوگون نے پیغمبر کو جھٹلایا تو ہم نے اُنکو برباد کردیا، اس واقعہ مین عبرت کی نشانی ہی، یہ لوگ اکثر ایماندار نہ تھے،

ان آیات پاک مین عاد کی تباہی کے تین اسباب بتائے گئے ہین جو ہمیشہ ہر قوم کی تباہی کے باعث ہوئے ہین،

۱۔ **غرور قوت**، عاد کو اپنی قوت پر ناز تھا، اور اسی طرح ہر قوم جو مجد و تفوق پر قابض ہوتی ہے اپنے زندگی کے آخری دنون مین بھی اپنی قوت پر مغرور رہتی ہی،

متکبرین عاد نے کہا۔ اے ہود ہمین کس سے ڈراتے ہو،

مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً — قوت و زور مین ہم سے کون بڑا ہی؟

حضرت ہود نے کہا تمھاری قوت مسلّم، لیکن اگر صلاح و تقویٰ کی دعوت قبول کروگے،

يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ — تو خدا تمھاری قوت کو اور قوت بخشیگا،

لیکن وہ نہ سمجھے!

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ اَشَدُّ — کیا وہ نہ سمجھے کہ جس خدا نے اُنکو پیدا کیا وہ ان سے بھی زیادہ

ہوا، پانی اور آگ مین،

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزٰى (حم السجدہ)	ہم نے اُن پر منحوس دنون مین باد صرصر بھیجا، تاکہ ہم اُن کو عذاب ذلت کا اسی زندگی مین مزہ چکھائین، اور عذاب اخروی سب سے زیادہ ذلت والا ہی،
فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ، رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ، تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا، فَأَصْبَحُوا لَا يُرٰى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ (احقاف)	جب اُن کو باد صرصر کا عذاب ایک بادل کی صورت مین جسکا رخ اُنکی وادیون کی طرف تھا نظر آیا بولے یہ ہم کو سیراب کرنیوالا بادل ہی، نہین بلکہ یہ وہ ہی جسکی اے گنہگارو تمکو جلدی تھی، یہ ہوا ہی جسمین دردناک عذاب ہی، جو اپنے خدا کے حکم سے ہر شے کو برباد کردیتی ہی، پھر وہ ایسے پست و نابود کردیے گئے کہ اُنکے گھرون کے سوا اور کچھ باقی نرہا،
أَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ، سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ، (الحاقہ)	لیکن عاد تو وہ تند باد صرصر سے برباد کردیے گئے، خدا نے جڑ کاٹنے والے سات روز اور آٹھ دن تک اُن پر اس ہوا کو لگا دیا، تم دیکھتے ہو اس ہوا مین اُس قوم کو اُفتادہ جیسے وہ کھوکھلے درخت کی جڑ تھے، کیا اب ان مین کا کوئی تم کو زندہ نظر آتا ہی
وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ،	اور عاد مین عبرتین ہین، جب ہم نے بے فائدہ نحس ہوا کو بھیجا جو ایسی تھی کہ جس شے پر اُسکا گذر ہو جاتا اُس کو بوسیدہ ہڈی کی طرح کر چھوڑتی،

اور نکون مین پانی کا دریا ہی جسمین کبھی کبھی طوفان آتا ہی، عرب اور افریقہ مین ریگستان کا دریا ہے،

سے مار ڈالا، اور اُنکی بیوی بچون کو غلام بنایا[1]،

۳- سب سے آخری چیز جو انتہاے بربادی عالم ہے خداے واحد کا انکار، اور معبودان باطل کی پرستش ہے! ہود نے کہا،

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، (اعراف)	بھائیو! خدا کو پوجو، اُسکے سوا کوئی خدا نہین، کیا پرہیزگار نہین بنتے؟
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (ھود)	بھائیو! خدا کو پوجو، اُسکے سوا کوئی خدا نہین، دوسرے خدا تو تمھارا نام تمھارا افترا ہے،

جواب وہی ملا جو اکثر ملتا ہے،

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ، (ھود)	اے ہود تم میرے پاس کوئی حجت نہین لائے صرف تمھارے کہنے سے ہم اپنے دیوتاؤن کو چھوڑنے والے نہین، اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہین،

ہود نے اب خدا کا آخری پیغام پہونچایا،

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا، اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (احقاف و شعراء)	اگر اعراض کیا تو مین تم کو جو پیغام دیکر بھیجا گیا تھا پہونچا چکا، خدا تمھارے سوا کسی اور کو حکومت دیگا۔ مین ڈرتا ہون کہ تم پر بڑا عذاب آئے،

آخر وہ دن آگیا جب سنت الٰہی نے اپنی زمین کے لیے ایک دوسری قوم کا انتخاب کیا، اور اس سرپر قوم کو احقاف کے باہر تلوار سے اور احقاف کے اندر ہوا اور ریگ کے طوفان سے برباد کر دیا، کہ یہ سب اُسکے ہتھیار ہین، اُسکا ہاتھ انسانون کے ہاتھ مین بھی یہی کام کرتا ہے جسطرح

[1] یوسیفوس کی تاریخ، بحوالہ سابق

تنبیہات

حضرت ہود کو عام طور سے "عابر" سمجھا جاتا ہی جو از روے توراۃ تمام عبرانیون کا باپ تھا، بظاہر ہم اس اتحاد کی کوئی وجہ نہین سمجھ سکتے، گو نصرانی مصنفین جو آباے توراۃ کا تاریخی ثبوت ڈھونڈھتے ہین، اور ایک ایک ذرہ کو جو اُن کے موافق ہو پہاڑ ماننے کو طیار رہتے ہین لیکن اپنی مخالفت مین پہاڑ کو ذرہ ماننے پر بھی آمادہ نہین بدل وجان اس اتحاد کے مؤید ہین،

عدن کے پاس عاد ثانیہ کا ایک کتبہ ملا ہی اُسمین ہود کا نام بھی مذکور ہی،

عام طور سے مشہور ہی کہ حضرموت کے دامن کوہ مین حضرت ہود کی قبر شریف ہی، اور اب تک لوگ اُسکی زیارت کو آتے جاتے رہتے ہین،

قوم عاد کی نسبت عام طور سے نہایت لغو باتین مشہور ہین، مثلاً یہ کہ اُن کا قد کئی کئی گز کا ہوتا تھا، یہ شبہہ اس لیے ہوا کہ قرآن نے اُن کو ذَاتِ الْعِمَادِ (ستونون والے) کہا ہی اس سے وہ سمجھے کہ اُنکا قد ستونون کی طرح تھا، حالانکہ "ستونون والے" سے مقصود "عمارتون والے" ہے دوسری جگہ قرآن مین انکی نسبت ہی

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً | خدا نے تم کو بدن مین زیادتی بخشی،

بَصْطَةً سے مقصود زور و قوت ہی یعنی خدا نے تمہارے بدن مین زور و قوت بخشا ہی یہی محاورہ دوسری جگہ حضرت طالوت کی نسبت مستعمل ہوا ہی، وَزَادَهُ بَصْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ[1] اس سے یہ معنی کون سمجھ سکتا ہی کہ طالوت بڑے قد آور تھے، بلکہ یہ مقصود ہی کہ صاحب قوت تھے، یہ بھی عام طور پر مشہور ہی کہ عذاب کے بعد قوم عاد مین پھر کوئی زندہ نہ بچا، یہ غلط خیال قرآن کی ان آیتون سے سمجھا گیا ہی،

فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ (احقاف) | وہ اس طرح ہو گئے کہ اُن کے گھرونکے سوا کچھ نظر نہین آتا،

[1] لفظی ترجمہ۔ خدا نے اُسکو بدن مین اور علم مین زیادتی بخشی ہی،

کوسون تک ریگستان ہی، **احقاف** وہ عظیم الشان ریگستان ہی جو سیکڑون میل تک وسیع ہی، اور اب اسکو الربع الخالی کہتے ہین، اس مین جب تیز ہوا چلتی ہی زندگی دشوار ہوجاتی ہی، ریگ کے پہاڑ کے پہاڑ ہوا پر اُڑتے پھرتے ہین، اور جہان وہ تھمتے ہین، اُسکو دبا کر دفن کر دیتے ہین، قافلہ کا قافلہ گاؤن کا گاؤن اسکے نیچے دیکر موت سے پہلے مدفون ہوجاتا ہی، پھر اتفاق سے جب یہان سے ریگ ہٹتی ہی تو ہڈیون کا قلعہ نظر آتا ہی، ایک انگریز سیاح جس نے اس طوفان سموم کا عرب مین نمونہ دیکھا ہی، اُسکی کیفیت یون بیان کرتا ہی،

دوپہر تھی جنوب کی طرف سے دفعتاً لُو کے جھونکے آنے لگے، ہوا کی تیزی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی..... میرے عرب رفیق نے اپنے چہرے کو کپڑے سے لپیٹ لیا، اور اونٹون کو مار مار کر تیز کرنے لگے، لیکن اونٹ بار بار بیٹھ جانے کی کوشش کرتے تھے، مین نے رفیقون سے واقعہ دریافت کیا، لیکن نہایت گھبراہٹ کے ساتھ، صرف یہ کہا کہ 'سامنے کے خیمے مین اگر پہونچ گئے تو جان بچ جائیگی، اس اثنا مین ہوا اور زیادہ تند و تیز ہوگئی، گرمی کی یہ شدت ہوگئی کہ معلوم ہوتا ہی کہ آسمان سے دوزخ اُتر آئی ہی، بالآخر کوشش کرکے ہم خیمے تک پہونچگئے، وہان ایک عورت منہ لپیٹے اوندھی پڑی تھی، ہمارے اونٹ ہوا کے رخ سے منہ پھیر کر ناک کو ریت مین گاڑ کر مردے کی طرح پڑ گئے،

ہم بھی خیمہ مین جاکر منہ لپیٹ کر اوندھے پڑ گئے، تاریکی اتنی شدید تھی کہ رات معلوم ہوتی تھی دس منٹ تک تقریباً یہی حالت رہی، پھر ہوا اور گرمی مین تخفیف ہوئی، جب ہم اُٹھے تو ہمارے چہرون پر مردنی چھائی ہوئی تھی[1]

[1] سیاحت نامہ عرب پالگریو، Palgrave.

اندرون عرب

یہ اُن قبائل کی سرگذشت تھی جو ملک سے باہر جاکر آباد ہوئے، خود اندرون ملک مین بھی بہت سی قومین رہ گئی تھین، جن مین ثمود سب سے زیادہ مشہور ہین، اور جنکی ترقی کا زمانہ عاد اولیٰ کے بعد ہے، امم سامیہ کا جو حصہ باہر سے شکست کھاکر پھر عرب واپس آیا[1]، اُس نے سوڈیڑھ سو برس یہان بھی اپنے عروج کو قائم رکھا، اسکی صحیح مثال مسلمانونکی ہے، فتنۂ تاتار کے بعد بھی کئی سو برس تک وہ جیتے رہے لیکن اُنکی روح اُسی دن مرچکی تھی،

بہرحال خواہ باہر سے منہزمانہ واپس آکر یا خود عرب مین رہکر جن قبائل نے اندرون ملک مین حکومتین قائم کین وہ یہ ہین،

حضرموت سے سواحل خلیج فارس کے طول مین عراق تک عاد ثانیہ، عرب مین حجاز سے حدود سینا تک ثمود یمامہ مین طسم وجدیس، یمن مین اہل معین،

۱۔ عاد ثانیہ، یا عاد عرب

اس سے پہلے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ حضرت ہود نے مع اپنے متبعین وصالحین عاد کے عذاب سے نجات پائی، روایات عرب مین ہے کہ وہ عذاب سے پہلے عاد کی آبادی سے نکلکر حجاز چلے گئے تھے، بہرحال یمن مین لقمان نام ایک نیک بادشاہ ہوا، اس کی عمر کئی سو برس کی بیان کی گئی ہے، اور یہ کچھ عجب نہین،

[1] ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰، یقال انهم انتقلوا الی جزیرة العرب لما ذاحمهم فیها بنو حام

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ (الحاقہ)	اس ہوا مین یہ قوم اس طرح افتادہ تھی جیسے کھوکھلے درخت کی جڑ ہو کیا ان مین سے اب کوئی زندہ نظر آتا ہی،

لیکن یہ تو زمانۂ نزول قرآن کا حال بیان کیا گیا ہی، اس سے دو ہزار برس پہلے کا حال کیا تھا، خود قرآن کہتا ہی،

فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا، وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا، (اعراف ۹)	ہم نے ہود کو اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی، اور جنھون نے ہماری نشانیون کی تکذیب کی اُنکی جڑ کاٹ دی
وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ	اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ اُس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی، اور ہان ہم نے اُن کو بڑے عذاب سے نجات دی،

اور تیسری جگہ قرآن نے تفصیل کر دی ہی، اور ان ہلاک ہونے والون کو "عاد اولی" کہا ہی،

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ، (نجم)	اور اُس خدا نے عاد اولی کو ہلاک کر دیا،

اس آیت سے خود بخود یہ سمجھنا چاہیے کہ نجات پانے والون کا عاد ثانیہ نام ہی، ابن ہشام کلبی نے "عاد اولی و عاد ثانیہ" کے حال مین ایک کتاب لکھی تھی[1] لیکن اب کہان ملتی ہی،

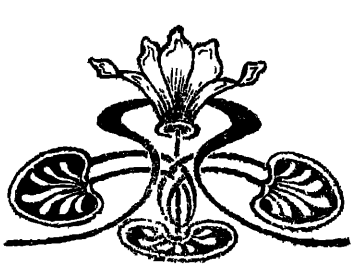

[1] ابن ندیم ص ۹۸۔

وائل بن حمیر نبیا غیر مرسل، | بن سکک بن وائل بن حمیر، (نسب نامہ صحیح نہین، ابنی بالکتاب تھا

عام لوگ غلطی سے لقمان عاد اور **لقمان** حکیم کو دو سمجھتے ہین، عرب کے افسانہ گو کہتے ہین کہ لقمان حکیم افریقی الاصل تھا، اور ایک غلام کی حیثیت سے عرب مین آیا تھا، بعض علماے یورپ، لقمان حکیم اور **ایساپ** نام ایک یونانی حکیم کو ایک قرار دیتے ہین اس اتحاد کی جو دلیل وہ پیش کرتے ہین وہ یہ ہی کہ ان دونون کی طرف جو حکایات و تمثیلات منسوب ہین وہ تقریبًا ایک ہی قسم کے ہین، لیکن یہ ایک تعجب انگیز استدلال ہی، کسی دو تصنیف کے مطالب کا اتحاد، اُنکے مصنفین کے اتحاد شخصیت کو اگر متلزم ہی تو افسوس ہی کہ اس جرم مین ہمکو سینکڑون تاریخی اشخاص کے مٹجانے کا افسوس ہوگا، اسکے بعد دوسرا سوال یہ ہی کہ قدیم عرب حکماے یونان سے کب واقف تھے؟ عرب کا ایک شاعر جاہلی **سلمی** بن ربیعہ کہتا ہی،

اهلکن طسمًا وبعده غذی بهم وذا جدون | حوادث زمانہ نے قبیلہ طسم کو اور اُسکے بعد ذا جدون

واهل جاش ومارب ذُحی لقمان، والقرون | شاہ یمن، کو اور اہل جاش و مارب کو اور قبیلہ لقمان کو، مٹا دیا

اس دوسرے شعر سے نہ صرف **لقمان** کا عرب ہونے ناظاہر ہوتا ہی بلکہ ایک قبیلہ کا مالک یمن کا باشندہ، اور علمت و شوکت مین "سبا" کا مقابل، اور یہ تمام باتین لقمان عاد پر صادق آتی ہین،

عرب مین لقمان نہایت مشہور تھا اُسکا صحیفۂ حکمت، خود عرب مین موجود تھا، اور لوگ اُسکو پڑھتے تھے[1]،

عاد کا ایک کتبہ جو ۱۸۳۵ء مین ملا تھا اسمین چند حسب ذیل فقرے ہین،

ہم پر وہ بادشاہ حکومت کرتے ہین جو کمینہ خیالات سے بہت دور، اور شریرون کو سزا دینے والے تھے، اور ہود کی شریعت کے مطابق ہمارے واسطے پیدا ہوتے تھے

---

[1] ابن ہشام ذکر سوید و سعیت عقبہ،

تمام قدیم قومون کی ابتدائی تاریخ اسی قسم کے طویل العمر بادشاہون سے شروع ہوتی ہی، عام طور سے اب اس قسم کی روایات کے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ اُس شخص کے خاندان مین حکومت کئی سو برس تک رہی، اور مجازاً بجائے خاندان کے خود اُسکا شخصی نام خاندان قرار دیا گیا، اس بنا پر لقمان کی عمر سے خاندان کی عمر مراد لینی چاہیے،

حضرت لقمان

یہ لقمان کون تھا؟ روایات عرب مین ایک شخص لقمان مشہور ہی، جسکو لوگ اب عموماً حکیم لقمان کہتے ہین، اسکی طرف حکایات و تمثیلات حکیمانہ کثرت سے منسوب ہین، قرآن مین بھی لقمان کا تذکرہ ہی، اور اُسکے بعض نصائح کا حوالہ ہی، ہم ان دونون کو ایک ہی سمجھتے ہین، اور اس اتحاد کی ہمارے پاس ایک قدیم شہادت بھی موجود ہی، مشہور مورخ **ابن اسحاق** المتوفی ۱۵۱ھ[1] جسکی سیرت آج آنحضرت صلعم کے حالات مین قدیم ترین تصنیف ہی، اور تصنیفات موجودہ کی بنا پر عرب قدیم کا سب سے پہلا مورخ ہی، کتاب **التیجان** مین جو مخصوص عرب قدیم کی تاریخ مین ہی روایت کرتا ہی،

قال وهب فلما مات شداد بن عاد صار الملك الى اخيه لقمان بن عاد وكان اعطى الله لقمان عالم يعط غيره من الناس في زمانه اعطاه حاسة مائة رجل وكان طويلا لا يقارب اهل زمانه، قال ابن وهب قال ابن عباس كان لقمان بن عاد بن الملطاط بن السلك بن

وہب (ایک مشہور راوی) نے کہا کہ شداد بن عاد جب مرگیا تو حکومت اُسکے بھائی لقمان بن عاد کو ملی، خدا نے عاد کو وہ کچھ دے رکھا تھا جو کسی دوسرے کو اُس زمانہ مین نہین دیا تھا، اُسکو حواس سو آدمیون کے برابر خدا نے دیے تھے، اور اپنے معاصرین مین سب سے زیادہ وہ بلند قامت تھا، ابن وہب نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ لقمان بن عاد بن ملطاط

[1] کتاب التیجان قلمی موجودہ کتبخانہ بانکی پور، ص ۷۰،

خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ، يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ، إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا، إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ، وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ

(لقمان)

اور وہ کسی چٹان کے اندر یا آسمان مین یا زمین مین ہوگی تو تو وہ بھی خدا لے آئیگا، خدا بے شبہہ باریک بین اور خبر رکھنے والا ہی، فرزند من! نماز پابندی سے پڑھا کر، اور نیک بات کی لوگون کو ہدایت کر اور بری بات سے روکا کر، اور جو تجھپر مصیبت آئے اُسپر صبر کیا کر، یہ بڑی باتین ہین، غرور سے منہ لوگون سے نہ پھیرا کر، اور نہ زمین مین اترا کر چل، یقین رکھ کہ خدا مغرور اور فخار کو پیار نہین کرتا، اور اپنی چال مین میانہ روی اختیار کر اپنی آواز کچھ نرم کر کہ بدترین آواز گدھون کی آواز ہی، (جو زور سے چیختے ہین)

عادثانیہ کی تاریخ اثری

عادثانیہ کے متعلق کوئی مزید تاریخی یا اثری حال نہین معلوم، ابتک اس قوم کا صرف ایک کتبہ حصن غراب (واقع قریب عدن) کے کھنڈرون مین ۱۸۳۴ء مین ملا ہی اسکی دو سطرین ہم نے اوپر نقل کی ہین، یہ کتبہ ایک منہدم عمارت مین پتھر پر کندہ تھا، ایک انگریز افسر جسکا نام ولسٹڈ Wellsted تھا ان کتبون کا مکتشف ہی، اور یہ سب سے پہلا عربی کتبہ ہی جو یورپ نے عرب کی سرزمین مین دریافت کیا، اس کتبہ کی زبان اور خط جنوبی عربی ہی جسکو متاخرین غلطی سے حمیری کہتے ہین، اور اب اسی نام سے مشہور ہی، کتبہ کی اصل حمیری عبارت الگ صفحہ پر ہی، اسکا اردو ترجمہ بہ ترتیب سطر یہ ہی،

۱۔ ہم مدت تک اس وسیع قصر مین رہے ہماری حالت بدنصیبی اور ادبار سے

اور تھی، ہماری نہرون مین،

لہ اصل کتبہ اور اسکا حل و ترجمہ، اولاً ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل مین چھپا تھا، لیکن ہم نے فارسٹر سے نقل کیا ہی،

"اچھے فیصلہ ایک کتاب مین لکھے جاتے تھے"

کیا ہم ان آخری الفاظ سے جو کاغذ پر نہین پتھر پر لکھے پائے گئے ہین، یہ نتیجہ نہین نکال سکتے کہ صحیفۂ لقمان لقمان کے "اچھے فیصلے ایک کتاب مین لکھے ہوئے" تھے،

اس نیک دل بادشاہ کا جو ہود کی شریعت کا متبع تھا، قرآن نے بھی ذکر کیا ہی، اور اُسکی نیکی اور دانائی کی شہادت دی ہی،

لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ،

بیشک ہم نے لقمان کو دانائی دی، کہ خدا کا شکر کر، اور جو خدا کا شکر ادا کرتا ہی اُسکا نفع خود اُسیکو ملتا ہی اور جو کوئی ناشکری کرتا ہی تو خدا بے پروا اور حمد کیا گیا ہی،

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ، وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ، وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ

یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، فرزند من! خدا کے ساتھ شرک نکرنا، شرک بڑے ظلم کی بات ہی (خدا کہتا ہی کہ) ہمنے انسان کو حکم دیا ہی، اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرین اُسکی ماں نے اُسکو پیٹ مین رکھا، کمزوری پر کمزوری، دو برس کے اندر اسکا دودھ چھڑانا ہی اے انسان مرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گذار رہو، بازگشت میری طرف ہی، اگر والدین تجکو میرے شرک پر مجبور کرین تو اُنکا کہنا نہ ماننا، لیکن دنیا مین نیکی کے ساتھ اُنکے ساتھ رہنا، اور اُن لوگون کا پیرو نہ بن جو میری طرف رجوع کرتے ہین، پھر میری طرف بازگشت تمہاری ہی تو تمکو بتاؤنگا جو تم کیا کرتے تھے، فرزند من! اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی چیز ہوگی

مقدمہ مین بیان ہوچکا ہو کہ یہی کتبہ حضرت معاویہ کے زمانہ مین بھی بعض مسلمان علماء کے آثار نے پڑھا تھا، اور اسوقت ان کا ترجمہ یہ کیا گیا تھا،

غبینا زمانا فی عراصة ذا القصر	بعیشٍ رخی غیر ذی ضنك ولا نزر
یفیض علینا البحر بالمد زاخرًا	وانهارها بالماء میزعة تجری
خلال نخیل باسقاتٍ	..... بالقسب المجزع والتمر
ونصطاد صید البحر بالخیل والقنا	وطورا نصید النون من لجج البحر
ونرفل فی الخز المرقم تارة	وفی القز احیانا وفی الحلل الخضر
یلینا ملوك یبعدون عن الخنا	شدید علی اهل الخیانة والغدر
یقیم لنا من دین هود شرائعًا	ونؤمن بالآیات والبعث والنشر
اذا ما عدا وحل ارضًا یریدنا	برزنا جمیعًا بالمشقفة السمر
نحامی علی اولادنا ونسائنا	علی الشهب والکمت المقرب والشقر
نقارع من یبغی علینا ویعتری	باسیافنا حتی یولون بالدبر

اس کتبہ سے نہ صرف عاد ثانیہ کے بعض حالات پر روشنی پڑتی ہو بلکہ متعدد حیثیات سے یہ قرآن کی تائید کرتا ہو، اول یہ کہ ہود کی تاریخی شخصیت ثابت ہو، ثانیًا یہ کہ بقایاے عاد صرف متبعین ہود تھے، ثالثًا یہ کہ عاد ذات العماد اور عمارتون کے بانی تھے، رابعًا یہ کہ وہ حقیقۃً جیسا کہ قرآن نے کہا ہو، بڑے بڑے باغ چشمے، آل واولاد، اور چوپایون کے مالک تھے،

اَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ، وَ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (شعراء)	خدا نے تمھاری مواشی، اولاد، باغ اور چشمون سے مدد کی،

یونانی تاریخ وجغرافیہ مین عاد ثانیہ کا نام مدین کے شمالی ومشرقی جانب نظر آتا ہو اُنکا

۲۔ دریا کا پانی اُمنڈا آتا تھا، سمندر موجین مارتا ہوا ہمارے قلعہ کی دیوارون سے
غضبناک ہوکر ٹکرین مارتا تھا، ہمارے چشمے خوش آیند آواز سے بہتے تھے،
۳۔ بلند کھجورون کے اوپر۔ جنکے باغبان خشک چھوہاری ہماری وادیون کی چھوہارونکی
زمینون مین لگاتے تھے اور خشک چاول بوتے تھے، (؟)
۴۔ ہم پہاڑی بکرون کا اور جوان خرگوشون کا شکار نیچرون اور جالون سے کرتے
تھے اور مچھلیون کو
۵۔ بہلا بہلا کر باہر نکال لیتے تھے، اور ہم آہستہ آہستہ خرامان خرامان، رنگ برنگ
کے ریشم کے کپڑے اور کاہی سبز مختلف الالوان جامہ پہنکر، چلا کرتے تھے
اور ہم پر وہ بادشاہ حکومت کرتے تھے جو کینہ خیالات سے بہت دور اور شریرونکو
سزا دینے والے تھے ہود کی شریعت کے مطابق،
۶۔ اچھے فیصلے ایک کتاب مین لکھے جاتے تھے اور ہم معجزات کا یقین رکھتے
تھے، قیامت کے زار اور تہنون کے راز پر ایمان تھا
۷۔ رہزن (دشمن) گھس آئے اور وہ ہمارے ساتھ کچھ جھگڑا کرتی، مگر ہم نے گھوڑونکو
پویہ ڈالدیا، اور ہمارے کریم نوجوان سخت اور نوکدار نیزون کو لیکر آگے بڑھے
۸۔ ہمارے خاندان کے مغرور بہادر مرد، اور عورتین گھوڑون پر لڑ رہی تھین جنکی
گردنین لمبی تھین اور جو چمکدار کمیت رنگ کے تھے،
۹۔ ہماری تلوارین بدستور دشمنون کو زخمی کر رہی تھین اور چھید رہی تھین،
یہان تک کہ اُن کے قلب پر حملہ کرکے اُن کو مفتوح اور بالکل پست کردیا
جو بدترین نوع انسان مین تھے،

فارسٹر عدن کو عدنان سے نسبت دیتا ہی، حالانکہ عدنان کو یمن سے کوئی تعلق نہین ہی اُس کا مسکن تو عرب کا شمالی حصہ تھا،

نیوبھر Neruhher اٹھارھوین صدی کا ایک یورپین سیاح، عدن کو (بنیم) کے ددان کے ساتھ تطبیق دیتا ہی، لیکن شاید نیوبھر کو حزقیال کے اُس ورس کی خبر نہین جس مین عدن اور ددان ایک ساتھ واقع ہین،

یمن وحضرموت کے احقاف مین جسکو جوف بھی کہتے ہین ہالوے اور گلازر دو ماہر اثریات نے سیکڑون کتبات پائے ہین، لیکن جس مقام مین پائے گئے ہین اُس کا نام شہر معین معلوم ہوا ہی، اس لیے ان کتبات کو "معینی" اور یہان کی اثری تاریخ کو "اہل معین" نام ایک مجہول الاصل قوم کی طرف منسوب کرتے ہین، لیکن چونکہ موقع اور مقام وہی ہی جہان عرب عاربہ ثانیہ کی آبادی بیان کرتے ہین، اور کتبات کی تاریخ بھی حسب رائے علماے جرمن ۱۶- ۱۷ سو ق م تک پہونچتی ہی، اس لیے بہتر ہوتا کہ معین کے باشندون کی قومیت "عاد ثانیہ" قرار دیجاتی لیکن اب "اہل معین" کی اصطلاح پھیل چکی ہی تو اتباع لازم ہی،

۲- ثمود

عاد کے بعد شہرت اور سیاسی جانشینی ثمود کو حاصل ہوئی

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ	ثمود! یاد کرو کہ خدا نے تمکو عاد کے بعد جانشین بنایا۔

"ثمود" کی لفظی تحقیق شاید عربی مین صحیح نہ مل سکے، "ثمد" عربی مین "آب قلیل" کو کہتے ہین لیکن اس سے کوئی خاص مناسبت نہین معلوم ہوتی، عبری مین ایک لفظ تامید.....

---

۱ جلد ۲ ص ۴۷۳ ۲ یسعیاہ ۲۱-۱۳، ۳ حزقیال، ۲۷-۲۰، ۲۳، ۴ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جرمنی

نام بتلفظ یونانی عادائٹ Oaditae لیا گیا ہی، مسلمان بھی عاد کے اس مسکن سے واقف تھے لیکن عربون کے عام روایات کے مطابق یمن مین اُسکی سکونت بھی یونانی جغرافیہ سے ثابت ہی، بطلیموس جنوبی عرب کے قبائل مین عادیمیٹا Adremata اور عادائٹ Adite کا ذکر کرتا ہی[۳]، ہم پہلے نام کو عاد ارم اور دوسرے کو عاد سمجھتے ہین، بطلیموس دوسری صدی عیسوی مین تھا، اس بنا پر عاد کا وجود اس زمانہ تک مسلم ہی،

عدن،

یمن وحضرموت کے طبقات حدود پر، عدن نام ایک مشہور شہر واقع ہی، اور اب تک اسی نام سے مشہور ہی، اور آجکل انگریزی مقبوضات مین داخل ہی، لفظ عدن کی حقیقت پر تھوڑی دیر غور کرلینا چاہیے،

عہد قدیم مین عموماً سامی مذاق یہ رہا ہی کہ شہر کا نام بعینہ بانی شہر کے نام پر رکھتے تھے، عرب کے شہر، رقیم، سبا، حضرموت، عمان، مدین، اوفر، حویلہ، تیما، وغیرہ کے اسی قسم کے نام ہین، اس بنا پر اگر یمن کے قدیم شہر "عدن" کو جسکے قریب وہ تمام قدیم عمارات واقع ہین جنکو عرب "عادیات" کہتے ہین اور تاریخ جسکے قریب عاد کی آبادی کا نشان بتاتی ہی، اگر ہم "عادین" کا مخفف سمجھین تو کیون غلط ہوگا؟ "عادین" کی جمعیت پر اعتراض نکرو کہ قبیلہ کے نام کے پہلے بنو (فرزندان) کا اضافہ کرنا شمالی عرب کی زبان ہی، عموماً قدیم طریقہ یہی ہی کہ پدر قبیلہ کے نام کی جمعیت سے قبیلہ کا نام پیدا کرلیتے ہین، مثلاً لودیم، مصرایم، جراہیم، وغیرہ، عربی مین جمع منکسر مین ابتک یہ قاعدہ جاری ہی، مثلاً منذر سے مناذرہ، غسان سے غساسنہ، ارقم سے ارائمہ،

---

۱ Gold mines of Midian ۲ Bewan.ch. Arabia

۳ یاقوت "وادی القریٰ"

یادگارین ابتک باقی ہین، ان پر ارامی وثمودی خطمین کتبے منقوش ہین، لیکن انمین سے اکثر ارامی کتبات نبطی اقوام کے ہین[۱]، جنھون نے مسیح سے کے قبل وبعد اسی مقام پر حکومت کی ہی،

قرآن مجید نے انکی عظمت تعمیر کا متعدد آیات مین ذکر کیا ہی،

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر)	اور ثمود جو وادی مین (بغرض تعمیر) پتھر تراشا کرتے تھے،
وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا	(صالح نے کہا اے لوگو) خدا نے تمکو زمین مین جگہ دی، جسکے
وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا، (اعراف)	میدانون مین تم قصر و محل اور پہاڑونکو کاٹکر گھر بناتے ہو،
وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ (شعراء)	پہاڑون کو کاٹکر مکان بناتے ہو،

یہ پہلے کہا جا چکا ہی کہ اس قوم کا زمانہ ترقی عاد سے متاخر ہی، اسکی دلیل یہ ہی کہ اس قوم کا نام اسیریا اور یونان مین نہایت صراحت کے ساتھ ملتا ہی، قرآن کی حسب ذیل آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہی،

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ	یاد کرو جب خدا نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا، (یا
(اعراف ۸)	حکومت عطا کی)،

اور اس ترقی کی انتہا حضرت موسیٰ سے پہلے ہو جاتی ہی کیونکہ شمالی عرب کے نام بڑے بڑے قبائل کے سیاسی تعلقات کی بنا پر تورات مین مذکور ہین، لیکن اس فہرست مین ثمود کا نام نظر نہین آتا، قرآن سے بھی یہی اشارہ مفہوم ہوتا ہی، ایک مومن موسیٰ اہل فرعون سے کہتا ہی،

يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُم مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ	بھائیو! مجکو ڈر ہی کہ دوسری قومون کی طرح نوح کی قوم عاد،
مِّثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ (مومن)	اور ثمود کی طرح تم پر بھی عذاب آئے،

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۱ ص ۶۳۲،

ہو جسکے معنی "دائم" اور "خالد" کے ہین، عربی کی "ث" اور عبری کی "ت" ایک چیز ہی عربی مین "ث" نہین ہی اس لیے اکثر وہ الفاظ جو عربی مین "ث" سے ہین، عبری مین "ت" ہین، اس بنا پر ثمود کے معنی عام سامی زبان مین وہی ہونگے جو عربی مین "خالد" کے معنی ہین اور بہت سے قبائل عرب کے نام ہین،

اس سے پہلے عاد کے حالات مین تم نے پڑھا ہوگا کہ وہ عرب جنوبی و مشرقی پر جو ساحل خلیج فارس کے ساتھ ساتھ حدود عراق تک وسیع ہی مالک تھے ثمود اس کے مقابل، عرب مغربی و شمالی پر قابض تھے جسکا نام اُس زمانے مین وادی القریٰ[1] تھا، وادی القریٰ اسلیے کہتے تھے کہ اُس عہد قدیم مین یہ وادی چھوٹی چھوٹی آبادیون سے جابجا آباد تھی[2]، ان آبادیون کے سنگی کھنڈر اور آثار جغرافیین اسلام نے دیکھے تھے[3] اور اب بھی باقی ہین، قرآن نے سورۂ فجر مین "وادی" سے اسی وادی قریٰ کو مراد لیا ہی،

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر) اور ثمود جو وادی (قریٰ) مین پتھر تراشا کرتے تھے (بغرض تعمیر)

ثمود کے ملک کا دارالحکومت حجر تھا، یہ شہر اُس قدیم راستہ پر واقع ہی، جو حجاز سے شام کو جاتا ہی، اسی راستہ پر ثمود کا ایک دوسرا مقام "فج الناقہ" ہی جسکو یونانیون نے بلفظ Badneita لکھا ہی، لیکن اصلی شہر حجر ہی تھا اب عموماً اس شہر کو مدائن صالح کہتے ہین،

قوم ثمود کے سیاسی حالات بالکل نہین معلوم، صرف اتنا معلوم ہی کہ یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی، فن تعمیر مین عاد کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا۔ پہاڑون کو کاٹکر مکان بنانا، پتھرون کے عمارات و مقابر طیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا، یہ

[1] دیکھو معجم یاقوت، لفظ "وادی القریٰ"۔ [2] Bertanic. Vol. 24. P. 636 Edi. II.

عذاب پر شور زلزلہ کی صورت مین نمودار ہوا، فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰىهَا

قرآن مجید مین یہ تمام قصہ نہایت تفصیل سے مذکور ہوا ہی،

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ، هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً، فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ،

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا، فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ،

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ،

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ، فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ، فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

ثمود کے پاس ہم نے اُنکے بھائی (ہمقوم) صالح کو پیغمبر بناکر بھیجا، اُسنے کہا کہ بھائیو! خدا کو پوجو، اُسکے سوا تمہارا کوئی دوسرا خدا نہین، تمھارے پاس خدا کی دلیل آچکی، یہ خدا کی اونٹنی تمھارے لیے نشانی ہی، اسکو خدا کی زمین مین چرنے دو، اس کو دق نہ کرو، ورنہ ایک دردناک عذاب تمھین آلیگا،

اور یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اُس نے عاد کے بعد تمکو خلافت بخشی، اور ملک مین تمکو جگہ عنایت کی جسکے میدانون مین تم محل اور جسکے پہاڑون کو کاٹکر مکان بناتے ہو، خدا کی عنایتون کو یاد کرو، اور ملک مین فساد نہ کرتے پھرو،

اسکی قوم کے مغرور سردارون نے اُن کمزورون سے جو انکی قوم مین مومن تھے، پوچھا، کیا تم سچ مچ یقین رکھتے ہو کہ صالح اپنے خدا کی طرف سے پیغمبر ہی، انھون نے جواب دیا کہ بیشک صالح جو پیغام لیکر بھیجا گیا ہی اُسپر ہمکو ایمان ہی،

مغرورون نے کہا تم جسپر ایمان لائے ہو، ہمکو اوس سے انکار ہی، اسکے بعد اُنھون نے اونٹنی کی کونچ کاٹ ڈالی، اور خدا کے حکم کی نافرمانی کی، اور صالح سے کہا اے صالح اگر تم

اور یہ زمانہ تقریباً ۱۸۰۰ ق م سے ۱۶۰۰ ق م تک کا ہی، حضرت موسیٰ سے پہلے اس قوم کی بربادی عام کی ایک اور دلیل یہ ہی، کہ اس عہد مین ٹھیک اُس جگہ پر جہان اس قوم کو از روے روایات ہونا چاہیئے، اہل مدین غالب نظر آتے ہین، یہ حقیقت سفر خروج کے ہر مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہی،

صالح ثمود کے پیغمبر کا نام صالح تھا،

قوم کی آخری زندگی مین جو مرض عام پیدا ہوتا ہی، ثمود بھی اُس سے مستثنیٰ نہ تھے، خداے واحد کی پرستش چھوڑکر اُنھون نے ستارون کے مادی ہیکلون کے سامنے سر جھکایا، حسب سنت الٰہی ایک پیغمبر صالح نام مبعوث ہوا، توراۃ مین ارم کے بھائی ارفخشد کے ایک بیٹے کا نام "سالح" ہی جو تمام اولاد ابراہیم، اور عرب یقطانی کا باپ[1] ہی، نصرانی پادری جو بزرگان توراۃ کی تاریخی ہستی کے اثبات کے لیے کسی کوشش سے دریغ نہین کرتے، روایات عرب اور قصص قرآن کا نام عام طور سے اُنکی زبان مین افسانہ ہی، لیکن اگر خود اُن کو ضرورت پڑے تو وہ تاریخ کی بلند ترین شہادت ہی، کہتے ہین کہ "صالح" اور "سالح" ایک ہی شخص[2] تھے، تاریخ اگر اجازت دے تو ہمین بھی اس اتحاد کی تسلیم مین کوئی عذر نہین، خدا کے پیغمبر نے خدا کی دعوت دی، لیکن بدبخت قوم نے قبول نہ کیا، اُس نے کہا "یہ اونٹنی ایک نشان ہی، زمین مین اسکو چرنے دو، چشمہ کا پانی ایک دن یہ پیئے گی اور ایک دن تم پینا، اگر اس اونٹنی کو صدمہ پہونچا تو وہ خدا کے عذاب کا دن ہوگا" آبادی مین مومنون اور کافرون کی دو جماعتین تھین، مومنون نے صالح کی دعوت کو لبیک کہا، کافرون کی جماعت مین سے نو آدمیون نے سازش کی کہ صالح اور اُس کے متبعین پر شبخون ماریں، اُنھون نے اونٹنی کی کونچ کاٹ ڈالی، کہ یہ مرجائے خدا کا

[1] تکوین ۱۰-۲۴،
[2] Gold mines, P.278.

الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ، وَمَا كَانَ
أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ، وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (شعراء)
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ،
أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ
يَخْتَصِمُونَ ، قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ
بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ
اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ، قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ
وَبِمَنْ مَّعَكَ . قَالَ طَائِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ
بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ، وَكَانَ فِي
الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي
الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ، قَالُوا تَقَاسَمُوا
بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ
لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ
وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ،
وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ
لَا يَشْعُرُونَ ، فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
مَكْرِهِمْ ، إِنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ
أَجْمَعِينَ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا

ایک مقرر دن کا پینا ، اور اسکو چھیڑو نہین ، ورنہ ایک
بڑا عذاب تم کو آئیگا ، اُنھون نے اُسکی کونچ کاٹ ڈالی
پھر نادم ہوئے پس عذاب نے اُن کو آلیا ، یقیناً اسمین
عبارت کی نشانی ہے ، اور انمین سے اکثر مومن نہ
تھے اور خدا تو غالب اور رحم والا ہے ۔
اور البتہ ہم نے بھیجا ثمود کے پاس اُنکے بھائی
صالح کو کہ خدا کو پوجو ، ناگہان وہ دو فریق ہوکر باہم
جھگڑنیلگے ۔ صالح نے کہا کہ بھائیو اینکی سے پہلے برائی
کیون جلد چاہتے ہو ، کیون خدا سے مغفرت نہین چاہتے
شاید تمپر رحم کیا جاے ، اُنھون نے کہا ہم نے تم سے اور
تمھارے ساتھیون سے شگون لیا ، اُسنے کہا تمھارا شگون خدا کے
پاس ہے ، بلکہ تم لوگ آزمایش مین ڈالے جاؤگے شہر مین
نو آدمی تھے جو ملک مین فساد پھیلاتے تھے ، صلح نہین ، اُنھون
نے کہا آؤ باہم خدا کی قسم کھائین کہ ہم صالح اور صالح کے
خاندان پر شبخون مارین ، پھر اُسکے وارث سے ہم کہدینگے
کہ اسکے خاندان کے قتل مین تو شریک بھی نہ تھے ۔
اُنھون نے مخفی تدبیر کی ، خدا نے بھی مخفی تدبیر کی ،
اور اُنھین خبر نہین ، پس دیکھو اُنکی مخفی تدبیرون کا کیا
انجام ہوا ، ہمنے اُنکو اور اُنکی قوم کو سب کو برباد کردیا

فِي دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ، فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ
لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ
وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (اعراف)
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالْمُرْسَلِيْنَ، اِذْ قَالَ لَهُمْ
اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ، اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ، وَمَا اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ، اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَا اٰمِنِيْنَ،
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا
هَضِيْمٌ، وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ، وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ
الْمُسْرِفِيْنَ، الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ
وَلَا يُصْلِحُوْنَ،
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ، مَآ اَنْتَ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ، قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ
وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ، وَلَا تَمَسُّوْهَا
بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ،
فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ، فَاَخَذَهُمُ

پیغمبر واقع مین ہو، تو جس عذاب آنیکا تم ہم سے وعدہ کرتے
ہو وہ لے آؤ، پس زلزلہ نے آکر اُنکو پکڑلیا، اور وہ اپنی جگہ پر
اوندھے رہگئے، صالح نے اُنکی جانب سے منہ پھیرا، اور
کہا، بھائیو! مین اپنے خداوند کا پیغام یقیناً پہونچا چکا، اور
تمھاری خیرخواہی کرچکا، لیکن تم اپنے خیرخواہون کو پسند نہین
کرتے،

ثمود نے پیغمبرون کی تکذیب کی، جب اُنکے بھائی صالح
نے کہا، کیا تم پرہیزگار نہین بنتے، مین تمہارا رسول امین
ہون، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، اور مین اس کا
تم سے کوئی معاوضہ بھی نہین چاہتا، میرا معاوضہ پروردگار عالم
پر ہی، کیا جو نعمت تم کو یہان حاصل ہی اُسی مین تم باطمینان تمام
چھوڑ دیے جاؤگے، ان باغون، چشمون، اور کھیتون مین
اور ان چھوہارے کے درختون مین جنکے خوشے ہین، اور
پہاڑون کو کاٹکر تم بڑی بڑی عمارت بناتے ہو، پس
خدا سے ڈرو اور میری بات سنو، اور اُنکی سنو جو حد سے
گذر گئے ہین، جو ملک مین فساد پھیلاتے ہین، صلح نہین،
اُنھون نے کہا تم پر جادو کردیا گیا ہی، تم تو ہماری ہی
طرح ایک آدمی ہو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو، اُسنے کہا
یہ ایک اونٹنی ہی، اسکے لیے پینا ہی، اور تمہارے لیے

ابقیٰ، (نجم)

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰىهَا، إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا، فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا، فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰىهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا، (والضحیٰ)

وَإِلٰى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ، قَالُوا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا أَتَنْهٰنَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ،

قَالَ يٰقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتٰنِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللّٰهِ إِنْ عَصَيْتُهُ، فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ، وَيٰقَوْمِ هٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّٰهِ وَ

اور خدا نے عاد اولیٰ اور ثمود کو ہلاک کر دیا، اور کچھ رحم نہ کیا،

ثمود نے اپنی سرکشی سے تکذیب کی، جب اُنھوں نے اپنے بدبخت ترین آدمی کو بھیجا، پیغمبر خدا نے کہا خدا کی اونٹنی اور اُسکے پانی پینے کا خیال رہے! اُنھوں نے جھٹلایا اور اُسکی کونچ کاٹی، خدا نے اُنکے گناہ کے سبب اُنپر بلا کی ڈالی اور اُن کو برباد کر دیا، اور اُنکے انجام کا وہ خوف نہیں کرتا۔

ثمود کے پاس ہم نے اُنکے بھائی صالح کو بھیجا، اُسنے کہا بھائیو خدا کو پوجو اُسکے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں، اُسنے زمین سے تم کو پیدا کیا، اور زمین ہی مین تم کو آباد کیا، اُس سے اپنے گناہون کی مغفرت مانگو، پھر اُسکی طرف رجوع کرو، میرا پروردگار پاس ہی اور قبول کرتا ہی اُنھوں نے کہا صالح ہم کو اِس سے پہلے تمھاری ذات سے بڑی توقع تھی، تم ہم کو اُسکے پوجنے سے روکتے ہو جسکو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے؟ تم جدھر بلاتے ہو اسمین تو ہم کو بڑا شک ہے۔

صالح نے کہا بھائیو! تم سمجھتے ہو، اگر خدا کی طرف سے مین بصیرت پر ہون، اور اُسنے اپنی رحمت سے مجکو اُنمین سے کچھ عنایت کیا ہی تو اگر مین (پیغام رسانی مین) اُسکی نافرمانی کرون تو خدا سے بچانے مین میری کون مدد کریگا، تم صرف

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ وَنَجَّيْنَا
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (نمل)
وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتّٰى حِينٍ
فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ
الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ، فَمَا اسْتَطَاعُوا
مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ (ذٰریٰت)
كَذَّبَتْ عَادٌ وَثَمُودُ بِالْقَارِعَةِ. فَأَمَّا ثَمُودُ
فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ، (الحاقۃ)
كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ، فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا
وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ
ءَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ
كَذَّابٌ أَشِرٌ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ
الْأَشِرُ إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ، وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ
قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ، فَنَادَوْا
صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ، فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِي وَنُذُرِ، إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ (قمر)
وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولٰى وَثَمُودَ فَمَا

یہ ہیں اُنکے گھر اور مسکن جو اُنکی گنہگاری کے باعث
ویران پڑے ہیں اُسمیں جاننے والوں کیلیے بڑی عبرت
ہے اور ایمان والونکو ہم نے نجات دی کہ پرہیزگار تھے، اور
ثمود میں نشانیاں ہیں جب اُنسے کہا گیا کچھ دیر فائدہ اُٹھالو، اُنھوں نے
اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی، تو اُنکو کڑک نے آلیا
اور وہ دیکھ رہے تھے، پھر نہ کھڑے ہوسکے اور نہ
مہلت پاسکے،

ثمود و عاد نے عذاب کا انکار کیا، لیکن ثمود تو نافرمانی
کے باعث تو ہلاک کردیے گئے۔

ثمود نے ہماری تنبیہوں کو جھٹلایا اور بولے کہ ہم میں
سے ایک آدمی ہے اُسکی ہم پیروی کریں، اُسوقت ہم گمراہ اور
مجنون ہونگے، کیا ہم لوگونمیں سے وحی اُسی پر چنکی آئی ہے نہیں
وہ جھوٹا اور مغرور ہے، کل معلوم ہوگا کہ کون جھوٹا اور مغرور تھا
ہم اونٹنی کو اُنکے لیے آزمایش بنا کر بھیجتے ہیں اے پیغمبر تو بھی
تاک اور انتظار کر، اور اُنھیں خبردار کردے کہ پانی اُنمیں بانٹ
دیا گیا ہے، ہر ایک کا پانی الگ موجود ہے، اُنھوں نے اپنے ساتھی
کو بلایا، اُسنے پکڑا اور کونچ کو کاٹا، پھر عذاب اور میری
دھمکی کیسی تھی، ہم نے اُنپر ایک چیخ بھیجی جسکے اثر سے وہ پامال
بھس کی طرح ہوکر رہگئے۔

اِن بقایای ثمود کو **ثمود ثانیہ** کہتے ہین۔

طریقۂ ہلاک کو کہین خدا نے صرف عذاب کہا ہی کہین صاعقہ (بجلی کی کڑک) اور کہین صیحہ (چیخ) سے ادا کیا ہی، اِس سے کوئی خاص طریقہ عذاب نہین، مطلق عذاب مُراد ہی، جو انسان کے لیے کڑک اور چیخ سب کچھ ہی بعض مفسرین نے کڑک اور چیخ سے زلزلہ مُراد لیا ہی، اِس بنا پر کڑک اور چیخ کے لحاظ سے یہ آتش فشانی زلزلہ ہوگا، اور جغرافیۂ نویسان سابق وحال تسلیم کرتے ہین کہ ثمود کے مقامات آتش فشان مادہ سے لبریز ہین۔

عام روایات مین ہی کہ یہ اونٹنی معہ اپنے بچہ کے، کفار کے حسب طلب حضرت صالح کے ایک معجزہ سے ایک پہاڑ کی چٹان سے پیدا ہوئی تھی، لیکن صحیح طریقہ سے یہ واقعہ ثابت نہین، قرآن مجید نے بھی اپنی تمام تفصیل مین اِس خاص طریقہ پیدایش کا ذکر نہین کیا، اِس بنا پر وہ غیر مسلّم ہین قرآن مجید کی آیتون کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قوم جبابرہ پر ظلم کرتی تھی، خدا نے ایک اونٹنی کو نشانی بنایا کہ جسدن تم نے اُس کو ستایا وہی عذاب کا دن ہوگا، ثمود کی ایک پہاڑی کا نام عربون مین "فجّ الناقہ" مشہور ہی **بطلیموس** نے اِس مقام کو یونانی تلفظ مین "بنڈانا ٹا" لکھا ہی، اِس تسمیہ سے نفس اونٹنی کے واقعہ کا ثبوت قرآن سے ۴۰۰ برس پیشتر ملتا ہی،

ثمود ثانیہ | یعنے بقایاے ثمود

تاریخ مین **ثمود ثانیہ** کا نام عاد ثانیہ سے زیادہ روشن نظر آتا ہی، اِسکا ایک سبب تو قرب زمانہ ہی اور دوسرا سبب دیگر اقوام قدیمہ سے قرب مکان ہی، اسی لیے اِن کا نام ایکطرف تو اسیریا کے کتبون مین نظر آتا ہی[۱] اور دوسری طرف رومیون کی تاریخ مین[۲]، رومی مسیح سے

[۱] Rogers Vol. II 164 [۲] Renan P 173.

لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ، فَعَقَرُوْهَا ، فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ، ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ،

(هود)

میرا نقصان بڑھاؤگے، اور ہان ای بھائیو! یہ خدا کی اونٹنی تمھارے لیے نشانی ہے اسکو خدا کی زمین مین چرنے دو اور اُسکے ساتھ برائی نکرو ، ورنہ خدا کا عذاب جو نزدیک ہے تم کو آلیگا، اُنھون نے اُسکی کونچ کاٹ ڈالی، صالح نے کہا اب اپنے گھر مین تین دن اور لطف اُٹھالو، یہ جھوٹا وعدہ نہین -

حسب سنت الٰہی حضرت ہود اور صالحین ثمود کو اس عذاب سے نجات مرحمت ہوئی

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا مِنْ خِزْيِ يَوْمَئِذٍ ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ، وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ، كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ، اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ، اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ، (هود)

جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے صالح اور جو اُسکے ساتھ ایمان لائے تھے، اپنی رحمت سے اُس دن کی خواری سے نجات بخشی، بیشک تیرا پروردگار، زبردست اور غالب ہے اور گنہگارونکو چیخ نے آلیا، پس اپنے گھر مین سینہ کے بل پڑے رہ گئے، گویا کہ کبھی وہ اُن گھرون مین آباد ہی نہ تھے، ہان ثمود نے اپنے پروردگار کو نہ مانا ہان ثمود کے لیے ہلاکت ہو،

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ، فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ ، بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (حم السجدہ)

ثمود کی ہم نے رہنمائی کی، اُنھون نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی، تب رُسوا کردینے والے عذاب کی کڑک نے اُنکے اعمال کے سبب اُنکو آلیا، اور ایمان والون کو ہم نے نجات بخشی کہ وہ پرہیزگار تھے -

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (نمل)

اور ایمان والونکو ہم نے نجات بخشی کہ وہ پرہیزگار تھے،

ہوتا ہی کہ ثمود کے مُلک کا اکثر حصہ چونکہ اہل مدین نے پہلے دبا لیا تھا، اور باقی حصہ پر بعد کو انباط قابض ہوگئے تھے، اور رومی انباط کے خلاف عرب پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے تھے، اور اس ارادے کو اُنھون نے پورا بھی کیا، اس تقریب سے عجب نہین کہ انباط کی مخالفت مین ثمود نے رومیونکا ساتھ دیا ہو۔

تاہم تعجب ہوگا کہ ثمود کا ذکر توراۃ مین نہین، لیکن توراۃ کی تحریر واقعات کے سنین جاننے کے بعد یہ تعجب رفع ہوجائیگا، توراۃ کی تاریخ بدء عالم سے حضرت یعقوب تک نبی ابراہیم تک محدود ہی اِسکے بعد ہجرت مصر کا واقعہ ہی جو تقریبًا ۱۶۰۰ ق م مین واقع ہوا ہوگا، اِس زمانہ سے تا عہد موسیٰ جو تقریبًا ۴۵۰ برس کا زمانہ ہی توراۃ کی کامل خاموشی کا عہد ہی اور اِس تاریخ ثمود کے عروج وزوال کا یہی زمانہ ہی، اسکے بعد توراۃ مین صرف اُن غیر اقوام کا ذکر ہی جن سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات تھے، اور یہ رتبہ ثمود کی جگہ اب مدین کو حاصل تھا، جو ثمود اولیٰ کے جانشین تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ ق م مین اہل مدین جب بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کلیتہً برباد ہوگئے تو ثمود ثانیہ نے پھر ایک سنبھالا لیا، اور یہ وہی زمانہ ہے جس شاہ اشور نے شمالی عرب پر حملہ کرکے، ثمود سے ننھ قوم مین خراج وصول کیا اسکے بعد ظہور مسیح سے پہلے انباط نے ثمود کو فتح کرلیا، اِسکے بعد جب رومیون نے انباط پر حملہ کیا تو ثمود دشمنون کے ساتھ ہوگئے اور اِسی خصوصیت سے تاریخ روم مین ثمود کا ذکر آیا۔

اِسلام جب آیا تو ثمود کا نام ونشان نہ تھا، یہان قبائل جہینہ ویلی اور یہود آسوقت آباد تھے[1] عجب نہین کہ انباط نے خیانت وطنی کی سزا مین اُنکو برباد کردیا ہو فانظر کیف

[1] معجم ماقوت لفظ وادی القریٰ

کچھ پہلے عرب سنگستان پر جو مقام ثمود سے بالکل متصل ہی، اور اِس وقت انباط اور ادوم ان اطراف کے ممتاز قبائل تھے قابض تھے۔

سرجون یا شرغون ثانی، اسیریا کا ایک بادشاہ تھا جس کا زمانہ ۷۲۲ سنہ ق م سے ۷۰۵ سنہ ق م تک ممتد ہی، اس بادشاہ نے عرب پر فوج کشی کی تھی جسکا ذکر اُسنے اپنے کتبہ فتح مین کیا ہی، اِس کتبہ مین جن عرب محکوم قبائل کا نام مذکور ہی اُنمین ثمود کا نام بھی ہی[۵۱] اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ثمود دورِ ثانی مین کوئی جدید قوت حاصل نہ کر سکے اور اگر کر سکے تھے تو وہ زائل ہو چکی تھی،

مورخین یونان و روم مین سے ڈائیڈورس (۸۰ سنہ ق م) پلینی (۷۹ سنہ) اور بطلیموس (۱۴۰ سنہ) نے ثمود کا ذکر کیا ہی[۵۲]، ڈائیڈورس نے ثمود کا تلفظ تھمودینی Thamudeni اور بطلیموس نے تھموڈیٹی (Thmudiatai) کیا ہی مگر دونون نے جو جگہ اِسکی مقرر کی ہی ٹھیک روایات عرب کے مطابق ہی[۵۳]

ثمود کے ذکر مین ایک دوسرے یونانی مصنف اورنیوس Uranus کی شہادت ڈاکٹر اسپرنگر نقل کرتے ہین، جو گواہی دیتا ہی کہ ثمود "انباط" کے پہلو مین آباد تھے[۵۴] رومیون نے جب عرب شمالی پر قبضہ کیا، تو ثمود رومیون کی فوج معاون مین داخل ہو گئے تھے، قیصر جسٹینین کے عہد مین جو ۵۲۷ سے ۵۶۵ تک ہی، ۳۰۰ ثمود عرب بھی رومی فوج مین داخل[۵۵] تھے اِنکے لمبے نیزے اور سواری کے اونٹ مشہور تھے، بظاہر ایسا معلوم

۵۱ Huges. P. 175 ۵۲ Forster vol. II P125.
۵۳ goldmines P278 ۵۴ Huart P. 3.
۵۵ gibbon's vol I P.

اسی بنا پر تمام یورپین تراجم مین جنکا ماخذ لاطینی و یونانی ترجمہ ہی یارح کا تلفظ "جرح" یا "جارح" ہوا ہے، جسکو نہایت آسانی سے "جرہم" فرض کرنا ممکن ہی لیکن یہ شدید غلطی ہی، اولاً یہ کہ توراۃ کے نام عربی مین عبری سے آئے ہین، یونانی یا لاطینی سے نہین آئے ہین، اس لیے ثبوت طلب تو یہ ہی کہ عربی اور عبرانی مین "ی" اور "ج" کا باہم مبادلہ ہوتا ہی اور یہ غیر مسلم ہے ثانیاً یہ کہ اگر یرح، جرح، اور جرح، جرہم ہی تو پھر یعرب کی اصل کیا ہی؟ ثالثاً یہ کہ یعرب اور جرہم ایک ہی نام (یارح) کے دو متفرق تلفظ ایک ہی ملک اور ایک ہی زبان مین کیونکر پھیلے؟

آخراً یہ کہ جس زمانہ مین جرہم کا وجود حجاز مین نظر آتا ہی، اُس وقت قحطانی عربون مین کوئی ایسی جنبش نہین پیدا ہوئی تھی، قحطانیون کی حرکت سیاسی اُمم سامیہ اولیٰ و ثانیہ کی تباہی کے بعد ایک ہزار ق م مین نظر آتی ہی، ان وجوہ سے ہم اُس فریق کے ساتھ ہین جو جرہم کو صرف ایک اور اُس ایک کو بھی اُمم سامیہ اولیٰ مین سے تسلیم کرتا ہی، ملوک جرہم کا کچھ حال عربی تاریخون مین مذکور ہے، ہم یہان صرف اُس کا لفظی ترجمہ کر دیتے ہین[1]:

پہلے مضاض بن عمرو جرہمی بادشاہ ہوا، لیکن سمیدع نام ایک مدعی نے اس سے جنگ کی، مضاض کو فتح ہوئی، اور سمیدع شام چلا گیا، اور وہان عمالیق کا بادشاہ ہوا، مضاض کے بعد اُس کی جگہ حارث اُس کا بیٹا حاکم ہوا، پھر عمرو بن حارث، بعد ازین مقسم بن ظلیم، پھر حواس بن حجیش بن مضاض اس کے بعد عداد بن ضداد بن جندل بن مضاض، پھر فحص بن عداد، اور آخر مین حارث، یہ جرہم کا آخری بادشاہ تھا، جسکے عہد مین جرہم اپنی سرکشی اور طغیان کی پاداش مین ہلاک ہو گئے،

---

[1] یعقوبی ج ۱ ص ۲۵۴ - یورپ

كَانَ عَاقِبَةَ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ وَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا (نمل)

۳- جرہم

یہ قبیلہ حجاز مین آباد ہوا تھا، تقریبًا ۲۲۰۰ ق م جب حضرت اسمعیل اس ملک مین آئے تو یہ قبیلہ انھین اطراف مین موجود تھا، حضرت اسمعیل نے اپنے پڑوس مین جگہ دی[۱] اور باہم اِس سے رشتہ قائم کیا، جرہم کی قومیت کیا تھی اور کس سلسلہ نسب سے اُسکو تعلق تھا؟ بعض ارباب تاریخ کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ نسبًا امم سامیہ اولی سے تھا[۲]، اور بعض اُسکو قحطان کی نسل سے سمجھتے ہین، عام مورخین نے دونون تھیوریون کو یکجا کر دیا ہے کہ جرہم دو تھے، جرہم اولیٰ اور جرہم ثانیہ، جرہم اولیٰ معاصر عاد تھا اور وہ امم سامیہ اولی سے تھا، اور جرہم ثانیہ قحطان کا بیٹا اور حضرت اسمعیل کا پڑوسی اور رشتہ دار تھا جرہم کا دوسرا بھائی یعرب بن قحطان یمن کا مالک تھا، اور جرہم بن قحطان کے حصہ مین حجاز کا ملک دیا گیا تھا۔

قحطان اور اسکی بارہ اولاد کا نام بنام توراۃ مین ذکر ہے جس مین ایک یارح ہے جسکو یعرب سمجھ لو، لیکن جرہم یا اسکا مماثل کوئی نام مذکور نہین اس بنا پر بعض نصرانی علمای یورپ نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ یارح اور جرہم ایک ہی نام ثابت کیا جاے، اس اشتباہ کا سبب یہ ہے کہ عربی و عبرانی اور لاطینی و یونانی مین یا ہم "ی" اور "ج" کا ہمیشہ مبادلہ ہو جاتا ہے

---

[۱] بخاری کتاب الانبیاء، [۲] تاریخ یعقوبی ص ۲۵۳، ۲۳۱ فکان ولد جرهم بن عابر لما صاروا اخوتهم من بنی قحطان بن عابر الی الیمن اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرہم قحطان کا بیٹا نہ تھا بلکہ برابر کا بھائی تھا مطبوعہ لیڈن جلد ۱

قبیلۂ جرہم کے حالات مین غالباً تیسری صدی کے ایک مورخ ابراہیم بن سلیمان النہمی الکوفی نے "اخبار جرہم" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی[۱]

۴ طسم و جدیس

یہ دونون قبائل یمامہ مین تھے، یہ کلبی کی روایت ہی اور زیادہ مشہور ہی، مورخ ابن خلدون نے ان کو بحرین مین جگہ دی ہی، ہماری تحقیق مین یہ اختلاف صرف لفظی تشابہ سے پیدا ہوا ہی، زمانۂ قدیم مین ان دونون شہرون کا نام "ہجر" تھا[۲]، اور صحیح یہ ہی کہ خلیج فارس پر یمامہ، بحرین اور عمان کے نام سے جو شہر آباد ہین طسم و جدیس کی آبادی ان سب پر مشتمل[۳] تھی، یہ عاد کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تھے[۴]، قوت سیاسی اولاً طسم کے ہاتھ مین تھی، ایک زمانہ کے بعد "عملوق" نام ایک ظالم بادشاہ تخت نشین ہوا، جسنے اپنے شرمناک قواعد سے قبائل جدیس کو برہم کر دیا، آخر جدیس کی ایک خاتون عروس نے قبیلہ کو غیرت دلائی، یہ غیرت آگ بنکر اُٹھی، طسم نے شاہ یمن سے مدد مانگی، اُس نے آکر جدیس کو شکست دی آخر قبائل کی باہمی نااتفاقی نے ملک غیرون کے ہاتھ سپرد کر دیا[۵]،

مورخین عرب نے اس شاہ یمن کا نام تبع حسان یا جشان (باختلاف روایت) لکھا ہی

---

[۱] کتاب الفہرست طوسی ص ۱۳ کلکتہ [۲] دیکھو معجم یاقوت لفظ "حجر" و "ہجر" [۳] اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری ص ۱۷، [۴] القاموس للفیروزابادی لفظ طسم [۵] یہ واقعات اغانی اور تمام تاریخ عرب کی کتابون مین مذکور ہین،

اسی جرہم کے گھرانے مین بروایت عرب حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی[1] لیکن توراۃ مین ہی کہ اُنکی ماں نے جو مصریہ تھین، ایک مصری عورت سے اُنکا بیاہ کردیا تھا[2]، اس اختلاف پر علماے نصاریٰ کی اکثر انگلیان اُٹھی ہین، لیکن اگر اُنھین یہ معلوم ہوتا کہ اُس وقت عرب سامیہ اولیٰ خود مصر پر قابض تھے، اور اُن کا سلسلۂ تعلق مصر سے جاری تھا تو کبھی اس اختلاف سے اُنکو حیرت نہ ہوتی، بیان مذکور کے مطابق یہ کہنا بھی صحیح ہی کہ امم سامیہ کے ایک خاندان جرہم نام مین شادی ہوئی، اور یہ بھی صحیح کہ حضرت اسماعیل کی بیوی مصر سے تعلق رکھتی ہین،

بنی اسماعیل و جرہم اور بناے کعبہ کی روایت، احادیث و روایات عرب کے علاوہ اشعار عرب مین بھی موجود ہی، عرب کا ایک جاہلی نصرانی شاعر زہیر بن ابی سلمی کہتا ہی،

واحلف بالبیت الذی طاف حولہ اناس بنوہ من قریش وجرہم

پلینی اپنے زمانے کے قبائل عرب مین سے ایک نام "چرمی" Charmai بتاتا ہی[3] عجب نہین کہ یہ جرہم کی تحریف ہو،

عہد ظہور اسلام مین جرہم کی جمعیت باقی نہ تھی، تاہم اُسکے منتشر افراد باقی تھے، عبید بن شریہ جرہمی نام ایک شخص اس زمانہ مین موجود تھا، جو اسی خاندان جرہم کی طرف منسوب تھا، کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر وہ اسلام لایا تھا حضرت معاویہ کے عہد حکومت تک وہ زندہ رہا، امم قدیمہ کی تاریخ و قصص سے اُسکو کامل واقفیت تھی، حضرت معاویہ کے حکم سے اُسکی یہ زبانی قصے تحریر مین لائی گئین[4]،

---

[1] بخاری کتاب الانبیاء [2] تکوین ۲۱-۲۱ [3] Forster. Vol. I. P. 124.

[4] کتاب الفہرست ابن ندیم ص ۸۹ لیڈن،

اسلام کے عہد تک باقی تھے، اور انھون نے خود انکو مشاہدہ کیا تھا، نجران اور بحرین کے مابین ایک پہاڑی پر مشقر نام ایک قلعہ ہی جو طسم کی طرف منسوب ہی، ایک اور عمارت ایک ٹیلہ پر واقع ہی جسکا نام معنق ہی وہ بھی طسم ہی یادگار ہی، شموس بھی اسی قسم کی ایک عمارت ہی، "قریۃ بنی سدوس" یمامہ مین ایک مقام ہی، اوپر سے نیچے تک صرف ایک پتھر کو تراشکر ایک پوری عمارت بنائی گئی ہی، ایک اور عمارت "بیتل حجر" کے نام سے ہی، اس عمارت کا حصۂ زیرین مربع الشکل ہی، اور بلندی ۸۰ ہاتھ کے قریب ہی، جعدہ نام ایک اور قلعہ یہان بنائے قدیم کی یادگار ہی[1]۔

خدا جانے ان آثار کا اب کسقدر حصہ باقی ہی؟ تاہم اگر یہ کل یا ان مین سے بعض بھی طسم وجدیس کے مصنوعات ہون تو ان قبائل کی عظمت و تمدن کے دلائل نہایت واضح ہین،

اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ قریہ اور ہجر یمامہ و بحرین کا نام ہی، جغرافیین یونان و روم خلیج فارس کے سواحل پر اور کبھی یمن کے قرب مین عرب کے دو شہرون کا نام لیتے ہین، جن مین سے ایک کا تلفظ اُن کے ہان گرّا Gerra گرّائے Garrai اور کبھی جرہا Gerrha ہی اور دوسرے کا اگریا Agraie غالباً پہلے اور دوسرے نام کی اصلیت "قریہ" اور تیسرے کی "ہجر" ہی، یونانیون اور رومیون نے عرب تجارت پیشہ قومون مین یہان کے باشندون کا مخصوص ذکر کیا ہی، ہندوستان کی تجارت مین خاصۃً انہین کو دخل تھا، آج بھی ان مقامات کے عرب اپنے قدیم خصوصیات کے ساتھ قائم ہین اور تمام قبائل عرب مین سب سے زیادہ ہندوستان کے ساتھ انھین کو تعلقات حاصل ہین،

ان مقامات پر یونانیون یا رومیون نے کبھی حملہ نہین کیا، سکندر کے بعد جب عراق مین سلوقی (سلوکس) خاندان قائم ہوا تو اُسنے صرف ایک بار ۲۰۵ ق م[2] اہل قریہ پر تھوڑی سی فوج

---

[1] ان تمام عمارات و مقامات کے نام معجم مین مطابق حروف اسماء دیکھنا چاہیئے [2] برٹانیکا طبع ۱۱ ج ۲۴ ص ۶۰۴

لیکن یہ یقیناً غلط ہی، ایک طرف تو یہی ارباب روایت ان قبائل کو اتنا قدیم ٹھہراتے ہین کہ ان کو ارم کی صرف بدو واسطہ اولاد قرار دیتے ہین یعنی ۳، ۴ ہزار ق م ان کا زمانہ بتاتے ہین، اور یا اسقدر نیچے کرتے ہین کہ تبابعۂ یمن کا معاصر قرار دیتے ہین، جنکا زمانہ ۱۵ ق سے اوپر نہین، غالباً تبع یمن سے عام شاہان یمن مراد ہی،

یونانیون نے قبائل عرب مین سے ایک کا نام جولسٹی Jolistai لکھا ہی[1] شاید اُس سے جدیس ہی مراد ہو، طسم کا نام ہلاکت و بربادی کی عبرت کے لیے اسقدر مشہور ہی کہ عربی زبان مین "طسم" کے معنی خود "بربادی" ہو گئے ہین، عرب کا ایک جاہلی شاعر سلمی بن ربیعہ کہتا ہی،

اھلکن "طسما" وبعدہ	غدی بھم وذا جدن	حوادث زمانہ نے "طسم" کو اور اُسکے بعد"... ذا جدن شاہان یمن کو
واھل جاش وما رب	وحی لقمان واتقون	اور اہل جاش اور اہل مارب کو اور قبیلہ لقمان کو... ہلاک کیا

اس ترتیب سے ظاہر ہوتا ہی کہ طسم کا زمانہ سبا (اہل مارب) اور عاد ثانیہ (حی لقمان) سے متقدم تھا،

یمامہ کا قدیم نام "جوا" ہی، لیکن زیادہ تر اپنے قصبۂ حکومت کے نام سے مشہور ہی جسکا نام "قریہ" اور "حجر" ہی قریہ اور حجر لفظ دو ہین لیکن معنی ایک ہی ہین، ابن الحائک ہمدانی یمنی جو عرب کی قدیم زبانون سے واقف تھا، وہ کہتا ہی کہ ان دونون لفظون کے معنی "آبادی" کے ہین، قدیم عربی زبان مین "حجر" لفظ تھا، بعد کی عربی زبان مین اس کے لیے "قریہ" کا لفظ استعمال ہوا[2] جو حجر کا بعینہ ترجمہ ہی،

یمامہ مین جسکو قدیم نام کے لحاظ سے ہجر یا قریہ کہنا چاہیے، آثار قدیمہ کے نشان جغرافیہ نویسان

---

[1] دول العرب والاسلام طبعت حرب بک ج اول ذکر طسم وجدیس،

[2] معجم یاقوت ج ۸ ص ۴۴۶ مصر

۵ اہل معین

جوف یمن مین معین نام ایک آبادی تھی، اس کے مشرق مین حضرموت، اور جنوب مغرب مین سبا (موجودہ صنعاء) واقع تھا، آجکل علمائے آثار مین اس آبادی کو نہایت اہمیت حاصل ہے، انکو اس آبادی کے سراغ مل چکا ہی، وہان کے کتبے پڑھے گئے ہین، یونانی بیانات سے ان کی تشریح کی گئی ہی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معین آبادی کا نام تھا، باشندون کا قومی نام کیا تھا یہ معلوم نہین، اسی بنا پر یہ پتہ نہین لگ سکتا کہ عربون کو اس قوم کے حالات کہان تک معلوم تھے، لیکن تحقیقات جدیدہ نے اسکی جائے وقوع کی جو تعیین کی ہی وہ بعینہ عاد ثانیہ کا مقام و مسکن نظر آتا ہے، عام تقلید کی بنا پر ہم بھی ان کو اجمال و ابہام کے ساتھ صرف اہل معین کہتے ہین،

"معین" کے لفظی معنی "منبع آب" اور "چشمہ" کے ہین، دیگر سامی زبانون مین مثلاً عبری مین یہ لفظ "معیان" ہی، جو نہایت آسانی سے "معان" کی صورت مین بگاڑا جا سکتا ہی جو ابتک شمال عرب مین ایک آبادی ہی،

اہل معین کا ذکر تحریری حیثیت سے سب سے پہلے، آٹھوین صدی ق م مین اسفار یہود مین نظر آتا ہی[1]، اس کے ۶۰۰ برس بعد اراٹستھینیس المتوفی ۱۹۲ ق م ایک یونانی مصنف معین کا ذکر کرتا ہی،

---

[1] تاریخ دوم ۲۶-۷

کے ساتھ حملہ آوری کی جراءت کی تھی، قبائل قدیمہ یمامہ و بحرین کی بربادی کے بعد ایک مدت تک یہاں ویرانی رہی، تا آنکہ آخر مین اسماعیلی و قحطانی عربون نے اُدھر رخ کیا، ربیعہ اسماعیلی کی ایک شاخ عنزہ بن اسد اور کہلان قحطانی کی بعض اولاد نے بحرین پر اور بنو حنیفہ نے یمامہ پر قبضہ کیا[1]، اسلام آیا تو بحرین اہل فارس کے قبضہ مین تھا، اور اُن کی طرف سے ایک عرب خاندان نائب حکومت تھا، اور یمامہ بدستور بنو حنیفہ کے ہاتھ مین تھا، اول نے بر غبت دعوت اسلام قبول کی اور ثانی عہد خلافت صدیقی مین ایک جنگ عظیم کے بعد مطیع ہوا،

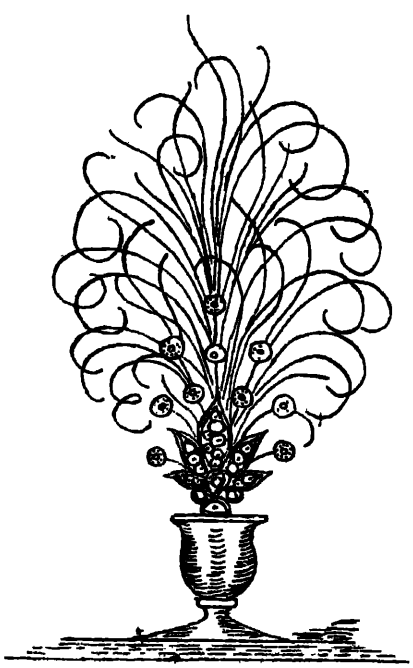

[1] اخبار الطوال ابو حنیفہ، ص ۱۰، ۱۸، مصر،

بعض التبابعة امر ببناء سلحين فبنى فی ثمانين عاما وبنى براقش ومعين بغسالة ايدى صناع سلحين .. قال ولا ترى لسلحين اثرا وهما قائمتان	سلحین کی تعمیر کا حکم دیا تھا، وہ اسّی برس مین بنکر طیار ہوا، اور براقش اور معین کاریگرون کے ہاتھ کے دھوون سے بنے لیکن دیکھو کہ قصر سلحین کا کوئی نشان نہین، اور وہ دونون کھڑے ہین،

اس عبارت سے دو باتین ثابت ہوتی ہین، ایک تو یہ کہ یمن کے بادشاہون کی تعمیر ہے، دوم یہ ہی کہ یہ دونون مقامات دوسری صدی ہجری تک موجود تھے، براقش کا ذکر اسکے بعد بھی تاریخ اسلام مین آٹھوین صدی ہجری تک نہایت کثرت سے آتا ہی اور اُس وقت تک ایک آباد شہر تھا[1]،

شعراے عرب نے بھی ان مقامات کا ذکر کیا ہے، حسب ذیل اشعار کو ہمدانی اور یاقوت دونون نے اکلیل اور معجم مین نقل کیا ہی،

فروہ بن مسیک کہتا ہی،

احلّ بحاجر جدے غطيف	معين الملك من بين ابينا
وملّكنا براقش دون اعلى	وانعم اخوتى وبنى ابينا

علقمہ کا شعر ہی،

وقد اسّوا براقش حين اسوا	ببلقعة ومنبسط انيق
وحلّوا من معين حين حلّوا	لعزهم لدى الفج العميق

مالک بن حریم الدلانی کا یہ شعر صرف ہمدانی کے ہان ہی،

وتحمى الجوف مادامت معين	باسفله مقابلة عرادًا

یہ دو شعر صرف یاقوت نے نقل کیے ہین،

[1] تاریخ یمن (العقود اللولوئیۃ) للخزرجی ج ۱ ص ۱۰۰ طبع گب سیریز،

اراتستینیس کے علاوہ اسٹرابون (۷۹ء) پلینی (۷۷ء) اور بطلیموس (۱۴۰ء) نے بھی معین کا تبلغظ Minaei, Mantai اپنے اپنے زمانہ مین ذکر کیا، اور تشریح کی کہ اُن کا اصلی مقام حضرموت کے پاس مارب اور قتاب کے درمیان ایک معین نام آبادی ہی، اور اُن کے پایہ تخت کا نام قرن Charnaei ہی،

عرب مورخین کو بھی معین سے واقفیت تھی، لیکن انکو اس آبادی کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہ تھا، یونانیون نے جو حالات لکھے ہین وہ گو معلومات عرب پر بہت کچھ اضافہ کرتے ہین، تاہم واقعات کے افشا کے لیے قدرت کو علم الآثار کے ہاتھ کا انتظار تھا،

اب ہم ترتیباً، عرب، یونان اور علم الآثار کے بیانات و نتائج کا ذکر کرتے ہین،

عربون کو معین کے متعلق صرف اسقدر معلوم تھا کہ یہ ایک مقام یا عمارت کا نام ہی، ہمدانی کتاب الاکلیل[1] اور صفتہ جزیرۃ العرب مین جہان اضلاع یمن کا ذکر کرتا ہی لکھتا ہی۔

حافر الیمن براقش ومعین وھما باسفل جوف الرحب مقابلتان فمعین بین مدینۃ نشان وبین دوب شراقۃ،	یمن کے اضلاع، براقش اور معین ہین، اور یہ دونون رحب کے صحراے ریگستانی کے نیچے واقع ہین، معین شہر نشان اور دوب شراقہ کے مابین ہی،

یاقوت حموی نے بھی معجم مین ان دونون مقامات کا ذکر کیا ہی، لفظ معین کے تحت مین لکھتا ہی

معین اسم حصن بالیمن وقال الازھری معین مدینۃ بالیمن تذکر فی براقش،	معین مین مین ایک قلعہ کا نام ہی، اور ازہری کا بیان ہی کہ معین ایک شہر تھا، جس کا براقش مین واقع ہونا کہا جاتا ہی

براقش کے ذکر مین لکھتا ہی،

قال الاصمعی۔ براقش ومعین حصنان بالیمن کان	براقش اور معین یمن مین دو قلعے ہین، بعض شاہان یمن نے قصر

[1] اکلیل میری نظر سے نہین گذری، مولر نے اسکا حوالہ دیا ہی، جزیرۃ العرب میرے پیش نظر ہی،

۱۴۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک موجود تھا فرنچ ماہرین اثریات اور برائے نام انگریز واقفین کا اس کا زمانہ یقینی طور سے ۸۰۰ ق م سے شروع کرتے ہین[۵۱]، لیکن عجیب تر یہ ہی کہ تازہ ترین انگریزی تحقیق، (برٹانیکا طبع یازدہم) مین ہم یہ الفاظ پاتے ہین،

"آخر زمانے کے کتبات کو چھوڑکر، زمانۂ قدیم کے کتبون مین کوئی سنہ یا تاریخ مذکور نہونیکی وجہ سے اور نیز اس لیے کہ کتبات کی تعداد کم ہی علما مین زمانۂ تاریخ عرب قبل اسلام کی نسبت بہت سے اختلافات پیدا ہوگئے ہین، لیکن تمام علما کا اس پر اتفاق کہ ان کتبات کی تاریخ ۱۹۰۰ ق م تک پہونچتی ہے، اور بعضون کا قول ہی کہ صرف ۱۶۰۰ ق م تک یہ پہونچ سکتی ہی، اور ان سے ثابت ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین عرب مین کم ازکم چار متمدن حکومتین امعین، سبا، قتاب و حضرموت کی قائم تھین[۵۲]"

مصنفین انسائیکلوپیڈیا آف اسلام معین کا زمانہ بظاہر اس سے بھی زیادہ قدیم قرار دیتے ہین، کہتے ہین،

"اس قدر قدیم کہ ۳۰۰۰ ق م مین قدیم بابل کے کتبات ایک شاہ معنیوم (جسکا پورا نام معنوم-دانوم ہی) کا ذکر کرتے ہین، جو "معان" یا مشرقی عرب کا بادشاہ تھا، اس نظریہ کی نسبت بہت کچھ کہا جاسکتا ہی کہ معان، عربی لفظ معین کا سومری تلفظ ہی اور اسی صدی سے (جسکی تاریخ غیر معلوم ہی) جنوبی عربی حکومت معین یا معینان کی بنیاد پڑی، جس نے شاید اپنی ابتدا مین تمام جنوبی عرب کو جس مین قتاب اور حضرموت داخل ہی، اپنے آغوش مین لے لیا تھا، اور جس مین ایک اور صوبہ ملوخ (یا ملوق) بھی شامل تھا جسکی نسبت بیان ہی کہ

---

۵۱ Huart. Tome. I. P. 45.

۵۲ مضمون عرب (تاریخ)

ینادی من براقش او معین　　فاسمع فاتلاب بنا ملیع

وقال الجعدی۔

تستن بالضرو من براقش او　　هیلان او بالع من العلم[1]

ابو علکم مرانی حمیری کہتا ہی، براقش و معین نحن عامرها ونحن ارباب صرواح ووثانا

ان شہادتون سے چند امور ثبوت کو پہونچتے ہین معین ایک آبادی کا نام تھا، مقام جوف مین واقع تھا، اسکا وجود دوسری صدی ہجری تک باقی تھا، یہ شہر کسی زمانہ مین حکومت کا مستقر تھا، براقش، اس سے متصل ایک دوسری آبادی تھی، ان روایتون اور شعرون مین البتہ یہ دعوی عجیب ہی کہ یہ سبا اور حمیر کی تعمیر تھی، لیکن یہ تعجب اسلیے رفع ہوجاتا ہی کہ اہل معین کے بعد سبا ہی اسکے مالک بن بیٹھے تھے، بعد کے لوگون نے انھین کو غلطی سے اصل بانی سمجھ لیا،

معین اور اکتشافات جدیدہ، معین کی تاریخی حقیقت واضح کرتے مین جدید اثری تحقیقات نے بڑی مدد دی ہی، یمن کے آثار قدیمہ کے اکتشافات تمامتر دو جرمن فاضل گلازر اور ہالوے کے نتائج سعی ہین ان دونون نے یمن کے کئی ہزار کتبات حاصل کیے اور ان کو حل کیا، جن سے سینکڑون سیاسی مذہبی اور تجارتی واقعات کا سراغ لگا، معین، حضرموت، قتاب اور مارب و سبا کی حکومتونکی تاریخ، موقع وقوع، اسمائے ملوک، مذہبی رسوم، طرز تمدن کا نشان ملا، ان تمام یمنی حکومتون مین قدیم تر "معین" کی حکومت ہی،

معین کا زمانہ معین کے عہد وجود اور زمانۂ بقا کے متعلق گو کوئی قطعی تاریخی فیصلہ نہین ہوسکتا تاہم آثار کی مدد سے کچھ نہ کچھ روشنی پہونچی ہی۔ بڑی مشکل یہ ہی کہ معین کے کتبات پر عموماً تاریخ ثبت نہین، اس بنا پر زیادہ تر قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے، جرمن علمائے آثار کی راے ہے کہ خاندان حکومت

[1] معجم البلدان یاقوت ج ۲ ص ۹۸، مصر

E. Glaser کی مشہور رائے ہی جسکی تقلید و تائید و نکلر Winchler اور راقم سطور (ہومل) نے کی ہی کہ معین کی حکومت کا زمانہ سبا کی حکومت سے اقدم ہی، اور نیز (سبا کے) کاہن بادشاہون (مکارب) سے پہلے ہی، اس تہیوری کی بنا پر طبعاً معین کے لیے ایک قدیم زمانہ علی الاقل ۱۲۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک مفروض کرنا چاہیئے،

حال مین سبا و معین کی ہمعصری کی تائید بعض علمانے مثلاً ماہر عربیات مارٹن ہارٹمن M. Hartmann اور مورخ اڈورڈ مائر E. Meyer کی ہی لیکن پھر بھی ہارٹمن یہ قبول کرتا ہی کہ معین کا زمانۂ زرین یقیناً سبا سے مقدم تھا،

مویدین معاصرت کا سارا زور اس پر ہی کہ کتبۂ معین (گلازر، نمبر ۱۱۵۵۔ ہالدے نمبر ۵۳۵) مین ذکر ہی کہ "معین کے بخورات کی تجارت مصر، عشور اور عبر نہرین کے ساتھ تھی" اور نیز اسمین ایک جنگ کا ذکر ہی جو "مذی" نام ایک قوم اور مصر مین ہوئی تھی، مذی کو یہ میدی یعنی اہل میڈیا (فارس) سمجھتے ہین، جنکی لڑائی مصر کے ساتھ ۵۲۵ ق م مین ہوئی تھی،

ہومل جواب دیتا ہی کہ "مذی" سے اہل مدین یا "مئنی" کیون نہ سمجھا جائے جو بادیہ نشینان سینا کا نام تھا، اور سب سے عجیب بات اس کتبہ مین ہماری تائید مین یہ ہی کہ اس کتبہ مین عشور (اشور یعنی اسیریا) اور عبر نہرین (مابین النہرین یعنی الجزیرہ) کا ذکر ہی، عشور سے اسیریا مراد ہوگا جسکا توراۃ مین اشور املا ہی، از روے تاریخ اسیریا کا زوال ۶۰۰ ق م مین ہو چکا تھا، اس بنا پر یقیناً معین کا زمانہ اسیریا سے یعنی ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے بہت پہلے فرض کرنا چاہیے اس بنا پر معین کا تمام زمانہ سبا سے اقدم ہوگا، یا کم از کم یہ کہ معین کا آخری زمانہ سبا کے ابتدائی زمانہ کے معاصر ہی[1]،

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۸،

وہ غالباً عرب وسطی اور عرب شمالی و مغربی کا نام تھا،[۵۱]

ان معلومات پر دو واقعات کا اور اضافہ کرنا چاہیئے ہائیکسوس عرب جب ۲۰۰۰ ق م مین مصر پر قابض تھے تو ان حکمران قبائل مین سے ایک قبیلہ کا نام اہل مصر "مین" بتاتے ہین جو "معین" کی نہایت صاف شکل ہی، نیز معین و اشور کے کتبات باہم واقعات کا تعلق ظاہر کرتے ہین، اشور کے کتبات مین جنکا زمانہ ۱۹۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک ہی "معین" کا ذکر موجود ہی[۵۲] ان وجوہ سے جیسا کہ فرنچ مورخ عرب ہوارت Huart کہتا ہے "ہم زیادہ نیچے بھی نہین اُتر سکتے"[۵۳]

حکومت معین کی تعیین زمانہ کے وقت ایک اور واقعہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے یمن کی ایک اور عظیم الشان حکومت کا نام سبا ہی، سبا کا زمانہ بلاشک و اشتباہ ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے شروع ہی، اور آخر عہد تک حمیر کے نام سے قائم رہی اس بنا پر یہ ظاہر ہی کہ معین کا پورا زمانہ یا کم از کم عروج کا زمانہ ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے قبل ہونا چاہیئے تاکہ معین کا زوال عہد آخر سبا کی ابتداء عہد اول ہو، بعض اشخاص دونون کو معاصر فرض کرتے ہین، لیکن یہ قابل غور امر ہی کہ اس مختصر خطۂ ارض یعنی یمن مین دو عظیم الشان سلطنتین ایک ساتھ کیونکر قائم رہ سکتی ہین۔

بہرحال اس عقدہ کے حل کرنے مین ہم انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مضمون نگار "عرب" مشہور جرمن فاضل ہومل Hommal کے ساتھ ہین، جس نے بدلائل متعددہ یہ ثابت کیا ہی کہ معین کا تمام زمانہ یا علی الاقل زمانۂ عروج سبا سے پیشتر تھا،

"مولر (وائنا) Muller of Viena کی رائے ہی کہ سبا اور معین معاصر تھے، اڈورڈ گلازر

---

۵۱ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، لفظ "عرب"

۵۲ Brugsch. Vol. 1. P. 266.

۵۳ Vol. 1. P. 45.

شہر دولتمند اور بیکلون اور شاہی عمارتون سے آراستہ ہین"

اس بیان سے جو مسیح سے ۲۰۰ برس قبل کی شہادت ہی، یہ ظاہر ہی کہ اس وقت یمن مین چار آباد قطعات تھے جنمین سے ایک معین تھا، اسکی وسعت مصر زیرین سے کم نہ تھی، زمین نہایت زرخیز و سرسبز تھی، مملکت معین کا خاص شہر قرن تھا، موقع وقوع کے لحاظ سے مورخ یونانی کا بیان ہی کہ یمن کے مشرق مین حضرموت، مغرب مین بجانب بحر عرب قتاب اور وسط مین معین اور سبا، معین اور خلیج عقبہ کے درمیان جو مین سے شام و مصر کا راستہ تھا ۷۰ دنکی مسافت تھی، معین تاجر پیشہ قوم تھی زیادہ تر خوشبودار لکڑی اور بخورات کی تجارت کرتی تھی ایک قدیم جغرافیہ نویس لکھتا ہی۔

یہان سے بطرا اور فلسطین تک سڑک جاتی ہی جہان اہل قریہ اور اہل معین اور آس پاس کے تمام عرب بالائی ملک سے خوشبودار چیزون کے بستے اور بخورات لاتے ہین[۱]،

پلینی کے بیان کے مطابق انکی زمین کی خاص پیداوار چوہارے اور انگور تھے لیکن اُن کی دولت کا اصلی سرچشمہ جانورون کی تجارت تھی[۲]۔

پلینی کا سال وفات ۷۹ء ق م ہی اس وقت تک معین گو زندہ تھے لیکن سبا کے مقابلے مین گمنام ہو چکے تھے، جیسا کہ پلینی کا یہ فقرہ ظاہر کرتا ہی،

سبا تمام قبائل عرب مین سب سے زیادہ مشہور ہین..... وہ سمندر کے اس ساحل سے اُس ساحل تک کے مالک ہین، حضرموت اُن کے ملک کا ایک ٹکڑا ہی..... حضرموت کے پیچھے اندرونی حصہ مین معین واقع ہی[۳]،

---

[۱] Goldmines of Midian P. 179

[۲] فارسٹر ج ۲ ص ۲۲۴، ۲۲۶ [۳] ڈنکر کی تاریخ قدیم ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳،

یہ منازعات و مباحث معین کے ابتدائی زمانۂ وجود یا زمانۂ عروج کے متعلق ہین، معین کا آخری زمانہ یونانی شہادتون کی بنا پر سو برس ق م تک قائم تھا، اس کے بعد پہلی صدی مسیحی مین بھی معین کے متعلق ایک دو حرف ملتے ہین، لیکن زیادہ تر سبا کی عظمت سے یہ روایات پر مبین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ معین اس وقت گمنام ہو چکے تھے،

معین اور مورخین یونانی یونانی مورخین نے اپنی تصنیفات سے نہ صرف اپنی قوم کو زندہ رکھا بلکہ اپنے زمانہ کی تمام قومون کو بھی انھون نے زندہ رکھا ہی، یونانیون اور عربون مین صرف تاجرانہ تعلقات تھے، مصر چوتھی صدی ق م سے یونانیون کے قبضہ مین تھا، اسکندریہ اس وقت تجارت کا مرکز تھا اس زمانہ مین معدنیات اور لوبان وغیرہ خوشبودار چیزون کی تجارت خاص عرب تاجرون کی ملکیت تھی، ارا ستینیس Eratosthenes جسکی تاریخ وفات ۱۹۶ ق م ہی وہ قبائل یمن کے ذکر مین لکھتا ہی[1]:

"ملک عرب کے انتہائے اختتام پر سمندر کے کنارے اہل معین Minaians رہتے ہین، جنکا خاص شہر قرن Karna ہی، ان کے بعد سبا آتے ہین، جنکا پایۂ تخت مارب ہی، آگے بڑھکر بجانب مغرب خلیج عرب کے گوشہ پر اہل قتاب آباد ہین، جن کے بادشاہ تمنع مین رہتے ہین، آخراً انتہائے مشرق مین اہل حضرموت ہین، جنکا شہر سباتا ہی ان چارون ممالک مین سے ہر ایک کی وسعت مصر زیرین سے زیادہ ہی۔

ان ممالک مین ایام گرما مین بارش ہوتی ہی اور ندیان بہتی ہین جو میدانون اور تالابون مین گم ہو جاتی ہین، اسی لیے زمین اسقدر زرخیز ہی کہ تخم ریزی دو ہان سال مین دو بار ہوتی ہی، ..... حضرموت سے ملک سبا تک ۴۰ روز کا راستہ ہی، سوداگر "معین" سے عیلانہ (عقبہ) تک ۷۰ دن مین جاتے ہین، حضرموت افتاب، سبا، اور معین کے

[1] ڈنکر کی تاریخ قدیم ج ۱ ص ۳۱۰ و ۳۱۱، Vol. 1. P. 310. 311.

کہ ۸۰۰ برس ق م معین کی ابتدائی قوت کا زمانہ نہین ہی جیساکہ فرنچ علمائے آثار نے قرار دیا ہی بلکہ ابتدائے ضعف کا زمانہ ہی جیساکہ جرمن علما کی راے ہی، اسکی ترقی کا زمانہ اس زمانہ شکست سے بہت اوپر فرض کرنا چاہیئے، ثالثاً یہ کہ معین اصل مین ایک فاتحانہ قوم تھی، اگر ۱۲۰۰ ق م سے ۱۴۰۰ تک یونان کے جغرافیہ نویسون نے اُسکا ذکر صرف ایک تاجر قوم کی حیثیت سے کیا ہی تو وہ اس بات کا ثبوت ہی کہ اُسکی سیاسی عظمت اس سے بہت پہلے مفقود ہو چکی تھی، اور اس زمانہ مین وہ صرف ایک تاجرانہ قوم رہ گئی تھی،

شاہان معین | خاندان معین مین کتنے بادشاہ گذرے اور اُن کے کیا نام تھے؟ اس کا جواب نہ خود روایات عرب مین ہی، اور نہ مورخین یونان کے بیانات مین، اسکے لیے دنیا کو صرف علمائے آثار کا ممنون ہونا چاہیئے، انھون نے معین کے تقریباً ۲۵ بادشاہون کے نام دریافت کیے ہین جنمین سے ۲۰ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہین، نامون کی فہرست حسب ذیل ہی،

۱- ایل صادق،	ابی یفع یاتوش	خالی کریب
وقہ ایل یاثع،	۳- ابی یفع وقہ	حفن یاثع
ابی یفع یاشر،	وقہ ایل صادق،	۶- شیع ایل ریام
حفنم ریام،	ابی کریب یاثع،	تبع کریب
۲- ابی یفع یاثع،	عمی یدع نابط،	۷ ابی یدع
ابی یدع یاثع،	۴- ابی یفع ریام،	حفنم
وقہ ایل ریام،	ہوفاعشت،	
حفنم صادق	۵- ابی یدع،	

ہوتا ہو کہ مصری و عربی سرحد پر جہان اب سوئز ہو تسار کوئی سرحدی قلعہ تھا، معین کے ایک دوسرے شمالی کتبہ مین، حُکام معین شہر غزہ کا حاکم ہونا بھی اپنے کو بیان کرتے ہین[1]، شہر غزہ، شام و فلسطین کے پاس ابتک موجود ہی، ان بیانات سے معلوم ہوگا کہ معین کی حکومت یمن سے شروع ہوکر شام و مصر اور اشور (اسیریا) تک ممتد تھی،

معین کے شمالی آثار مین مصران نام ایک آبادی کا نام بھی منقوش ہی، یہ آبادی غالباً مدین کے پاس تھی، مصران، عبری کے مصرائم اور عربی کے مصر سے بہت متشابہ ہی، اور عجیب تر یہ ہو کہ مصر کی طرح یہان کا حاکم بھی اپنا لقب **فرعون** رکھتا تھا، اس بنا پر جرمن علما مین عموماً نظریہ مقبول ہوتا جاتا ہو کہ توراۃ مین جہان جہان مصرائم (مصر) کا ذکر ہی اس سے مراد بھی شہر مصران ہی، لیکن یہ تھیوری ابھی بہت سے اعتراضات کا مورد ہی[2]،

ہم نے آغاز فصل مین لکھا ہی کہ ۱۳۰۰ ق م مین بنی اسرائیل نے "معین" کا ذکر کیا ہی، اس زمانہ مین عزیاہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا، عزیاہ اس زمانہ مین عربون سے لڑا تھا، اس لڑائی کا نتیجہ بنیسیم مین اس طرح مذکور ہی،

اور خدا نے اُس کو مدد دی کہ اہل فلسطین پر اور اُن عربون پر جو جور بعل مین رہتے تھے اور معینون پر اُس کو غالب کیا، (تاریخ دوم ۲۶-۷)

یہ جنگ معین کے شمالی مقبوضات مین جو فلسطین سے متصل تھے، واقع ہوئی ہوگی، اس شہادت سے جو ۱۳۰۰ برس ق م کی ہی چند نتائج مستنبط ہوتے ہین، اولاً یہ کہ جیسا کہ آثار سے ثابت ہوتا ہو کہ معین کی نوآبادی شمالی عرب مین بھی تھی اس واقعہ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہی، ثانیاً یہ

---

[1] بیانات بالا کے لیے دیکھو، Human. Origens. P. 37.

[2] Huarts Tome. I. P. 46.

زبان، خط، اور دیوتا کے نام سبا سے مختلف ہین، اور کسی قدر بابل سے مشابہین، اس نتیجہ سے معین کی قومیت کا راز فاش ہوتا ہی، کہ وہ عرب سامیۂ اول کے بقایاے یادگار تھے،

۶- بنی لحیان

من جملہ عرب بائدہ کے رواۃ عرب بنی لحیان نام ایک قبیلہ کا ذکر کرتے ہین، بنی لحیان کی نسبت وہ صرف اس قدر جانتے ہین کہ یہ جرہم کی ایک شاخ تھی ابن خلدون نے بھی اسیقدر لکھا ہی[۱] آجکل شمالی عرب کے شہر العلا مین چند کتبات سبائی اور نبطی کتبون کے پہلو بہ پہلو ملے ہین جن سے نہ صرف "بنولحیان" کا وجود ثابت ہوتا ہی، بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شمالی عرب مین حدود شام مین اور خصوصاً العلا کے اطراف مین آباد تھے، خط لحیانی جنوبی عرب کے خط معینی و سبائی کے مشابہ ہی، بلکہ اُنھین سے ماخوذ معلوم ہوتا ہی[۲]

علماے آثار بنولحیان کی قوت سیاسی کا زمانہ شمالی عرب مین معین و سبا کے انحطاط (۵۰۰ ق م) اور انباط کے ارتقا (۳۰۰ ق م) کے درمیان مین قرار دیتے ہین، لحیانی کتبات کے مضامین کچھ زیادہ واضح طور سے پڑھے نہین جاسکے ہین، لیکن اس خیال کی ہر طرح تائید ہوتی ہے کہ فارس و مصر کے فاتحانہ تعلقات کے عہد (۵۰۰ ق م) کے ہین، اس بنا پر اس زمانہ مین ہیروڈٹس (۴۰۶ ق م) نے فارس و مصر کے تعلق سے جن عربون کا ذکر کیا ہی خیال کیا جاتا ہی کہ وہ یہی "بنی لحیان" ہین[۳]

بنی لحیان کا مسکن حکومت فارس و مصر کے درمیان واقع تھا، ہیروڈٹس بیان کرتا ہی کہ "یہ عرب ہر سال ہزارون وزن (؟) بخورات شاہ فارس کو نذر دیتے ہین،

---

[۱] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص مصر [۲] انسائیکلوپیڈیا آف آف اسلام ج ۱ ص ۳۹۲

[۳] ایضاً ج ۱ ص ۳۷۹-

یہ کل ۲۳ نام ہین جو عمارات اور مقبرون کے کتبون سے جمع کیے گئے ہین[۱]، یہ تعداد زمانۂ حکومت کے لحاظ سے بہت کم ہی، اور ظاہر ہی کہ متعدد نام ایسے ہونگے جنکے نام کے کتبے ہمکو نہین ملے، اور اور بہت سے ایسے ہونگے کہ جنکے نام کے کتبے سرے سے نہونگے، اسلیے زمانۂ حکومت کی وسعت کے مطابق کم از کم دس بارہ نام اور فرض کیے جاسکتے ہین، کل ۳۵ نام ہوتے ہین، حمزۂ اصفہانی نے ۲۶ تبابعۂ یمن کی مدت حکومت ایک ہزار برس لکھی ہی، لیکن یہ مدت ۲۶ بادشاہون کے زمانۂ حکومت کے لیے بہت زیادہ ہی، کیونکہ زیادہ سے زیادہ ہر ایک کا زمانہ علی الاوسط ۲۰ برس سے زیادہ مفروض نہین ہوسکتا، اگرچہ ایک طرف ان مین بہت سے ۵۰ برس کے ہونگے، تو دوسری طرف بہت سے ۱۰ برس کے ہونگے، اس لیے زیادہ سے زیادہ اوسط ۲۰ برس ہم فرض کرتے ہین، اس فرض کی بنا پر ۳۵ بادشاہون کے لیے ۷۰۰ برس کا زمانہ ہونا چاہیے، یہ زمانہ اگر ۱۰۰ ق م سے شمار کیا جائے جو مین مین عاد کی خاتمۂ حکومت کا زمانہ ہی تو ۱۰۰۰ ق م پر آکر یہ ۷۰۰ کی مدت ختم ہوتی ہی اور یہ ٹھیک وہ زمانہ ہی جب توراۃ کے رو سے (قصۂ سلیمان و سبا) قوم سبا کی ابتدا ہو رہی ہی،

گلازر Glaser اور **ہومل** Hommel جو جرمنی کے محققین علمائے آثار ہین وہ معین کا عہد حکومت ۱۵۰۰ ق م سے ۹۰۰ ق م تک متعین کرتے ہین جسکے بعد اُن کا بیان ہی کہ سبا نے شمال عرب سے آکر معین کو فتح کرلیا[۲]، ہم نے معین کی ابتدا عاد کے خاتمہ سے لیکر (۱۰۰۰ ق م) سبا کی ابتدا تک (۱۰۰۰) جو قرار دی ہے اس سے بغیر کسی تکلف کے یمن کی ایک مسلسل تاریخ قائم ہوجاتی ہی، اور فرض محققین آثار سے زیادہ دور بھی نہین واقع ہوتا معین کی

---

۱ Huart. Tome. I. P. 56 ان ناموں کی فہرست کے لیے دیکھو

۲ برٹانیکا مضمون عرب یازدہم،

لیکن یہ نذر غلامی و عبودیت کی قیمت نہ تھی، بلکہ دوستانہ ہدیہ تھا، کیونکہ مورخ مذکور لکھتا ہی کہ "ان عربون کو ابتک کوئی مفتوح نہ کرسکا"

۵۲۵ ق م مین قمبیز شاہ فارس نے جب مصر پر حملہ کرنا چاہا تو صحرائے سینا کا بے آب و دشوار گذار میدان بغیر ان عربون کی اعانت کے قطع کرنا محال تھا، شاہ فارس نے ان عربون کے پاس ایک سفارت بھیجی کہ وہ اسکی مدد کرین اور اس ریگستان مین اُسکی فوج کے لیے پانی کا انتظام کرین، شاہ عرب نے امداد کا وعدہ کیا اور پتھر سے اُنگلی پر مار کر خون نکالا جو مستحکم وعدہ کی عربون مین نشانی تھی، اونٹون کی کھالون مین پانی بھر کر اس خشک ریگستان کو چشمۂ پر آب بنا دیا[1]،

پلینی نے پہلی صدی عیسوی مین خلیج ایلانہ (عقبہ) کے پاس لیانیین نام ایک قوم کا ذکر کیا ہی[2]، بعض لوگ اسکو لحیانین سمجھتے ہین[3]،

لیکن ہماری راے مین وہ ایلانیین ہی، اور اسکی شہادت یہ ہی کہ اس خلیج کا نام "ایلہ" اور "ایلانہ" نہایت قدیم ہی اور اسی نام سے اسفار یہود اور جغرافیہاے یونان مین اسکا ذکر ہی حالانکہ اسکے بعد اور اس کے پہلے بنو لحیان کا وجود بھی نہ تھا،

بنو لحیان عرب کے ایک اور قبیلہ کا بھی نام ہی جو اسماعیلی قبائل کی شاخ، ہذیل بن کنانہ کی فرع ہی، یہ عہد ظہور اسلام مین نجد کے قریب آباد تھی، مسلمانون کو اس کے ساتھ ایک غزوہ بھی پیش آیا،

---

[1] ہیروڈاٹس باب ۳ فقرہ ۸،

[2] Goldmines. P

[3] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹،

مجہول قبائل سامیہ

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بہت سے قدیم قبائل بائدہ کے نام منقول ہین، لیکن نام کے سوا اور کچھ نہین معلوم، مثلاً عبل، عبس اولیٰ، امیم، ارقم، اوبار وغیرہم، جاہلی شاعر نابغہ جو اسلام سے کچھ پہلے گذرا ہی ایک قصیدہ مین عرب کے قبائل بائدہ کا بہ تفصیل ذکر کرتا ہی[1]،

الم تروا رما ولا عادا	افناهم الليل والنهار
وانقرضت بعدهم ثمود	بما جنى فيهم قدار
وجاسم بعدهم وطسم	قد اوحشت منهم الديار
وحل بالحي من جديس	يوم من الشر مستطار
ومزدهر على صحار	فهلكت جهرةً صحار
ومتعت بعدهم وبار	ولا صحار ولا وبار
بادو اوخلوا رسوم دار	فاستوطنت بعدهم (نزار)
لان لهم سودد وحلم	ونجدة شانها وقار
اخنت عليهم ريب دهر	له على اهله عثار

[1] حمزہ اصفہانی، کلکتہ ص ۱۱۱،

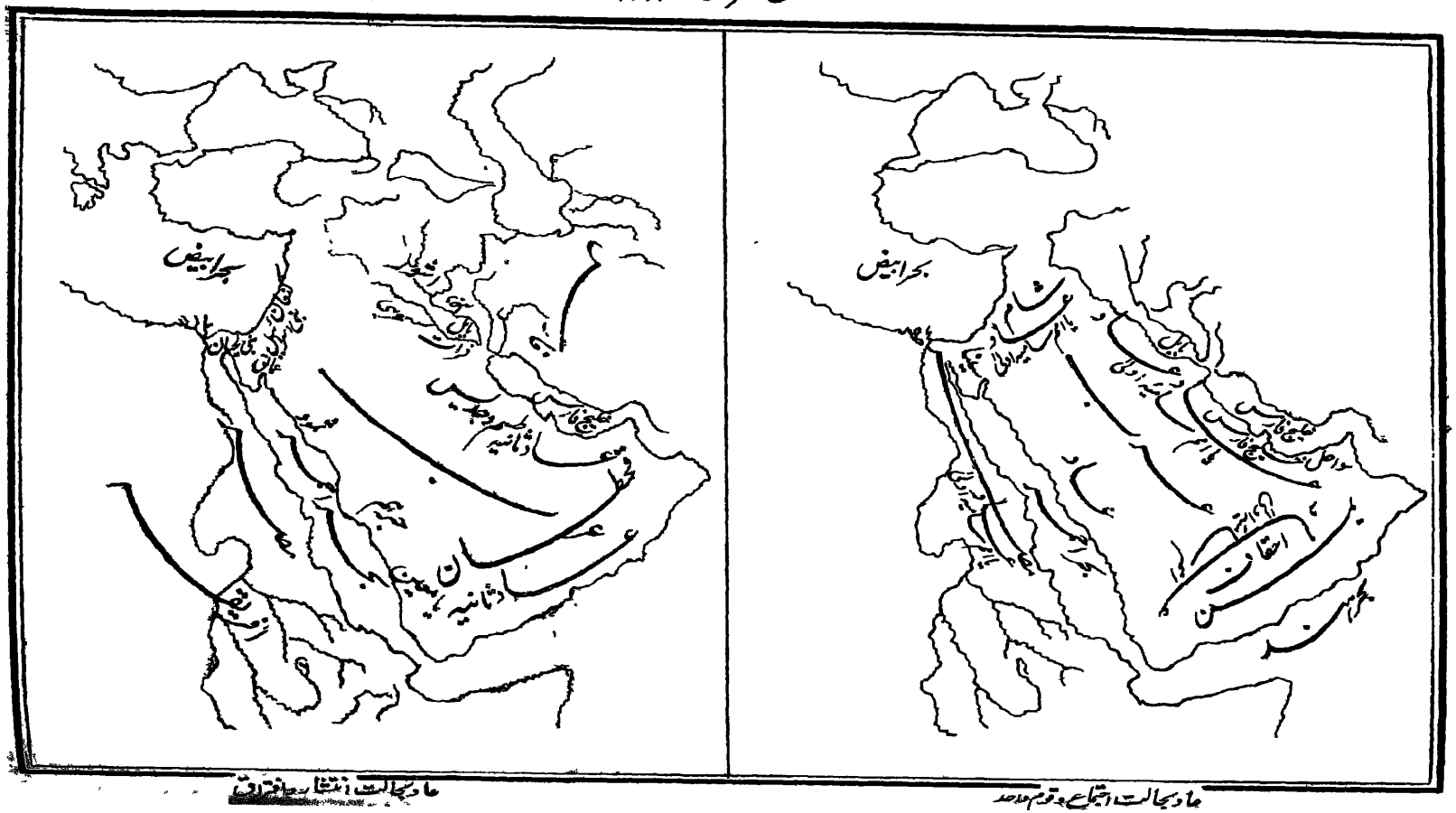

ماد بحالت انتشار و افتراق

ماد بحالت اجتماع و قوم واحد

مسا اور صفار دونون مقام مجہول ہین، صفار سے اب عموماً ظفار واقع یمن مراد لیا جاتا ہی، مسا سے اگر حجاز مراد لیا جائے[1] (کیونکہ حضرت اسماعیل کے ایک بیٹے کا نام مسا تھا) تو مطلب یہ ہوگا کہ حجاز سے یمن تک بنو قحطان آباد تھے، اور یہ بیان عربون کی روایت کے بالکل مطابق ہی،

توراۃ مین ہی کہ قحطان کے تیرہ بیٹے تھے، الموداد، شلف، حضرموت، اوزال، دقلاہ، عوبال، ابی مال، اوفیر، حویلہ، یوباب، یارح، حضارموت، شبا (تکوین ۱۰-۲۰)

عرب رُواۃ یارح، حصارموت، اور شبا کے سوا کسی اور سے واقف نہین، لیکن یورپ کی مذہبی جماعت نہایت اہتمام و کوشش سے ان مین سے ہر ایک کا وطن و مسکن عرب کے ایک ایک گوشہ مین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکال رہی ہی، ان کی تحقیقات کا نتیجہ حسب ذیل ہی، گو انکی صحت قطعی نہین،

الموداد

الموداد اور اُسکی اولاد نے مشرقی عرب کے سواحل بحر فارس پر اقامت کی کیونکہ بطلیموس الومائیٹو Allumaeotae نام ایک عرب قبیلہ کو جو الموداد کے نام سے مطابق ہے یہین جگہ دی ہی،

شلف

بنو شلف حجاز مین مدینہ اور کوہ ذامس کے مابین آباد تھے، بطلیموس نے سلفنی نام سے یہان ایک قوم کا ذکر کیا ہی جو عبرانی نام کی یونانی شکل ہی،

حضرام

حضرام کی اولاد نے بھی یہی سمت اختیار کی، حدرمہ Hadrama نام ایک

[1] اسی کتاب مین جغرافیہ عرب حسب بیان توراۃ دیکھو،

طبقۂ ثانیہ

بنو قحطان

سنہ ۲۵۰۰ ق م

قحطان قبائل یمن کا جداعلیٰ تھا، عبرانی توراۃ مین قحطان کے بجائے یقطان مذکور ہی، (تکوین ۱۰-۲۶) توراۃ کے یونانی تراجم مین بسبب ادلۂ "یا" "بالجیم" جقطان استعمال کیا گیا ہی، قحطان، یقطان، اور جقطان تینون ایک ہی نام کے مختلف تلفظ ہین، پہلے علماے نصرانیت مین مسلم نہ تھا، لیکن اب یہ عام طور سے قبول کیا جارہا ہی، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا مین جو زمانۂ حال کی مستحکم ترین سند ہی اس اتحاد کو تسلیم کیا گیا ہی[۱]، ریورنڈ فارسٹر جنھون نے اُنیسوین صدی کے وسط مین عرب کا جغرافیۂ تاریخی لکھا ہی وہ اس اتحاد کے لیے نہایت بیقرار ہین[۲]، کہ توراۃ کے یقطان کی تاریخی شخصیت کی تصدیق عرب کے قحطان کے سوا کسی اور صورت مین نظر نہین آتی، نہین اسباب سے ہم دیکھتے ہین کہ توراۃ کے مشرقی تراجم مین یقطان کی بجاے اب عام طور سے قحطان لکھا جاتا ہی،

قحطان و یقطان کے اتحاد مسمّٰی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہی کہ توراۃ مین جن اولاد ونکا ذکر ہی حسب اصول تطابقِ اسماء اُن کا مسکن یمن ثابت ہوتا ہی، جسکی تفصیل ہمین آگے آتی ہی، توراۃ نے اُنکی جاے سکونت "مسا سے صفار پورب کے پہاڑ تک" بتائی ہی (تکوین ۱۰-۳۰)

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۲۸۴ ۵۲ ج افصل ۲،

تمام اسفار یہود مین بکثرت ذکر ہی[۱]

حویلہ

اسکی اولاد مین مین شمال کی جانب آباد ہوئی جہان اُن کے نام سے شہر حویلہ آباد ہوا،

یوباب

یوباب کو یونانی مین جوباب کہین گے، یمن کے جنوب مین جوبارٹی Jobaritee کو بطلیموس نے جگہ دی ہی شاید یہ وہی ہو[۲]

یارح، حضرموت اور سبا کے متعلق کسیقدر زیادہ ہمکو حالات لکھتے ہین اس لیے اُنکے لیے مستقل عنوان کی ضرورت ہی،

---

[۱] ایام دوم ۸- ۱۸، و ۹- ۱۰ و ۱۰- ۱۱، ایام اول ۲۹- ۴ سفر ایوب ۲۲- ۲۴، و ۲۸- ۱۶، زبور ۴۵- ۹، اشعیا ۱۳- ۱۲،

[۲] ان تمام بیانات کے لیے دیکھو فارشرج افصل ۲،

آبادی کا ابو الفدا نے ذکر کیا ہی، (اصل نام حضرمہ ہی، ان ناواقفون کو D کے تلفظ نے دھوکا دیا ہی، جو یورپین زبانون مین عربی کے "د" اور "ض" دونون کا کام دیتا ہی، جغرافیۂ ابو الفدا کے یورپین ترجمہ مین حضرمہ کو Hadrama لکھا ہوگا)

اوزال

وسط یمن مین اُس مقام پر آباد ہوئے جہان اب صنعا آباد ہی، اُنھین کے نام سے یمن مین "اوزال" ایک مشہور شہر تھا، یہ شہر مسیح سے چھ سات سو برس پہلے تجارت کی ایک بڑی منڈی تھی، یہان سے فولاد، تیز پات، اور مسالہ لایا کرتے تھے، (حزقیال ۲۷-۱۹) یہودا تک مع جودہ شہر صنعا، کو جو قدیم اوزال کی جگہ چھٹی صدی عیسوی مین آباد ہوا ہی اوزال ہی کہتے ہین،

دقلاہ

یمن مین ایک مقام کا نام "ذوالخلاعہ ہی، شاید وہ عبری دقلا کی عربی شکل ہو،

عوبال

عرب مین اس خاندان کا نشان نہین ملتا، شاید کہ وہ افریقہ (ایتھوپیا) چلا گیا ہو،

ابی مائل

بعض اشخاص کے بیان کردہ آثار کے مطابق مسکن بنی سالف اور حجاز کے مابین اسکی اقامت ظاہر ہوتی ہی،

اوفر

بنو اوفر، یمن کے سواحل پر جاگزین ہوئے، اُنھین کے نام سے اس مقام کو اوفر کہتے تھے، یہ یمن کا قدیم بندرگاہ تھا، حضرت سلیمان کے جہاز یہان آکر لنگر انداز ہوا کرتے تھے اور اُن کے لیے یہان سے سونا لاد کر لے جایا کرتے تھے (اسلاطین ۹-۲۸) اوفر کے سونے کا

اسی "یعرب" سے ماخوذ ہی، ہماری رائے مین یہ دعوی صرف لفظ "یعرب" اور "عرب" کی مناسبت لفظی پر مبنی ہی، بلکہ یعرب کی فصیح اللسانی کا دعوی بھی عجب نہین کہ اسی نام کی معنوی مناسبت کا نتیجہ ہی کہ "یعرب" اور "اعراب" ہم مادہ ہین، اور "اعراب" کے معنی عربی زبان مین صفائی کے ساتھ اظہار مطلب کے ہین،

توراۃ مین یعرب کی اولاد کا حال مذکور نہین، رواۃ عرب یشجب" نام اسکے ایک بیٹے کا ذکر کرتے ہین، اور سبا کو توراۃ کے برخلاف یعرب (یارح) کے بھائی کی بجائے، یعرب کا پوتا اور یشجب کا بیٹا کہتے ہین، لیکن ظاہر ہی کہ ان دونون مین ماخذون مین معتبر ترکون ہی؟ یہ بھی روایت ہی کہ یعرب خود یمن کا فرمانروا ہوا اور اپنے بھائی جرہم کو حجاز کا حاکم بنایا، توراۃ مین یعرب کے تمام بھائیون کے نام مذکور ہین، ان مین جرہم کسی کا نام نہین، جرہم البتہ ایک الگ قبیلہ تھا، جسکا ذکر ہم "امم سامیہ" کے عنوان مین مفصل کر آئے ہین،

مصنف جغرافیہ عرب یونڈفارسٹر اور اُنکی گمراہ کن پیروی مین مصنف "خطبات احمدیہ" نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہی کہ یارح، یعرب، اور جرہم ایک ہی نام ہی، یارح اور یعرب کا اتحاد تو ظاہر ہی، لیکن یارح اور جرہم مین باہم کیا تعلق ہی؟ یہ غلطی اس لیے پیدا ہوئی ہی کہ یونانی تلفظ مین جسکی تمام السنۂ یورپ مین تقلید ہی "ی" "ج" سے بدلکر "یرح" کا "جرح" ہو گیا ہی، اس بنا پر ایک یورپین کی نگاہ مین اگر جرح اور جرہم ایک نظر آئے تو تعجب نہین، لیکن ایک عرب نژاد مسلمان کو کیونکر دھوکا ہوا! واقعہ یہ ہی کہ جرہم خاص سامی التلفظ نام ہی یونانی نہین، کیونکہ اسمائے قدیم کے متعلق عربون کے معلومات براہ راست یہودیون سے ماخوذ ہین جنکی زبان عبرانی و سریانی تھی، اور یا خود اُن کے عربی موروثی روایات ہین، اور ان دونون کے لحاظ سے "ی" اور "ج" کا مبادلہ غیر مسلّم ہی، یہ مبادلہ سامی (عبری و عربی) اور غیر سامی (یونانی و لاطینی)

یارح یا یعرب

یارح عبرانی ہی عرب اسکو یَعرُب کہتے ہین، السنۂ قدیمہ مین اس قسم کا تغیر لہجہ نہایت عام ہی، یہودی رُواۃ عرب تمام قبائل یمن کو تنہا اسی یعرب کی اولاد قرار دیتے ہین، تا آنکہ شبا کو بھی یعرب ہی کا بیٹا سمجھتے ہین، اور یہی رائے ہمارے ان متفقاً تمام علماے ادب وانساب کی ہی، اس غلطی کا سر بنیاد صرف، عبیدبن شریہ وغیرہ یہودیمن کے عام افسانے ہین، توراۃ مین قحطان واولاد قحطان کے تحریری حالات وانساب موجود ہین۔ جنکا رتبہ بہرحال یہودیون کی زبانی کہانیون سے بہت اعلی اور ارفع ہی،

روایات عرب کے رو سے یعرب یمن کا سب سے پہلا بادشاہ ہی، یا یون سمجھو کہ تمام بنو قحطان مین نسل یعرب پہلی حکمران جماعت ہی، یہ بھی کہتے ہین دعائے شاہانہ جو اسلام سے پہلے جاہلیہ مین جاری تھی یعنی اَبَیْتَ اللَّعْنَ و اَنْعِمْ صَبَاحًا سب سے پہلے اسی کو دیگئی، یہ بھی مشہور ہی کہ عربی زبان کا سب سے پہلا متکلم فصیح یہی تھا، حسان بن ثابت (مشہور شاعر صحابی) فرماتے ہین،

تعلمتم من منطق الشیخ یعرب ابینا، فصرتم معربین ذوی نفر

وکنتم قدیمًا مالکم غیر عجمۃٍ کلام، وکنتم کالبھائم فی القفر

یہان تک تو غنیمت ہی، آگے چلکر دعوی کیا جاتا ہی کہ "عربی" اور "عرب" کا نام بلکہ وجود

زبانون کے مابین ہوتا ہی ورنہ خود سامی زبانون کو آپس مین قسم کا مبادلہ کبھی نہین ہوتا،

یغرب اور نسل یعرب اور اُسکی حکومت کے متعلق کچھ نہین معلوم، روایات عرب مین غلطی سے سبا کو یعرب کی فرع تسلیم کرکے تمام قبائل سبا اور حکومتہاے سبا کو قبائل یعرب اور حکومتہاے یعرب کہتے ہین، لیکن ہم بحوالۂ توراۃ ابھی ثابت کرچکے ہین کہ سبا اور یعرب دونون قحطان کی الگ الگ اور مستقل شاخین ہین، اہل معین کا دور حکومت جیسا کہ گذرا سترھوین صدی ق م سے شروع ہوتا ہی، اور امم سامیہ اولی (عاد وغیرہ) جو یمن پر قابض تھے اُنکی تباہی ۱۸۰۰ ق م مین ہوئی ہی تو کیا درمیانی زمانہ بنو یعرب کا فرض کیا جائے؟

حصارموت یا حضرموت

عبری زبان مین "ض" نہین ہی، اس لیے حضرموت کا تلفظ اُس مین حصرموت یا حصارموت بزیادت الف ہی، حضرموت کی اولاد نے جس قطعۂ عرب کو اپنا مسکن بنایا وہ حضرموت کے نام سے آج تک مشہور ہی، حضرموت عرب کے انتہائی جنوب مین بحرِ عرب کے سواحل پر یمن کے مشرق مین واقع ہی،

بنو حضرموت کی ایک مستقل حکومت تھی جسکا ذکر یونانیون نے جابجا کیا ہی، مسلمان مورخین بھی اس دورِ حکومت سے واقف تھے، علم الآثار نے بھی یہان کے متعدد بادشاہون کے نام دریافت کیے ہین، یونانی اور عربی زبانون مین باہم "ح" اور A اور ch "ض" اور D اور T اور S مین مبادلہ ہوجاتا ہی، اس لیے حضرموت کا تلفظ یونانی مین مختلف طرق سے ہوا ہی، سینٹ جیروم نے Asarmonthi پلینی نے Atranitae اور Chatramotilae اور بطلیموس نے Chathramitae Chatramotitae کیا ہی[1]،

عرب مورخین نے حضرموت کی گو مفصل تاریخ کہین بیان نہین کی ہی، لیکن اتنا اُن کو معلوم تھا کہ شبا کی طرح اس خاندان مین بھی متعدد بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہین انکا لقب عیاہل ہوتا تھا، مورخین عرب کا بیان ہی کان فیہم ملوک تقارب ملوک التبابعۃ فی علو الصیت وبناھۃ الذکر

[1] فارسٹر اور بیوان

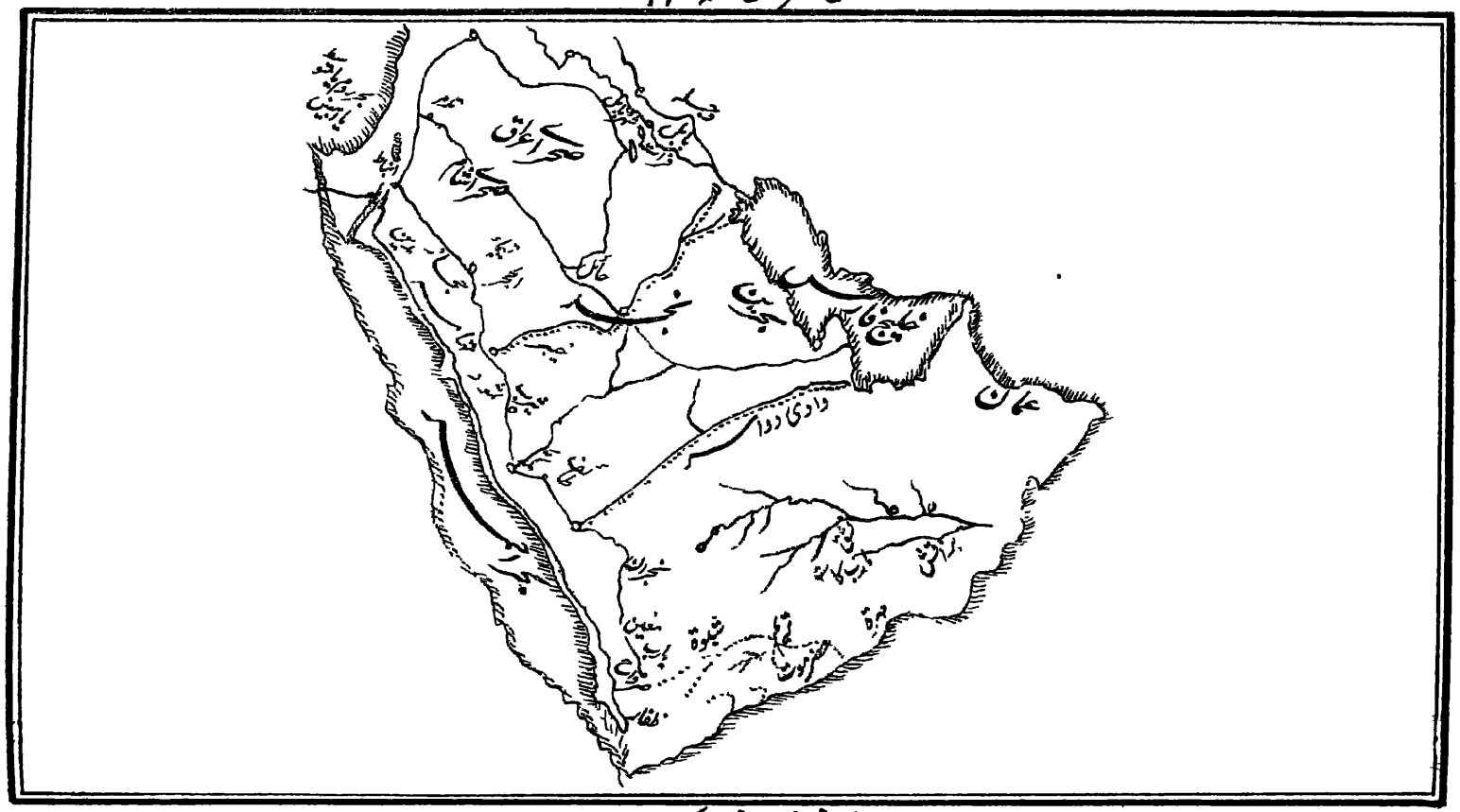

یمن کا نقشہ سبا وغیرہ کے عہد میں

لیکن حضرموت کے بندرگاہ قانہ یا قانع کا نام تجارت کی مناسبت سے مذکور ہی، حزقیال ۲۷، ۲۲ مین ہی، "حاران اور قانہ اور عدن، سبا کے تاجر اسیریا، ... تیرے بیوپاری تھے" قانہ کا بندرگاہ کتبات مین بھی مذکور ہی،

حضرموت اور یونان،

یونان نے بھی اسی بحری تجارت اور ہندوستانی بیوپار کے تعلق سے ان کا ذکر کیا ہے، اراٹوستھنیس Eratosthenes المتوفی ۱۹۶ ق م بیان کرتا ہی کہ "یمن کے آخر مین مشرق کی طرف حضرموت Chatramitis ہی اسکے دارالحکومت کا نام سبا تھا، Sabbatha ہی" سباتھا کا اصلی تلفظ "شبوہ" ہی، جو اب تک حضرموت کی ایک مشہور آبادی ہی، یہی مصنف آگے چلکر لکھتا ہی "حضرموت زیادہ تر بخورات پیدا کرتا ہی، لیکن ہر قسم کے میوے بھی وہان وافر اور جانور بھی کثرت سے ہوتے ہین، حضرموت سے سبا کا ملک ۴۰ روز کی مسافت پر ہی، ... حضرموت .... اور شبا نہایت دولتمند شہر ہین، اور مذہبی و شاہی عمارات سے آراستہ ہین"

پلینی (۷۹ء) کہتا ہی، "سبا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہی، جسکا خاص شہر سباتھا (شبوہ) ہی، اس شہر مین ۶۰ ہیکل ہین، .... یہان سے بخورات جمع کرکے سباتھا لائے جاتے ہین، اور اُسوقت تک یہ خرید نہین کیے جاسکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہی، جب تک کاہن، سباتھا کے دیوتا کے لیے ایک عشر (۲۰ سوان حصہ) اُن سے نکال نہین لیتا"[1]

ایک یونانی مورخ لکھتا ہی کہ "حضرموت مین بادشاہ واشتہ نہین ہوتا، بلکہ شرفاے ملک کے گھر مین بادشاہ کے انتخاب کے بعد جو پہلا بچہ پیدا ہوتا ہی وہی ولی عہد قرار پاتا ہی"

---

[1] ان دونون یونانی حوالون کے لیے دیکھو Dunker's History of Antiquity Vol. I. P. P. 310. 311. 313.

شاہان حضرموت شہرت اور ناموری مین تبابعۂ مین کے ہم درجہ تھے، ابن خلدون نے تاریخ مین بعض بادشاہون کا ذکر کیا ہی، نشوان بن سعید حمیری نے بھی انکا نام لیا ہی،[1]

وعیاهل من حضرموت من بنی	اجمادذی الاشباو آل صباح
والعزمن حبن وابنا مرة	وبنی شبیب والاولی بناح
وبنی الهزیل وآل فهد منهم	من کل حش بالسندے مرتاح

فرزندان حضرموت زیادہ تر لڑائیون مین برباد ہوگئے، اور جو بچے انھون نے اپنے کو قبیلۂ کندہ مین منضم کردیا، ابن خلدون کی عبارت ہے،

قد ذهب اکثرهم واندرج باقیهم فی کندة وصاروا فی عدادهم[2] اکثر لوگ فنا ہوگئے جو بچے وہ قبیلۂ کندہ مین مختلط ہوگئے اور اور ان کا شمار انھین مین ہوگیا،

بنی حضرموت چونکہ بحر عرب کے ساحل پر آباد تھے، جو تقریباً جنوبی ہندوستان کے سامنے ہی، اسلیے ہندوستان کی بحری تجارت کے یہ عہد قدیم سے مالک تھے، ہندوستان کا تمام بیوپار انھین کے توسط سے انجام پاتا تھا، جہازرانی مین ان کو خاص دستگاہ حاصل تھی، اسلام کے بعد انکی یہ قوت اور زیادہ نمایان ہوکر چمکی، جزائر ہند جاوہ سماطرہ اور تمام سواحل ہند مین انکی نوآبادیان قائم ہین، دکن کی فوجی طاقت مین حیدرآباد اور مرہٹون کی زمانہ تک انکا عنصر ایک جزو اہم تھا، ان سواحل وجزائر مین اشاعت اسلام کی خدمت بھی انھین حضرموتی عربون کے ہاتھون سے انجام پائی ہی

حضرموت اور توراۃ — حضرموت اُن خوش نصیب عرب قبائل مین ہی جنکا نام توراۃ مین مذکور ہی لیکن افسوس ہی کہ یہ خوش نصیبی نام کی حیثیت سے صرف ایک ہی بار نصیب ہوتی ہی یعنی قحطان کے بیٹون کے سلسلہ مین

[1] قصیدۂ حمیریہ قلمی کتبخانۂ بانکی پور۔ [2] ابن خلدون ج ۲ ص

رہے تھے، تقریباً ۳۰۰ء مین بالآخر حضرموت پر اُنھون استیلا حاصل کرلیا[1]،

حضرموت کے بادشاہون کے جو نام کتبات و نقوش مین پڑھے گئے ہین، ان مین سے ہمکو صرف دو معلوم ہین، "صدوق ایل" اور "معدی کرب" معدی کرب، صدوق ایل کا پوتا تھا، اور معین کے بادشاہ "ابی یدع یاقع" کا چچا اور معاصر،

حضرموت اور اسلام

سنہ ۸ھ مین حجاز و نجد سے فارغ ہوکر آنحضرت صلعم نے یمن مین حضرت علی معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری کو جو اصلاً یمنی تھے دعوت اسلام کی غرض سے یمن بھیجا، ایک ہی سال کے اندر اندر تمام ملک مسلمان تھا، اسی سال زیاد بن ولید خزرجی یہان عامل مقرر ہوکر آئے، عہد اسلام مین حضرموت کا آخری بادشاہ شولا، وائل بن حجر تھا، حضرموت کی زبان حجاز کی زبان سے مختلف تھی، شاہان عالم کے سلسلہ مین وائل کو عربی مین جو خط لکھا گیا تھا، وہ حضرموتی الفاظ کی آمیزش کے ساتھ تھا

من محمد رسول الله الی الاقیال العباهلة، والارواع المشابیب ... فی التبعة لا مقورة الالباط، ولا خناك وانظوا التبجة، وفی السیوب الخمس ومن زناهم بکر فاصفعوه مائة واستوفقوه عاما ومن زنا من ثیب فضرجوه بالاضامیم ولا تو فی الدین

---

[1] Encyclop. Bret. Vol. II. P. 264.

تھیوفراسٹینس Theophrastens جو تاریخ طبعی کا مصنف ہی بیان کرتا ہی کہ "لوبان و عود وغیرہ بخورات، سبا اور حضرموت کے عرب اضلاع مین پیدا ہوتے ہین،..... یہ تمام ملک سبا کے متعلق ہی"[۱] تہیوفراسٹینس کا زمانہ ۳۱۲ ق م ہی، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس عہد قدیم مین بھی حضرموت، سبا سے آزاد نہ تھا،

حضرموت اور آثار قدیمہ،

حضرموت کے آثار کی تحقیق بہت کم ہوئی ہی، ۱۹۱۳ء تک جو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول کے طبع کی تاریخ ہی حضرموت کے پایۂ تخت شبوہ مین، سینکڑون کتبات ایسے موجود تھے جو پڑھے نہین گئے تھے[۲] تاہم جو آثار دریافت ہو چکے ہین اُن سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرموت کا تعلق نہایت قدیم زمانہ سے معین کے ساتھ تھا، بلکہ حضرموت کا خاندان معین کے ساتھ تعلقات نسبی بھی رکھتا تھا، اور قانہ کا بندرگاہ اور ملک کا ایک ٹکڑہ ایک حد تک اُس کے ماتحت تھا، ایک طویل خاموشی کے بعد حضرموت کا نام سبا کی ماتحتی مین نظر آتا ہی[۳]

سبا کا زمانہ ۹ یا ۱۰ سو ق م سے ۱۱۵ ق م تک مفروض ہی، اس دور مین بھی حضرموت کی حکومت کا ذکر جنگ و صلح کے تعلق سے آتا ہے، شاہان سبا کے خطاب شاہی کے ساتھ "شاہ حضرموت" کا لقب بھی نظر آتا ہی، سواحل یمن کی دوسرے جانب ملک حبش ہی، اہل حبش بھی حقیقت مین سبائی عرب تھے، اُنھون نے اپنی نوآبادی زمانۂ قدیم مین اپنے وطن کی دوسری مقابل جانب مین قائم کی تھی، اس زمانہ مین رفتہ رفتہ وہ بھی سواحل حضرموت پر واپس

[۱] Heeren's Historical researckes of Antiquity Vol I P. 351.

[۲] Encylop of Gslam Vol I. P. 377.

[۳] Histoire L. Arabee Tome I. P. 49.

کے معنی مین مستعمل ہی، سبا چونکہ تاجر قوم تھی، اس لیے اس لقب سے مشہور ہوئی،

زمانہ

سبا کا زمانۂ عروج کب سے شروع ہوتا ہی؟ روایات عرب مین براہ راست اسکا کوئی ذکر نہین، لیکن تمام مورخین و اہل نسب نے عبد شمس سبا کو قحطان کا پوتا لکھا ہی یہ انکی حکومت کا زمانہ ۴۰۰ برس بتاتے ہین[۵۱]، اسکے بعد اُسکا جانشین اُنکی تصریح کے مطابق حمیر ہوتا ہی، بقاعدۂ عام عبد شمس سے اگر عبد شمس کا خاندان مراد لیا جاے تو قحطان کی تیسری پشت سے جو کم از کم ۲۵۰۰ ق م ہوگی، اسکا زمانہ شروع ہوکر ۴۰۰ برس کے بعد ۲۱۰۰ کے پس وپیش مین ختم ہوجائیگا، حالانکہ سبا اور حضرت سلیمان (۹۵۰ ق م) کی معاصرت قران مجید، اسفار یہود اور انجیل سے اسکے ایک ہزار برس کے بعد بھی ثابت ہی،

اسفار یہود مین سبا کا حکومت کی حیثیت سے ذکر سب سے پہلے حضرت داؤد کی زبور مین نظر آتا ہی[۵۲]، اس سے ثابت ہوتا ہی ۱۰۰۰ ق م سے پہلے عہد عروج شروع ہوچکا تھا اسیریا کے کتبات مین ۷۱۵ ق م مین اسکا ایک بادشاہ اسیریا کو خراج دیتا ہی، یہ سبا کی ترقی کا درمیانی زمانہ ہی، آخرین ولادت مسیح کے پس وپیش یونانی تاریخون بھی اسکا ذکر ہی، اس سے سبا کا آخری زمانہ ظاہر ہوتا ہی،

یمن کی تمام قدیم حکومتون مین سے سبا کے آثار و کتبات سب سے زیادہ ملے ہین، یہ کتبے اکثر غیر مورخ ہین، لیکن بعض واقعات، اشارات، اور خود کتبات کے حوالون کی مدد سے علماے آثار نے زمانہ کی تحدید کرنی چاہی ہی، یہ متفق طور سے ثابت ہی کہ "از روے کتبات

---

[۵۱] مروج الذہب مسعودی ج ۱ ص ۱۹۳ مصر،

[۵۲] زبور داؤد ۷۲ — ۱۰،

سبا

یہ امم قحطانیہ کی سب سے مشہور شاخ ہی ایک طرف روایات عرب، حکایات یونان اور آثار قدیمہ مین، دوسری طرف قرآن مجید، تورات، زبور اور انجیل مین اسکی شہرت و رفعت کی داستانین اور واقعات موجود ہین، جنوبی و شمالی عرب جو تمدن کے گہوارے تھے اسکی حکومت کے مرکز ہین، لیکن اسکی حکومت کو حقیقی وسعت و اقتدار جنوبی عرب مین حاصل تھا، معین کی حکومت اب برسر زوال تھی، یمن مین معین کے قلعون کے چارون طرف سبا نے اپنے قلعہ قائم کر لیے تھے،

نام

توراۃ مین سبا ایک جد قبیلہ کا علم ہی بروایت عرب اس جد قبیلہ کا نام عمر یا عبد شمس اور لقب سبا تھا، محققین جدید بھی زیادہ تر اسکو لقب خیال کرتے ہین، لغویین عرب کی رائے ہی کہ یہ "سبی" سے مشتق ہی، جسکے معنی غلام بنانے کے ہین، چونکہ عبد شمس بہت بڑا فاتح تھا، اور اس نے بہت سے لوگون کو گرفتار کر کے غلام بنایا، اسلیے اسکا لقب سبا قرار پاگیا، تحقیق جدید یہ ہی کہ "سبی" اور "سبا" کے اُس معنی سے ماخوذ ہی جسکا مفہوم "تجارت" ہی، کتبات مین عموماً سبا کا مادہ "تجارتی سفر کے معنی مین مستعمل ہوا ہی، عربی زبان مین یہ ابتک "شراب کی تجارت اور خرید و فروخت اور اُس کے لیے سفر"

ol Encyclo. Brit. Vol. 23. P 955.

سبا کی حکومت کا رقبہ شمالی عرب مین عراق تک ثابت ہوتا ہی اور سبا کی حکومت کا ان اطراف مین سُراغ بھی ملتا ہی، سفرایوب ۱- ۱۵ مین ہی کہ "سبا نے اور اہل سیریا نے حضرت ایوب کے غلام اور جانور لوٹ لیے" ۶- ۱۹ مین ہی کہ "سبا کے ساتھی تیما کے سوارون کا انتظار کرتے ہین" تیما، شام کے پاس شمالی عرب مین ایک شہر ہی، اس آیت سے سبا اور شام کے تعلقات ظاہر ہوتے ہین، دیگر اسفار یہود مین بھی سبا کا بکثرت ذکر ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ملک شام و فلسطین و مدین کے آس پاس بھی سبا کی نوآبادیان تھین،

سبا اور اُسکی شاخون مین امتیاز،

عام عرب مورخین نے حمیر کو سبا کا بلاواسطہ جانشین فرض کیا ہی اور اُن تمام ملوک یمن کو جو اس سلسلہ مین اول سے آخر تک گذرے ہین اُن کو حمیر بن سبا اور ملوک حمیر بن سبا سمجھتے ہین اس بنا پر مستقلاً خاص "سبا" کے نام سے کسی زمانہ مین بھی اُن کے اصول کے مطابق کوئی حکومت نہ تھی، لیکن تصریح قرآن کے یہ بالکل مخالف ہی، اُس نے حمیر کے بلاتوسط حکومت سبا کا صاف و صریح نام لیا ہی، اور تمام عبرانی، یونانی اور اثری شہادات قرآن کے ساتھ ہین عبرانی صحائف جنکا زمانہ آخر ۴۰۰ ق م ہی، حکومت یمن کا ہمیشہ سبا کے نام سے ذکر کرتے ہین یونانی مورخین نے ۲۰۰ ق م سے پہلے حمیر کا نام نہین لیا ہی، آثار مین ۱۱۵ ق م کے بعد حمیر خاندان کا وجود نظر آتا ہی،

مورخین عرب نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہی کہ حمیری بانی حکومت سے حمیر بن سبا تک جتنے آبائے نسب تھے اُن سب کو بادشاہ قرار دیکر وہین سے حمیری حکومت قائم کردی حالانکہ یہ ضرور نہین کہ ایک فرزند قبیلہ جو اتفاق سے ایک سلطنت کا بانی ہو جائے، اس سے لیکر خود بدر قبیلہ تک اُس سلطنت کی نسبت مسلسل ہو، ابوالعباس سفاح عباسی حکومت کا بانی

۱۵۱۰ ق م سبا کی آخری تاریخ ہی، ابتدائی تاریخ کی نسبت بھی یہ متفق ہی کہ "وہ نوین صدی ق م سے پیچھے نہین ہی، اور بعضون کی راے ہی کہ انیسوین ق م سے پیچھے نہین ہی[۱]" ہماری راے یہ ہی کہ چونکہ حضرت داؤد کی زبور مین جسکا زمانۂ تصنیف دسوین صدی ق م کا وسط حصہ ہی، شاہان سبا کا ذکر صریح موجود ہی اسلیے سبا کا ابتدائی زمانۂ عروج ننالمہ ق م سے کسی حال کم نہین ہوسکتا،

دائرۂ حکومت،

سبا کا اصلی مرکز حکومت جنوب عرب مین یمن کا مشرقی حصہ تھا، اسکا دارالحکومت شہر **مارب** تھا، لیکن رفتہ رفتہ اسکا دائرہ مغرب مین حضرموت تک وسیع ہوگیا تھا، اور چونکہ یہ ایک تاجر قوم تھی اس لیے بہت سے بحری اور تجارتی راستون پر بھی اسکو قبضہ کرنا پڑا تھا، اسی سلسلہ مین شمالی عرب مین سبا کی حکومت نظر آتی ہی، اور افریقہ مین بھی اُسکے آثار ملتے ہین، حبشہ مین **اذینہ** کا ضلع سبا کے ماتحت تھا، اس ضلع پر "معافر" کے لقب سے ایک سبائی گورنر حکومت کرتا تھا[۲]، یمن سے براہ حجاز شام تک جو قدیم تجارتی راستہ تھا یہ بھی انھین کے قبضہ مین اسوقت نظر آتا ہی، اور اسپر جابجا انکی نوآبادیان قائم معلوم ہوتی ہین، غالبًا ان مقامات پر سبا کا قبضہ و استیلا نوین یا آٹھوین صدی مین اہل معین کی مفتوحی کے بعد ہوا ہوگا،

ایسریا کے بادشاہ **سرجون** کے ایک کتبے مین جو ۷۱۵ ق م کا ہی، شمالی عرب کے چند قبائل کا ذکر ہی، ان مین ایک کا نام "شمر سبائی" ہی یہ سرجون کو خراج دیتا ہی[۳]، سرجون کا یمن تک آنا آثار سے ثابت نہین ہی، اس لیے لامحالہ خود سبا کا گذر وہان تک ہوا ہوگا، اس واقعہ

---

۱ Encyclo. Bret. Vol II. P. 264.

۲ Encyclo. Bret. Vol 23. P. 955

۳ Encyclo. Bret. Vo.

بادشاہ اُس کو نذرین دینگے، ....اور شبا کا سونا اُسکو پیش کیا جائیگا"[1]

بادشاہ (داؤدؑ) کی دعا قبول ہوئی، اور بادشاہ کے بیٹے (سلیمان) کی بارگاہ مین سبا کے بادشاہ نے نذر دی، اور سبا کا سونا اُس کے سامنے پیش کیا[2] ۹۵۰ ق م مین جو تقریباً حضرت **سلیمان** کا عہد ہی، ازروے قرآن و توراۃ سبا پر ایک عورت حکمران تھی، رُواۃ عرب اِس عورت کا نام **بلقیس** بتاتے ہین لیکن بلقیس کا جو زمانہ وہ قرار دیتے ہین وہ صحیح نہین مفصل بحث آگے آئیگی،

سرجون یا شرغون شاہ اسیریا کے عہد مین جسکا زمانہ ۷۲۱ ق م ـ ۷۰۵ ق م ہی، ملک سبا پر **شیمر** نام بادشاہ تھا، سرجون نے اپنے ایک یادگاری کتبہ پر لکھا ہی کہ "اُس کو... ثمود... شمسیہ ملکۂ عرب (عربی) اور شیمر سبائی نے خراج دیا" یہ متفق ہی جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہی کہ سرجون یمن تک نہین پہونچا، اسلیئے ظاہر ہی کہ خود سبا حدود اسیریا تک پہونچ گئے تھے۔ اسکی تائید سفر ایوب سے بھی ہوتی ہی، جسمین کلدان (اسیریا) اور سبا کو باہم متحد احدود شمالی عرب مین ظاہر کیا گیا ہے،

شیمر سبا کے متعدد بادشاہون کا نام ہی، انھین مین سے ایک وہ شیمر بھی ہی جس نے سبا کے دارالحکومت **مارب** مین سدّ عرم کی بنیاد ڈالی،

عرب مورخین نے چونکہ سبا اور حمیر مین کوئی تفریق نہین کی ہی، اسلیئے سلسلۂ حمیر سے الگ اُنھون نے کسی بادشاہ کا ذکر نہین کیا، البتہ حمیر کے اُنھون نے دو ٹکڑے کیئے ہین ملوک حمیر اور تبابعۂ حمیر، ملوک وہ ہین جو صرف یمن مین حکمران تھے، تبابعہ وہ ہین جنکے ماتحت یمن و حضرموت دونون تھے، انکی تحقیق کے مطابق سب سے پہلا تبع حارث الرائش ہی، ملوک حمیر کی تعداد ان کے ہان بہت کم ہی، بلکہ بعضون نے تو اِس طبقہ کو بالکل حذف کر دیا ہی، وہ حمیر بن سبا کے بعد فوراً بلا واسطہ یا بچند واسطہ حارث رائش نام لے لیتے ہین، حالانکہ حمیر اور حارث کے درمیان کم از کم ایک ہزار برس کا فصل ہی جسکی رخنہ پُری

[1] زبور ۷۲، ۱۰، ۱۵، [2] تاریخ بابل و اسیریا امریکانی، ج ۲ ص ۱۶۴،

ہو لیکن اس خاندان کے پدر اول حضرت عباس اس سے پانچ چھ پشت پہلے ہین، اس بنا پر نسب عباسی کی ابتدا بیشک حضرت عباس سے کی جائیگی، لیکن ظاہر ہو کہ حکومت عباسی کی ابتدا حضرت عباس سے نہین، بلکہ سفاح سے کی جائیگی، اسی طرح نسب حمیری کی ابتدا حمیر بن سبا سے ہو، لیکن حکومت حمیری اس کے سینکڑون برس بعد قائم ہوئی، اور نسب خاندانی کے لحاظ سے صحیح طور پر اس کو حمیری کہا گیا، لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ خود حمیر بن سبا نے اسکی بنیاد بھی ڈالی، امیر معاویہ اور اُن کے جانشینون کی حکومت کا نام اُموِیہ ہو، لیکن کیا اسکا یہ مفہوم ہو کہ خود اُمیہ اسکا بانی بھی تھا،

سبا کو چھوڑ کر سبا کی متفرق شاخون مین جو بادشاہ گذرے ہین، اُن کے نام و تعداد و حالات کسی قدر زیادہ روشن ہین، انکی بنا پر الگاز زمانہ ۶ یا ۷ سو سے زیادہ نہین[1]، اس زمانہ کی انتہائی حد معلوم ہو، یعنی تقریباً ۶۰۰ء جو ظہور اسلام کا زمانہ ہو اس حساب سے انکی ابتدائے تفرق ۱۵۰ ق م یا علی العموم پہلی صدی ق م ہونا چاہیے، اور یہ وہی زمانہ ہو جسکو گلازر وغیرہ نے ابتدائے حمیر و انتہائے سبا کے لیے از روے آثار مقرر کیا ہی، اس بنا پر اس زمانۂ تفرق و تفرع سے پہلے فرزندان سبا کا جو مشترک زمانہ تھا، "حکومت سبا" سے وہی عہد مراد ہی،

فرمانروایان سبا

حکومت سبا کا نام تحریری حیثیت سے سب سے پہلے ۱۰۰۰ ق م مین حضرت داؤد کے عہد مین نظر آتا ہی، اس زمانۂ بعید العہد مین بھی سبا کی دولت و حشمت ہمسایہ بادشاہون کی نگاہون مین قابل رشک تھی، حضرت داؤد زبور مین کہتے ہین،

اے اللہ! اپنے بادشاہ کو اپنا فیصلہ عطا کر، اور بادشاہ کے بیٹے کو راستی، .... شبا اور سبا

[1] حمزہ اصفہانی سے، ملوک غسان، اور متاخرہ کے از منہ جمع کرو، اور حمیر کے زمانہ کی تعدیل کر کے دیکھو،

الملطاط	.	.	.	.
القلیص	.	.	.	.
سدد	.	.	.	.
الحارث الرائش	.	.	.	.

غالباً اسی اختلاف و اختلاط کی بنا پر حمزہ اصفہانی نے حمیر بن سبا اور حارث الرائش کے درمیان کے نام چھوڑ دیئے ہین، اور مجملاً لکھا ہی کہ "حمیر بن سبا انتہاے عمر کو پہونچکر مرگیا، اُسکی نسل اُس کے بعد وراثۃً حکومت کرتی رہی، اور ان کے خاندان سے نکل کر یمن کی مملکت دوسرون کو نہین ملی، یہانتک کہ صدیان گذر گئین، اور حکومت حارث الرائش کے ہاتھ مین آئی، یہ پہلا تبع ہی، حارث سے پہلے حکومت یمن، سبا اور حضرموت دو ٹکڑون پر منقسم تھی، کُل اہل یمن ایک بادشاہ پر متفق نہ تھے لیکن حارث الرائش جب بادشاہ ہوا، تو سب اسپر متفق ہو گئے، اور اُسکے تابع بنے، اسلیئے اُسکا نام تبع پڑا..... حمیر بن سبا اور حارث الرائش کے درمیان پندرہ پشتین ہین[1]"

اِس عبارت مین آخری فقرہ کے علاوہ اور سب نہایت محتاط و قابل قبول باتین ہین، تبابعہ زیادہ سے زیادہ ۱۱۵ ق م سے شروع ہوتے ہین، اِس بنا پر اگر بقول صحیح، سبا کی اور بقول عرب ملوک حمیر بن سبا کی ابتدا کم از کم ... اق م سے یعنی زمانۂ داؤد سے ہو تو تبابعۂ حمیر کے پہلے ملوک حمیر یا سبا کے لیئے ۹۰۰ برس رہتے ہین، اگر ایک ایک بادشاہ کا اوسط زمانہ ۲۵ برس بھی فرض کیا جائے تو کم از کم اِس عرصے مین ۳۶ پشتین ہونگی، اسلیئے "حمیر بن سبا" کے معنی صرف یہ لینے چاہئین کہ حمیر جو سبا کی اولاد در اولاد مین تھا، اور جو تقریباً ۱۱۵ ق م مین دولت حمیریہ کا بانی ہوا" اس حمیر اور حارث الرائش کے درمیان ۱۵ پشتین ہونا ممکن ہے،

[1] حمزہ اصفہانی ص ۱۰۰ کلکتہ

صرف مخصوص مورخین نے کی ہی لیکن وہ باہم اسقدر مختلف ہین کہ نتیجۃً اُن سب کی بے اعتباری ظاہر ہوتی ہی اِس بے اعتباری کی بڑی دلیل یہ ہی کہ بجز چند نامون کے اِن مین سے کوئی نام سبائی اسماء کے طرز کا نہین ہی، حالانکہ نامون کے اسلوب وطرز کو قومیت کی تعیّن مین بہت بڑا دخل ہی بہرحال مثالاً چند مختلف روایات مستندہ سے یہ درمیانی نام پیش ہین:

نشوان بن سعید حمیری	قلقشندی	ابوالفدا	ابن خلدون	مسعودی
سبا	سبا	سبا	سبا	سبا
حمیر	حمیر	حمیر	حمیر	حمیر
الہمیسع	الہمیسع	وائل	وائل	کہلان
ایمن	ابین	الکسک	الکسک	ابومالک
زہیر	زہیر	یعفر	یعفر	جبار بن غالب
عریب	عریب	ذوریاش	نعمان	حارث الرائش
الغوث	قطن	نعمان	ذوریاش	.
وائل	الغوث	اشمح	اشمح	.
عبدشمس	وائل	شداد	حارث الرائش	.
زہیر الصوار	عبدشمس	لقمان	.	.
ذویقدم	زرعہ حمیر اصغر	ذوسدد	.	.
ذوانس	شدد	الحارث الرائش	.	.
عمرو	الحارث الرائش		.	.

من یامن الحدثان بعد	ملوک صرواح و مارب
صرواح اور مارب کے بادشاہون کے بعد	اب کون حوادث سے محفوظ رہ سکتا ہی

ابو علکم مرانی قصور یمن کے ذکر مین کہتا ہے۔

براقش و معین نحن عامرها	ونحن ارباب صرواح و روثانا
براقش و معین کے آباد کرنے والے ہم ہین	اور ہم ہین مالک (رب) صرواح اور روثان کے

ان شعرون مین چند نہایت کارآمد تاریخی اشارے ہین علقمہ صرواح اور مارب دو دارالحکومتون کے بادشاہون کا ذکر کرتا ہی، اور بعینہ یہی جدید تحقیق ہی، ابو علکم اپنے شعر مین بجائے "ملاک" یا "حکام" یا اور اس وزن کے الفاظ کے "ارباب صرواح" کہتا ہے، جس سے "مکارب صرواح" کی بو آتی ہے،

مکارب سبا کا زمانہ از روے کتبات ۹۰۰ ق م ہی اور زبور کی شہادت تحریری کے رو سے ۱۱۰۰ ق م سے شروع ہوتا ہی، لیکن احتیاطاً ہم ۱۲۰۰ ق م سے شروع کرتے ہین، اور اُسکا اختتام ۵۵۰ ق م مین ہو جاتا ہی، ۲۵۰ سال (حسب کتبات) یا ۴۵۰ سال (حسب احتیاط) کے لیئے بادشاہون کی ایک کثیر تعداد چاہیئے، لیکن افسوس کہ ہمکو صرف ۱۱ مکارب سبا کے نام کتبات سے ملے ہین، اور وہ بھی کل ایک ہی باپ کے بیٹون اور پوتون کی چار پشتین، اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہمکو مکارب سبا کی بہت کم تعداد معلوم ہی، ملکہ سبا جس کا ذکر اسفار یہود (بنیم) مین قرآن مین اور انجیل مین موجود ہی اُس کو اسی طبقہ مین ۹۵۰ ق م مین ہونا چاہیئے۔ لیکن جو نام معلوم ہوئے ہین وہ زیادہ سے زیادہ ۸۰۰ ق م سے شروع ہو سکتے ہین، اس بنا پر اس ملکہ کے حالات سے ابتک علم الآثار بیخبر ہے[1]،

---

[1] مکارب سبا کے معلومات جدید کے لیئے دیکھو۔ Encycls. Bret. Vol. II. P. 264.

بہرحال رواۃ عرب نے بنا بعۂ حمیر سے پہلے کے جو نام ملوک حمیر کے نام سے بتائے ہین وہ بہت کچھ محتاج تصحیح و نقد ہین،

آثار و کتبات نے تاریخ مین کا جو حصّہ روشن کیا ہی نوشتہائے یونان و رومان کی مدد سے اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ درحقیقت اشارۂ قرآن کے مطابق حکومت مین کے دو مستقل دور، دو مستقل نامون سے ہین سبا اور حمیر، سبا کی انتہا معلوم و متفق ہی کہ وہ ۱۱۵ھ ق م ہی اور یہی سال حمیر کی ابتدا کا ہی، سبا کی ابتدا ہم نے بوجوہ سابقۃ الذکر (سبا کا زمانہ) ۱۲۰۰ ق سے شروع کی ہی اس بنا پر حمیر سے پہلے حقیقی سبا کی تاریخ ۱۰۸۵ برس پر مشتمل ہوگی جسمین کم از کم ۴۵ سے ۵۰ بادشاہون کی پشتین گذرنی چاہئین،

مکارب سبا،

باعتبار کتبات دورِ سبا کے دو طبقے نظر آتے ہین، پہلے طبقہ مین مین شاہان سبا کا لقب "مکارب سبا" لکھا ہوا ملتا ہی، اسوقت اِن کا مرکزی شہر یا قلعہ "صرواح" تھا، "مکارب" دو لفظ سے مرکب معلوم ہوتا ہی "مکا" اور "رب"، "مکا" کے معنی "مذہبی" کے ہین اور "رب" "بڑے کو اور بادشاہ کو کہتے ہین" "مکارب" کے معنی "مذہبی بادشاہ" یا "کاہن بادشاہ" کے ہین، الغرض مکارب سبا حکومتِ سبا کے ابتدائی کاہن بادشاہون کا لقب تھا، صرواح جو ان کاہن بادشاہون کا دارالحکومت تھا اُس کے آثار اب تک مارب اور صنعاء کے درمیان مین باقی ہین، صرواح سے عرب بھی واقف تھے، عمرو بن نعمان بن سعد بن خولان کہتا ہے۔

ابونا الذی کانت بصرواح دارہ	وفی جبلی نعمان عز تمکنا
ہمارا باپ تھا جس کا مسکن صرواح تھا	اور نعمان کے دو پہاڑون مین عزت تمکن ہوئی

شاعر جاہلی علقمہ کہتا ہے:۔

لہ Encyces. Bret. Vol. II. P. 264

وقصر سلحین قد عفاہ ریب الزمان الذی یریب

یہی شاعر دوسری جگہ کہتا ہے،

اوما ترین وکل شئ للبلیٰ سلحین خاویۃ کان لم تعمر

ابوعلکم مرانی کہتا ہے،

وقصر سلحین علاہ وشیدہ کھلان والدنا، احب بکھلانا

سنہ ۵۵۰ ق م سے سنہ ۱۱۵ ق م تک ۴۳۵ برس ہوتے ہین جو تقریباً اس عربی روایت کے مطابق ہی کہ "سبا نے ۴۸۴ برس حکومت[1] کی" اس زمانہ مدید کے لیئے ۱۷ ملوک سبا کے نام ہمکو ملے ہین جو تقریباً مفروضہ مدّتِ زمانہ کے برابر ہین، اور وہ نام یہ ہین،

سمہی علی. ذرح. ملک سبا	متحد خاندان	ذمر علی. ذرح. ملک سبا	〃
کرب ایل. بن سمہی علی. ذرح. ملک سبا		نشاکریب. یوہیمین. ملک سبا	〃
الیشرح. بن سمہی علی ذرح. ملک سبا		وتبروم. یوہیمن. ملک سبا	متفرق نام
سمہی علی. بن الیشرح. بن سمہی علی 〃		یکرب ملک. وتار. ملک. سبا	
یثع. امز. ملک. سبا	〃	یارم. ایمن. ملک. سبا	
کرب ایل. وتار. بن یثعمر. امز 〃		تبع شرجیل. ملک سبا	
یدع ایل. بیّن. یثع. امز 〃		فرع ینہب. ملک. سبا	
وہب ایل. یاحوذ. ملک سبا	〃		
کرب ایل. وتار. یوہنعم. بن وہب ایل. 〃			
یوہیمن. بن وہب ایل. ملک سبا.			

[1] مروج الذہب مسعودی ج ۱ ص ۱۹۳ مصر

مکارب سبا کے جو نام اب تک دریافت ہوئے ہین حسب ذیل ہین[1]، جن مین بجز آخر کے اُس کے متعلق ہمکو علم نہین، ہر ایک کو دوسرے سے نسبی تعلقات ہین، الفاظ کے فصل کے لیئے نقطے اصل سبائی خط کی مطابقت ہے،

۱ ذمرعلی۔ مکارب۔ سبا۔
۲ کرب ایل۔ وتار۔ بن۔ ذمرعلی ،،
۳ سمہی علی۔ ینوف۔ بن ذمرعلی ،،
۴ شیع امر۔ بین۔ بن سمہی علی۔ ینوف ،،
۵ یدع ایل۔ ذرّح۔ بن سمہی علی۔ ینوف ،،
۶ شیع امر۔ وتار۔ بن سمہی علی۔ ینوف ،،
۷ کرب ایل۔ بین۔ بن شیع امر۔ وتار ،،
۸ یدع ایل۔ بین۔ بن شیع امر۔ وتار ،،
۹ سمہی علی۔ ینوف۔ بن شیع امر۔ وتار ،،

متحد خاندان

۱۰ ذمرعلی۔ وتار۔ بن کرب ایل۔ بین

متفرق نام

۱۱ یدع ایل۔ ذبی۔ مکارب۔ سبا۔

شجرۂ خاندان مکارب

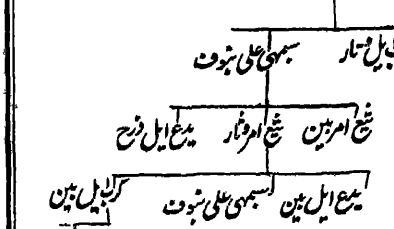

ملوک سبا۔

شاہان سبا کا زمانہ ۵۵۰ ق م تک نظر آتا ہے، اس عہد مین ان کا لقب "ملک سبا" منقوش ملتا ہے، ان کا دارالحکومت شہر "مارب" تھا، یہ شہر یمن کے مشرق مین واقع تھا اور اسکا دوسرا نام شہر سبا، تھا، مارب کے قصر شاہی کا نام "سلحین" تھا، سکّون مین جائے ضرب "بیت سلحبن فی حضرموارب" منقوش ملتا ہے، مارب تو مشہور مقام ہے لیکن سلحین کبھی غیر معروف نہین جاہلی شاعر علقمہ کہتا ہے،

[1] یہ فہرست ہم نے الوی J. Halevy کے شائع کردہ اصل کتبات سبا سے جو خط عبری Journal Asiatique. ماہ دسمبر ۱۸۷۱ء پیرس مین چھپے ہین انتقاط کی ہے اور اسکی تطبیق Huart Tome. I. P. 56 کر لی ہے۔

قوی ضعیف کے ماتحت ہوتے تھے، جو ذو یا قیل" قوی ہوجاتا تھا، وہی بادشاہ بن بیٹھتا تھا، عموماً بادشاہ کسی قلعہ مین سکونت کرتا تھا، اس قلعہ کی طرف نسبت بھی القاب شاہی کا جز ہوتی تھی مثلاً ملک سبا قلعہ ریدان مین رہتا تھا، اُسکا لقب شاہی "ملک سباو ذوریدان" تھا،

سبا کے تمدنی و تجارتی حالات

حکومتین دو قسم کی ہوتی ہین، صلح پسندانہ اور فاتحانہ، بابل، اسیریا اور مصر کی حکومتین فاتحانہ تھین، ان کے آثار و کتبات فتوحات کی یادگارون سے پر ہین، لیکن سبا کی حکومت بالکل صلح پسندانہ تھی، سبا کے جتنے کتبات میری نظر سے گذرے ہین جنکی تعداد ۳۰، ۴۰ سے کم نہوگی وہ تمام تر یا مقابر کی لوحین ہین، یا عمارتون کے یادگاری پتھر ہین، یا دیوتاؤن کے ہیکل و مذبح پر نذر و شکر کے سپاس نامے ہین،

ہم نے پہلے بتایا ہی کہ سبا ایک تاجر قوم تھی جسکی صحیح مثال موجودہ تاریخ مین برطانی حکومت ہی، عرب مین کثرت سے سونے اور جواہر کی کانین تھین اور اب بھی ہین، ہمدانی نے ان کانون کا ایک ایک کرکے نام گنایا ہی[1]، ڈاکٹر اسپرنگر نے ان بیانات کو اپنے جغرافیہ عرب قدیم مین یکجا کیا ہی، خدیو مصر کے اشارہ سے برٹن نام ایک انگریز عرب کے شہر مدین مین صرف وہان کے معدنیات کا پتہ لگانے کو بھیجا گیا تھا، حضرموت اور یمن کا ملک خوشبودار چیزون کی پیداوار کے لئے طبعی طور سے مخصوص ہی، اس زمانہ مین تمام دُنیا مین دیوتاؤن کی عام طور پر پرستش کی جاتی تھی، ان کے لئے بڑے بڑے ہیکل بنائے جاتے تھے، ان ہیکلون مین شب و روز خوشبودار لکڑیان جلائی جاتی تھین، اسلئے قدیم زمانے مین ہر ملک مین انکی بڑی مانگ تھی، عمان و بحرین مین موتیون کے خزانے ہین، اور یمن کے سواحل ہندوستان و حبش کی پیداوار کی منڈی تھے، یہ تمام تجارتی اشیاء اس عہد مین سبا ہی کی وساطت سے بحر احمر کے راستہ سے یا حجاز کی راہ سے شام، فنیشیا، اور مصر کو جاتی تھین اور یہان سے تمام یورپ مین پھیلتی تھین،

[1] صفۃ جزیرۃ العرب، ص ۸۰ لیڈن

اِن ناموں کے علاوہ کتبات مین ہم نے اور نام بھی پڑھے ہین، لیکن ان کے ساتھ کوئی لقب شاہی نہین ہی، ممکن ہی کہ امرائے سبا ہون فرع ہینب کا نام سب سے آخر اسلیئے قرار دیا گیا ہی کہ ایک کتبہ مین "الیشرح ملک سباوذوریدان ... بن فرع ہینب ملک سبا" منقوش ہی اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ فرع ہینب "ملک سبا" کے لقب سے آخری شخص تھا، اسکا بیٹا ملک سباوذوریدان کے نام سے تیسرے طبقہ کا بانی ہی،

سبا کی تقسیم و تنظیم،

مملکت سبا کی حقیقت سمجھنے کے لیئے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ مملکت مین کس اُصول پر منقسم تھی، اور امرا کی ترتیب و تنظیم کیونکر تھی؟ ایک قلعہ ہوتا تھا، قلعہ کے آس پاس گاؤن کی صورت مین مختلف چھوٹی چھوٹی آبادیان ہوتی ہین، اِنھین کے مجموعہ کو محفد کہتے تھے، قلعہ داران گاؤن کا حاکم ہوتا تھا، اُسکا لقب اُس کے قلعہ کے انتساب و اضافت سے رکھا جاتا تھا، مثلاً ذوغمدان، ذوثعلبان، ذوبینین، ذو یمنی زبان مین کلمۂ اضافت ہی اور اُسکے معنی آقا کے ہوتے ہین، اسی لیئے حجازی عربی مین اِسکے معنی صاحب و مالک کے ہین، اور بغیر اضافت مستعمل نہین ہوتا، اِس "ذو" کی جمع "اذواء" (قلعہ داران) ہے،

یہ قلعے یا محافد، ملکر ایک "مخلاف" کے تابع ہوتے تھے، جس کو صوبہ کا ہم معنی سمجھنا چاہیئے، حاکم مخلاف کا لقب "قیل" تھا، اِسکی جمع اقیال ہی، اور عام طور سے مشہور ہی کہ "اقیال" یمن کے بادشاہون کو کہتے ہین، محفد اور مخلاف کی یہ تقسیم عہد اسلام مین بھی باقی رکھی گئی تھی، دولت عباسیہ کے زمانہ مین یمن مین ۸۴ مخلاف تھے، یہ تمام اقیال ایک بادشاہ کے ماتحت ہوتے تھے جس کا نام باختلافِ عہد مکارب سبا، اور ملک سبا تھا،

اِن اذواء، اقیال اور ملوک مین امن و اطمینان اور نظام کی زندگی بہت کم قائم رہتی تھی،

چوتھی صدی ق م سے پہلی صدی ق م تک یونانی مصر کے حکمران تھے، اِن کے عہد مین مصر کا دار الحکومت "اسکندریہ" تمام مشرقی اور مغربی تاجرون کا مرکز تھا، سبا اِس عہد کی سب سے بڑی قوم تھی، اِس بنا پر دیگر عرب قبائل کی بہ نسبت وہ سبا سے زیادہ واقف تھے اراٹوستھینس Eratosthenes (سنہ ۱۹۴ ق م) بیان کرتا ہے:-

عرب کی انتہائی حد پر سمندر (بحر ہند و عرب) کے پہلو مین ..... سبا کے لوگ ہین، جنکا دار الحکومت مارب Mariaba. ہے، ... یہ قطعۂ ملک مصر زیرین سے بڑا ہی، گرمیون مین بارش ہوتی ہی، اور دریا جاری ہوتے ہین، جو میدانون اور تالابون مین جاکر خشک ہو جاتے ہین، اسی سبب سے زمین اسقدر سرسبز و شاداب ہی کہ تخم زیری وہان سال مین دو بار ہوتی ہے،

حضرموت سے سبا کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہی، اور معین سے سوداگر ۱۰ دن مین ایلہ (عقبہ) پہونچتے ہین، حضرموت، معین اور سبا کے ملک خوش و خرم ہین اور ہیکلون اور شاہی عمارتون سے آراستہ ہین،

یونانی مورخ اگاتھرشیڈس Agarther chides (سنہ ۱۴۵ ق م جسکی تصنیف کا زمانہ دوسری صدی ق م ہی) بیان کرتا ہے،

سبا عرب آباد ان Aabia flex مین رہتے ہین، جہان بہت اچھے اچھے بے شمار میوے ہوتے ہین، زمین متصل بحر مین بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہین جو دیکھنے مین نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین، اندرون ملک مین بخورات دار چینی، چھوہارے وغیرہ کے نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین اور ان درختون سے نہایت شیرین بو پھیلا کرتی ہی، اور درختون کے اقسام کی کثرت تنوع کے سب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہی، جو خوشبو اُسمین سے اُڑتی ہی وہ جنت کی خوشبو سے کم نہین اور جسکی تعریف لفظون مین ادا نہین ہو سکتی

توراۃ سبا کی دولت وعظمت کے بیانات سے پُر ہے، سب سے پہلے حضرت داؤدؑ کہتے ہین "زبور"
"شبا اور سبا کے بادشاہ اُسکو نذرین دینگے اور... شبا کا سونا اُسکو پیش کیا جائیگا" حضرت سلیمان
کے دربار مین سبا کی ملکہ آتی ہے:-

"وہ بہت فوج اور تزک واحتشام کے ساتھ یروسلیم مین داخل ہوئی، بہت سے اونٹون
پر خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا، اور بیش قیمت جواہر لدے تھے،... ملکہ نے ۱۲۰ قنطار سونا اور بہت سی
خوشبوئین اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے، ملکہ نے جیسی خوشبوئین دین، ایسی پھر کبھی نہ ملین" (تاریخ ایام)

اشعیا نبی کی پیشینگوئی ہے،

حبش اور سبا والون کی تجارت جو شریف ہین، تیرے پاس آوے گی" (۴۵-۱۴)

حزقیال نبی کہتے ہین:-

جمہور آدمیون کے ساتھ سبا والے بیابان (عرب) سے آئے جن کے ہاتھون مین کنگن
ہین، اور سرون پر خوبصورت تاج۔ (۲۳-۴۲)

"سبا اور دعا تیرے تاجر ہین وہ عمدہ خوشبو، جواہر، اور سونا تیرے بازارون مین بیچتے ہین،
حران، قانہ اور عدن (یہ تینون یمن کے شہر ہین) تیرے تاجر ہین، سبا اور اشور اور کلماد تیرے
سوداگر" (۲۷-۱۴)

اشعیا کی نبوت ہے:-

"اونٹون کی قطارین (اے یروسلیم) تجھپر چھا جائین گی، مدین اور عیفا کی اُنٹنیان تمام سبا
سے سونا، اور لوبان لیکر آئین گی (۶۰-۶)

یرمیاہ نبی بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہین، کہ خدا کہتا ہے جب تمھارے اعمال صحیح نہین
تو ہیکلون مین "سبا کا لوبان میرے سامنے کیون پیش کرتے ہو؟" (۶-۲۰)

کرتے ہین، یہ مسالے مقابل کے حبشی ساحل سے لائے جاتے ہین، جہان سبا کے لوگ چمڑے کی کشتیون مین بیٹھکر دریا کے پار چلے جاتے ہین، قرب وجوار کے قبائل، سبا سے تجارتی اسباب خریدتے ہین، اور وہ اپنے ہم سایون کو دیتے ہین اور اسی طرح دست بدست وہ شام و جزیرے تک پہونچتے ہین[1]،

سبا کی عمارتین،

ہمنے پہلے بتایا ہی کہ سبا ایک صلح پسندانہ اور امن و مسرت کی حکومت تھی، یہی سبب ہے کہ اُسنے اپنی قوت کا زیادہ تر حصہ اسلحہ کی بجائے عمارتون پر صرف کیا، یونانی مورخین کے بیان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی، ان مین سے بعض عمارتین عہد اسلام تک باقی تھین، مسلمان مورخین نے خود دیکھا اور اپنی کتابون مین ان کے حالات لکھے ہین، ہمدانی نے اکلیل کا ایک باب صرف انھین عمارتون کے لیئے مخصوص کیا ہی، سبا کے اب تک جو کتبات ملتے ہین وہ زیادہ تر انھین عمارتون کی یادگاری لوحین ہین، نشوان بن سعید حمیری نے قصیدۂ حمیریہ مین تقریباً ۲۵ عمارات شاہی کا ذکر کیا ہی، یورپین سیاح بھی ان عمارات کے کھنڈرون کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہین، قصر سلحین جو قیامگاہ شاہی تھا اُسکا نشان بھی اب تک موجود ہے،

سدِّ مارب.

اسی سلسلۂ عمارات مین ایک چیز "بندِ آب" ہی، جس کو عرب حجاز "سدّ" اور عرب یمن "عرم" کہتے ہین، عرب کے ملک مین کوئی دائمی دریا نہین، صرف سلسلۂ کوہستان ہی، پانی پہاڑون سے بہکر ریگستانون مین خشک ہو جاتا ہی، اور ضائع جاتا ہی، زراعت کے مصرف مین نہین آتا، سبا نے مختلف مناسب موقعون پر پہاڑون اور وادیون کے بیچ مین بڑے بڑے بند باندھدیئے تھے کہ پانی رُک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے مصرف مین آئے، مملکت سبا مین اس قسم کے سینکڑون

[1] تمام بیانات تاریخ قدیم کے مستند ترین ماخذ Danckerڈنکر کی تاریخ قدیم سے ماخوذ ہین، ج ۱ ص ۳۱۰، ۳۱۲،

جو اشخاص اِس زمین سے دور، ساحل پر سے بھی گذرتے ہین وہ بھی جب ساحل کی طرف ہوا چلتی ہی، تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہین، اِن مسالون کو وہان کاٹتے نہین، اور کاٹکر ان کا انبار نہین لگاتے، لیکن چونکہ شگفتہ اور تازہ رہتے ہین، اسلئے جو شخص اِس ساحل سے گذرتا ہی، آب حیات کا گویا لطف اُٹھاتا ہی، یہ تشبیہ بھی اُسکی قوت و لطافت کے لحاظ سے ناقص ہے،

"سبا مین حکومت وراثتہً منتقل ہوتی ہی، اِن کا بڑا شہر مارب ہی جو ایک پہاڑ پر واقع ہے، (جبل ابلق) بادشاہ اِسی شہر مین رہتا ہی، جو لوگون کو فیصلہ دیتا ہی، لیکن اُسکو کبھی اسکی اجازت نہین کہ وہ اپنا قصر چھوڑکر نکل سکے، اگر وہ اِسکے خلاف کرتا ہی تو وہ حسب حکم مذہبی ہنگامہ کر دیا جاتا ہے"

"سبا تمام دُنیا مین سب سے زیادہ دولت مند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہی، بُعد کے سبب سے کسی نے اُن کو فتح نہین کیا ہی، اسی لیئے خصوصاً اُنکے دارالحکومت مین سونے چاندی کے برتن ہین تخت اور بیٹھکا ہین ہین جن کے ستون زرنگار اور نقرئی وطلائی نقش ونگار سے آراستہ ہین، ایوان اور دروازے زر و جواہر سے منقش ہین، اِس قسم کے زیب و زینت پر نہایت ہنرمندی اور محنت وہ صرف کرتے ہین"

مشہور مورخ آرٹی میڈوروس Artimidorus متوطن مباشندۂ شہر افسوس Ephesus جو سبا کے عہد آخر مین تھا، لکھتا ہے:

"سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب مین ہی، جو ایک پُر اشجار پہاڑ پر زنانہ خوشحالی (عیش آرائش و مسرت) مین واقع ہی، میوون کی کثرت کے سبب سے لوگ سُست اور ناکارہ ہوگئے ہین، خوشبودار درختون کی جڑون مین لیٹے پڑے رہتے ہین، جلانے کی لکڑی کے بدلے دارچینی اور خوشبودار لکڑی جلاتے ہین، کچھ لوگون کا پیشہ زراعت ہی، اور کچھ ملکی اور غیر ملکی مسالون کی تجارت

بند تھے، اِن مین سب سے زیادہ مشہور سدِّ مارب تھا جو خود دار الحکومت کے اندر واقع تھا،
شہر مارب کی جنوب مین داہنے بائین دو پہاڑ ہین جنکا نام کوہِ ابلق ہی، دونون پہاڑونکے
بیچ مین وادی اذینہ ہی، پہاڑون سے اور نیز اِدھر اُدھر سے پانی جمع ہو کر وادی اذینہ مین ایک دریا
جاری ہو جاتا ہی، سبا نے اِن دونون پہاڑون کے بیچ مین تقریباً ۸۰۰ ق م مین سدِّ مارب کی
تعمیر کی تھی، یہ بند تقریباً ۱۵۰ فیٹ لنبی اور ۵۰ فیٹ چوڑی ایک دیوار ہی، اسکا اکثر حصّہ تو اب اُفتادہ
ہی لیکن تاہم اسکی ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہی، ارناؤ ایک یورپین سیاح نے اسکے موجودہ حالات
پر ایک مضمون فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل مین لکھا ہی اور اسکا موجودہ نقشہ نہایت عمدگی سے
طیار کیا، اِس دیوار پر جا بجا کتبات ہین وہ بھی پڑھے گئے ہین،

عام مسلمان مورخین چونکہ ہر قدیم عمارت کو "بنائے سُلیمانی" کہنے کے عادی ہین، اِس لیئے
اِس لیئے اِس سدّ کا بانی وہ بلقیس ملکۂ یمن و حرم سلیمانی کو قرار دیتے ہین، لیکن سدِّ مارب کے بقیہ حصّہ
پر جو کتبات ہین، اُن مین بانیون کے نام بھی خوش قسمتی سے باقی رہگئے، اِن مین سے شیع امر[1] بیّن بن
سمہعلی نیوف مکارب سبا، سمہعلی[2] نیوف بن ذمرعلی مکارب سبا، کرب[3] ایل بیّن بن شیع امر مکارب سبا،
ذمرعلی[4] ذرح ملک سبا، اور یدع[5] ایل وتار کے نام پڑھے گئے ہین، اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ سد ایک زمانہ
ممتد مین مختلف سلاطین یمن کے عہد مین تعمیر ہوا ہی، اسکا پہلا بانی شیع امر تھا جو آٹھوین صدی ق م
مین تھا، اِس سدّ مین اوپر نیچے بہت سی کھڑکیان تھین، اوپر سے نیچے تک کی کھڑکیان حسب ضرورت
کھولی اور بند کی جاتی تھین، سدّ کے دائین بائین مشرق و مغرب مین دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے
پانی تقسیم ہو کر چپ و راست کی زمینون کو سیراب کرتا تھا، اِس سد کے حالات ہمارے مفسرین نے جو بیان[1]
کیئے ہین، بعینہ ارناؤ کے بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہی[2]، نقشہ کے دیکھنے سے صورتِ حال اچھی طرح

---

[1] تفسیر آیت مذکور، طبری اور بغوی مین دیکھو [2] فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کا رسالہ ۱۸۷۴ء

وہین نشین ہوجائیگی،

جنتین عن یمین وشمال،

اس نظام آبرسانی سے چپ وراست دونون جانب اس ریگستانی وشور ملک کے
اندر ۳۰ میل مربع مین سینکڑون کوس تک بہشت زار طیار ہوگئی تھی جس مین انواع واقسام
کے میوے اور خوشبودار درخت تھے انکی خوشبو دور تک پھیلی رہتی تھی،

جنت سبا اور قرآن مجید۔

قرآن مجید ان آیات مین انھین باغون کی طرف اشارہ کرتا ہے،

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ. كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ.

سبا کے لوگون کیلیے خود اُنکے گھر مین قدرت خدا کی ایک عجیب نشانی موجود تھی، دو باغون (کا سلسلہ) داہنے بائین، سبا کے لوگو اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ اور شکر کرو، شہر ہو پاکیزہ اور پروردگار ہو بخشنے والا،

ہمارے پاس اس جنت زار کے قصے بروایت عرب واقعہ سے کئی سو سال بعد کے موجود ہین لیکن خود ہمارے دشمنون کے سفینون مین اسکی معاصرانہ شہادتین جو محفوظ ہین اُنکو ایک دفعہ پھر پڑھیے

ارالوستہنیس Ertosthenes جو ۱۹۴ ق م مین سبا کا معاصر تھا لکھتا ہے:

"... سبا کے لوگ ہین جن کا دارالحکومت شہر مارب ہے... یہ قطعہ ملک مصر زیرین سے بڑا ہے اگرچہ مین بارش ہوتی ہے، اور دریا جاری ہوتے ہین، جو میدانون اور تالابون مین خشک ہوجاتے ہین اس سبب سے زمین اسقدر سرسبز وشاداب ہے کہ تخم ریزی وہان سال مین دوبار ہوتی ہے،

... سبا کا ملک خوش وخرم ہے،

آغاتھارشیدس Agarthrchides جو ۱۴۵ ق م مین سبا کے زمانہ عصر مین تھا بیان کرتا ہے:

ارض القرآن صفحہ ۲۵۴

اپنے ہاتھیون کے بل پر کعبہ کو ڈھانے نکلا تھا، لیکن آج اسی دشمن کعبہ کا سنگی ہاتھ کعبہ مکرمہ کی کتاب مقدس کی تصدیق کے لیئے بلند ہی[1]

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا)	اور اُن اعلیٰ میوون کے باغون کے بدلہ معمولی پھلون، یعنی پیلو، جھاؤ اور کچھ بیری کے باغ دیدیے، یہ اُن کے کفران کی سزا ہی، ہم کفران نعمت کرنیوالون ہی کو سزا دیتے ہین

قرآن مجید جب نازل ہو رہا تھا تو اس سزا کو جو ان درختون کی شکل مین نمودار ہوئی تھی یمن کا ہر باشندہ بچشم خود معائنہ کر رہا تھا، لیکن ۴۰۰ برس کے بعد بھی، برائی العین ہر سیاح کو نظر آتی تھی، ہمدانی المتوفی ۳۳۰ھ جسکی صداقت بیانی کے نہ صرف سیاحین یورپ بلکہ اثرین (ارکیالوجسٹ) بھی معترف ہین، وہ چوتھی صدی کے اوائل مین شہادت عینی پیش کرتا ہی کہ "اُن باغون کی جگہ یہان پیلو کے درخت اتنے ہین کہ کہین اور نہین"

سبا کی آبادیان،

ہم نے "سبا کے دائرۂ حکومت" کے تحت مین لکھا ہی کہ یمن کے علاوہ حبشہ اور شمالی عرب مین بھی سبا کی آبادیان تھین، توراۃ و اسفار مین متفرق خاندانون کے نام بتائے گئے ہین، سبا بن یقطان (قحطان) باشندۂ یمن، سبا بن ... بن ابراہیمؑ برادر زادۂ مدین باشندۂ عرب شمال، سبا بن کوش بن حام باشندۂ حبش، (تکوین)

نولڈیکی کے اُصول کی بنا پر کہ توراۃ کے قبائل و اقوام کا مقسم صرف جغرافی نسب و تعلق ہی، اِن تینون متفرق النسب سبا کے یہ معنی ہین کہ سبا کے تین جغرافی مرکز یا آبادیان تھین، یمن، حبشہ اور شمالی عرب مین، یمن مین سبا کا وجود و قیام تو محتاج اثبات نہین، روایات عرب تاریخ اقوام

[1] تفصیل اصحاب الفیل مین دیکھو،

"سبا عرب کے حصۂ سرسبز و آباد Flinx مین رہتے ہین جہان بہت اچھے اچھے بیشمار میوے ہوتے ہین، دریا کے کنارہ جو زمین ہی اُس مین نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہین جو دیکھنے مین نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین، اندرون مُلک مین بخورات اور دارچینی اور چھوارے کے نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین اور ان درختون سے نہایت شیرین بو پھیلا کرتی ہی، درختون کے اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہی، جو خوشبو اُسمین سے اُڑتی ہی، وہ جنت کی خوشبو سے کم نہین، اور جسکی تعریف لفظون مین ادا نہین ہوسکتی، جو اشخاص زمین سے دور ساحل سے گذرتے ہین، وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہی تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہین، ... وہ گویا انجیات کا لطف اُٹھاتے ہین، اور یہ تشبیہ بھی اُس کی قوت و لطافت کے مقابل مین ناقص ہی،

آرٹی میڈروس Artimidorus جو سبا کے عہد آخر مین تھا لکھتا ہی

"سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب مین ہی، جو ایک پُر اشجار پہاڑ پر عیش و مسرت (زنانہ خوشحالی) مین واقع ہے[1]"

خدائے پاک اسکے بعد فرماتا ہے:

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ | پھر اُنھون نے سرتابی کی تو ہم نے اُنپر بند (توڑکر اُنکا) سیلاب بھیجا

یہ سیلاب آیا اور ہم اِس پر ایمان رکھتے ہین، لیکن اِس عصر تاریخی مین جب ہر غیر معاصرانہ روایت قابل شک و اشتباہ ہی، خدائے قرآن نے اپنے کلام معجز کی صداقت کا نیا سامان پیدا کردیا، یعنی اِس بند کے ٹوٹے ہوئے کھنڈرمین، واقعۂ سیلاب کے مشرح حالات کا کتبہ جو ایک عیسائی فاتح یمن کے ہاتھ کا لکھا ہوا مل گیا، یہ عیسائی فاتح وہی ہی جو

[1] ان عبارتون کا حوالہ اوپر گذر چکا،

ملکۂ سبا،

توراۃ (بنیم)، انجیل اور قرآن مین سبا کی ایک شہزادی کا ذکر ہی جو حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ مین آئی تھی، یہ سبا کی شہزادی بزبان توراۃ کس سبا کے خاندان سے تھی؟ یا بزبان تاریخ سبا کی کس آبادی سے آئی تھی؟ توراۃ مین صرف "سبا کی شہزادی" کا لفظ بلا تعین خاندان وجہت[۱] ہی، ترگوم مین ہی کہ اُسکا ملک (فلسطین کے) مشرق مین ہی[۲]، انجیل مین ہی کہ وہ (فلسطین کے) جنوب[۳] سے آئی تھی، یوسیفوس اسرائیلی کی تاریخ مین ہی کہ وہ مصر و حبشہ[۴] کی شہزادی تھی، اہل حبش، اُسکو حبشی سمجھتے ہین[۵]، جس کے یہ معنی ہین کہ وہ کوشی خاندان کی سبا تھی، قرآن نے بھی کوئی تعین خاندان وجہت نہین کی ہی لیکن تمام مفسرین و مورخین اُسکو عرب قحطانی اور باشندۂ یمن سمجھتے ہین[۶]، آجکل کہ اثریات کا زمانہ ہی، اس بنا پر کہ یمن کی عورت کا کوئی کتبہ نہین ملا ہی، اور شمال عرب مین متصل عراق تین چار قدیم حکمران عورتون کے نام ملے ہین، ملکۂ سبا کا اِس حصّہ آبادی سے جانا ممکن خیال کیا جاتا ہی[۷]،

جن قدیم تحریرون مین ملکۂ سبا کا ذکر ہی اُن مین سے صرف تین مین تعین جہت ہی، یوسیفوس ترگوم اور انجیل، یوسیفوس کا بیان کہ وہ مصر کی شہزادی تھی، متفقاً غلط ہی، بقیہ بیانات مین کہ وہ مشرق جنوب یا حبشہ کی تھی ہمارے نزدیک کوئی فرق نہین کہ یہ سب سبا کے مقامات تھے، تاہم اصل مرکز کے لحاظ سے وہ یمن ہی کی کہی جائے گی (یعنی جنوب عرب کی) جیسا کہ انجیل کی شہادت اور روایات عرب کا تواتر ہی،

۱؎ تاریخ ملوک ۱ باب ۱۰ و ایام ۲ باب ۹،

۲؎ جوئش انسائیکلوپیڈیا، مضمون سبا،

۳؎ متی ۱۲-۴۲ - لوقا ۱۱-۳۱،

۴؎ ج ا ذکر سلیمان،

۵؎ جوئش انسائیکلوپیڈیا، مضمون سبا،

۶؎ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱-ص ۳۷۲،

آثار قدیم اِن سب کی شہادت قاطعہ موجود ہی دیگر اطراف ملک مین بھی اِن کا وجود واثر مخفی نہین ہی، شمال عرب مین بطرفِ شام وعراق توراۃ کے متعدد فقرون مین ان کا وجود عارضی نہایت قدیم زمانہ سے مذکور ہی، اور ان کا بار بار ذکر اوپر گذر چکا ہی (دیکھو سبا کا دائرۂ حکومت، اور سبا کی دولت وعظمت) یونانی مورخین نے بھی اِن اطراف مین اِن کا ہونا بیان کیا ہی، آغاثارسیدوس (۱۴۵ ق م) کہتا ہی کہ سب سے پہلے نبطی (جن کا مسکن عراق وشام کے درمیان تھا) اور سبائی جو شام کے اوپر واقع ہین، عرب سعید پر قابض ہوئے ہین" ایک اور یونانی مورخ بیان کرتا ہی:

"یہان سے اُس شہر تک ایک سڑک جاتی ہی، جس کا نام پٹرا (رقیم) ہی، جہان اہل قریہ اہل معین اور وہ تمام عرب اسکے قریب رہتے ہین جو بالائی ملک (عرب) سے بخورات لاتے ہین"

یہ پہلے گذر چکا ہی کہ اسیریا کے آثار مین بھی شیع امر سبائی کا ساتوین صدی ق م مین اسیریا سے مغلوب ہونا مذکور ہی، معلوم ہی کہ اہل اسیریا کبھی یمن نہین آئے، اسلیئے یہ بالکل واضح ہی کہ خود سبا یہانتک پہونچ گئے تھے، جیسا کہ سفر ایوب (۱- ۱۵ و ۶- ۱۹) سے بھی ثابت ہی،

حبشہ مین اہل سبا کا وجود عہد قدیم سے تھا، حبشہ یمن کے بالمقابل سواحل پر واقع ہی، یہ سواحل تاریخ کی ابتدا سے اِسوقت تک یمنی وحضرموتی عرب کے جولانگاہ ہین، بعض کتبات سے معلوم ہوا ہی کہ سبا کا ایک گورنر معافر کے لقب سے حبشہ مین رہتا تھا، خود حبش بھی اپنے کو سبا کی اولاد کہتے ہین، ایک یونانی مورخ کی شہادت بھی جو سبا کا معاصر تھا پہلے گذر چکی ہی کہ سبا سواحل حبشہ مین بھی تجارت کا مرکز رکھتے ہین"

---

۵۱ گولڈ مائنس آف مدین، ص ۲۲۴،

۵۲ حوالہ مذکور، ص ۱۷۱

۵۳ انسائیکلوپیڈیا بائبلکا، ج ۲۲ ص ۹۵۵-

۵۴ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج ۱، ص ۲۲۰،

لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ،
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ،

مینے اِس عورت کو اور اُسکی رعایا کو خدا کو چھوڑکر آفتاب
کو سجدہ کرتے پایا، شیطان نے اُن کے اعمال اُنکی نگاہ مین
اچھے کرکے دکھائے ہین، صحیح راستہ سے اُن کو باز رکھا ہے،
وہ راہ نہین پاتے کہ خدا کو وہ سجدہ کرین جو آسمانون سے
اور زمین سے چھپی ہوئی چیز کو باہر نکالتا ہے، اور جو تم چھپاتے ہو
یا ظاہر کرتے ہو، سب جانتا ہے، خدا ہے جس کے سوا کوئی خدا
نہین وہی بڑے تخت کا مالک ہے،

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ
اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ
عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ،

سُلیمان نے کہا ہم دیکھتے ہین کہ تو سچ کہتا ہے یا
جھوٹا ہے، میرا یہ خط لیجا، اُن کے پاس ڈال دے، پھر
اُن سے الگ ہٹکر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہین،

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ
اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ،

ملکہ نے خط پاکر درباریون سے کہا، میرے نام ایک نامہ
مقدس آیا ہے، یہ نامہ سُلیمان کے پاس سے آیا ہے، عبارت
یہ ہے، مہربان اور رحم والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہون،
مجھ سے سرکشی نکرو، اور مسلمان ہوکر میرے پاس آجاؤ،

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ،
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ،
قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ،
وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا
تَاْمُرِيْنَ ،

ملکہ نے کہا اے سردارو! اِس معاملہ مین اپنی رائے دو،
تمھاری حاضری کے بغیر مین کسی بات کا فیصلہ کرنیوالی نہین ہون،
سردارون نے کہا، ہم زور و قوت والے ہین، یون
فیصلہ آپ کے ہاتھ مین ہے، دیکھئے کیا حکم دیتی ہین،

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً

ملکہ نے کہا، بادشاہ جب کسی آبادی مین داخل

اہل حبش جو ملکۂ سبا کو حبشہ کی بتلاتے ہین اور اب تک حبشہ کا شاہی خاندان تفاخراً اپنے کو اسی ملکۂ سبا کی اولاد یقین کرتا ہی، اُسکا نام اُنکی زبان مین **ماکدہ** ہی، یمن کے عرب یہود مین اُسکا نام **بلقیس** مشہور تھا، اور اسرائیلیات کے ذریعہ سے یہی نام مسلمان مورخین اور اہل تفسیر مین مقبول ہی، لیکن لفظی دلالت کے لحاظ سے یہ عربی نہین بلکہ یونانی الاصل نام معلوم ہوتا ہی، بعض روایات تفسیر مین بلقیس کو پریزاد کہا گیا ہی، یعنی اسکی مان (بلقمہ) ایک پری تھی، لیکن یہ روایتین بالکل لغو اور موضوع ہین، "بلقمہ" کو ممکن ہی کہ یمن کی مشہور دیبی "المقہ" سے کوئی نسبت ہو، اسیطرح اہل تاریخ کا ملکۂ سبا (بلقیس) کو بنت شرجیل لکھنا بھی غلط ہی، شرجیل حمیر کا بادشاہ اور حضرت سلیمان سے تقریباً ڈیڑھ ہزار برس بعد تھا،

ملکۂ سبا اور قرآن مجید

سبا کا نام قرآن مجید مین دو بار آیا ہی، اوّل حضرت سلیمان کے قصے مین ملکۂ سبا کے نام سے اور دوسری بار سیل عرم کے ذکر مین، سیل عرم کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے، ملکۂ سبا کا قصہ سورۂ نمل مین مذکور ہے،

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاْذْبَحَنَّهُ، أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ، فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ، إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ، وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ	سلیمان نے پرندون کا جائزہ لیا، پھر کہا، کیا مجھے ہدہد کو نہین دیکھا یا وہ موجود نہین، مین اُسکو سخت سزا دون گا یا ذبح کر ڈالون گا، یا کوئی صاف دلیل لائے، سلیمان تھوڑی دیر ٹھہرے کہ ہدہد آکر گویا ہوا، مجھے وہ معلوم ہوا جو آپکو نہین معلوم، سبا سے ایک سچی خبر لیکر مین آیا ہون، مین نے ایک عورت کو دیکھا جو سبا پر حکومت کرتی ہی، اُسکو ہر شے عنایت کی گئی ہی، اُسکا ایک بڑا تخت ہی،

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ، فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ، قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ، وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ، وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ،

سلیمان نے حکم دیا کہ تخت کا روپ بدل دو وہ راہ پاتی ہی یا نہ راہ پانیوالون مین سے ہوتی ہی جب ملکہ آئی تو اُس سے کہا گیا کہ تیرا تخت کیا اِسی قسم کا ہی؟ جواب دیا کہ گویا وہی ہی اور اس سے پہلے ہمکو علم دیا چکا تھا اور مسلمان ہو چکے تھے ملکہ کو غیر خدا کی پرستش نے حق سے روک رکھا تھا اور وہ کافر قوم سے تھی،

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا، قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ، قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، (نمل)

ملکہ سے کہا گیا کہ محل کے اندر چل، جب اُسنے محل کو دیکھا تو سمجھی کہ گہرا پانی ہی دونون پنڈلیان کھول دین سلیمان نے کہا یہ تو شیشہ کا مکان ہی، ملکہ نے کہا، خدایا مین اپنی جان پر ظلم کرتی رہی، سلیمان کے ساتھ مین بھی خدا کی جو تمام دُنیا کا پروردگار ہی اطاعت گذار ہوئی،

بعینہ یہی قصہ اسفارِ یہود مین بھی مذکور ہی، گو تفصیل و اجمال مین کسی قدر اختلاف ہی، سب سے پہلے نبیم کے سفر ایام اور سفرِ ملوک مین یہ قصہ مذکور ہی اور یہ دونون اسفار بیان واقعہ مین حرف حرف متفق ہین:

"جب سلیمان کا شہرہ سبا کی ملکہ تک پہونچا، تو مشکل سوالون سے وہ اُسکو آزمانے آئی، اور بڑی فوج اور شان و شوکت کے ساتھ یروشلیم مین داخل ہوئی، بہت سے اونٹون پر خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا اور بیش قیمت جواہر لدے تھے، وہ سلیمان کے پاس آکر ٹھہری اور جو کچھ اُسکے دل مین تھا اُسکی بابت اُس سے گفتگو کی، سلیمان نے اُسکے تمام سوالون کا جواب دیا، سلیمان سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی جو جواب نہ دیتا،

أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً، وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ، وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ
بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ،
فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ
بِمَالٍ، فَمَا آتَانِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُمْ
بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ، ارْجِعْ
إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ
بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ
صَاغِرُونَ،
وَقَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا
قَبْلَ أَنْ يَّأْتُونِي مُسْلِمِينَ، قَالَ عِفْرِيتٌ
مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ
مِنْ مَّقَامِكَ، وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
أَمِينٌ،
وَقَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا
آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَّرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي
ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ،

ہوجاتے ہین، تو اُسکو ویران کرڈالتے ہین، اور وہان کے معززین
باشندونکو ذلیل بناڈالتے ہین، اور سلطرح کیا کرتے ہین، مین اُنکے
پاس ہدیہ بھیجکر قاصد بھیجتی ہون، پھر دیکھتی ہون کہ قاصد کیا
جواب لاتے ہین،
قاصد جب سُلیمان کے پاس پہونچا، تو سلیمان نے کہا
اِس حقیر مال و دولت سے تم میری مدد کرتے ہو، خدا نے جو کچھ
مجھے دیا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو تمکو اُس نے دیا ہے، تم
اپنے اِس تحفہ پر شادان ہو، سبا کو واپس جا، ہم اب لشکر
لیکر آئین گے کہ جس کا وہ مقابلہ نہ کرسکین گے، اور ملک
سبا سے ذلیل کرکے اُن کو نکال باہر کرین گے،
سلیمان نے پھر اپنے سرداروں سے کہا، کون اُسکا تخت
میرے پاس اُٹھا لائیگا، ایک تنومند جن نے کہا مین اِس سے
پہلے کہ آپ دربار سے اُٹھین مین وہ تخت لے آتا ہون، مین اِس
تخت کے اُٹھا لانیکی قوت رکھتا ہون، اور امانت کے ساتھ لاؤنگا
جسکو خط کا علم تھا اُسنے کہا، مین پلٹنے سے پہلے مین اُٹھا
لاتا ہون، سلیمان نے جب تخت اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا
یہ خدا کے فضل سے ہوا تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ مین شکر کرتا ہون
کہ ناشکری کرتا ہون، اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیئے کرتا ہے،
اور جو کوئی ناشکری کرے تو خدا بے پروا اور بزرگ ہے،

"سلیمان عرقِ انگور پیکر جب نشاط مین آتے تھے تو تمام بادشاہون کے سامنے اپنی غلامون کو ٹھہراتے تھے اور اُسوقت دنیا کی تمام زندہ مخلوقون کو حکم دیتے تھے کہ اُنکے سامنے ناچین" ایک دن سلیمان نے دیکھا کہ ہُدہُد غائب ہی "سلیمان نے حکم دیا کہ وہ حاضر کیا جائے" جب ہُدہُد آیا تو اُسنے بیان کیا کہ "تین مہینے سے وہ اِدھر اُدھر اُڑ رہا تھا کہ کوئی ایسا ملک ملے جو اب تک حضور کے ماتحت نہین ہی آخر "مشرق" مین ایک ملک ملا جس پر سبا کی ملکہ حکومت کرتی ہی "اُس ملک کی خاک سونے سے زیادہ بیش قیمت ہی، وہان چاندی کوڑی کی طرح گلیون مین پڑی پھرتی ہی، درخت وہان بدء خلقت سے ایسے ہی ہین، پانی وہان جنت سے آتا ہی، اور وہین سے بنکر ہار آتے ہین جنکو لوگ پہنتے ہین، اِس ملک کے دارالحکومت کا نام "قیطور" ہی، "پھر پرندہ نے یہ رائے دی کہ وہ اُڑکر اُس ملک کو پھر جائیگا، اور وہان کی ملکہ کو اپنے ساتھ لائیگا، سلیمان نے یہ تجویز پسند کی، اور خط لکھکر ہُدہُد کے بازو مین باندھ دیا گیا، ہُدہُد شام کے وقت جب وہ آفتاب کی عبادت کی جارہی تھی، پہونچا" یہ خط ملکہ کے حوالہ کیا، ملکہ نے خط پڑھکر جسمین یہ دھمکی تھی کہ فوراً میری بارگاہ مین حاضر ہو ورنہ اُسکی فوج "جو جانورون، پرندون، روحون، اور رات کے دیوؤن کی ہی" اُس سے لڑنے کو آئے گی"

"ملکہ بہت خوف زدہ ہوئی اور اُسنے بوڑھون کی" اور سردارون کی مجلس مین مشورہ کیا، لیکن یہ لوگ سلیمان سے بالکل واقف نہ تھے، تاہم ملکہ نے "اپنے جہاز کو بیش قیمت لکڑیون، گران بہا جواہر، اور موتیون سے بار کرکے، اور ۶۰۰ ایک ہی ساعت کی پیدائش اور ایک ہی قد و قامت اور ایک ہی شکل و صورت اور ایک ہی

سبا کی ملکہ نے جب سُلیمان کی دانشمندی، اور اُسکے گھر کو جو اُسنے بنایا تھا، اور اُسکے دسترخوان کے کھانون کو اور اُسکے نوکرون کی نشست و برخاست کے طور کو، اور اُنکی پوشاک کو، اور اُسکے ساقیون کو، اور "اُس سیڑھی کو جس سے وہ خداوند کے مسکن پر چڑھتا تھا" (یہ ملوک کی آیت ہی، ایام مین اُسکے بجائے یہ ہی "اور اُن قربانیون کو جو وہ خداوند کے مسکن مین چڑہایا کرتا تھا") دیکھا تو اُسکے ہوش اُڑ گئے، اُس نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے تیری دانش اور تیرے کامون کی نسبت اپنے ملک مین جو سنا تھا وہ تحقیق خبر تھی، لیکن جب تک اپنی آنکھون سے نہین دیکھا تھا، باور نہین آتا، لیکن جو دیکھا اُس کا آدھا بھی نہین سُنا تھا،

مبارک ہین تیرے لوگ! اور مبارک ہین تیرے نوکر! جو ہمیشہ تیرے حضور کھڑے رہتے ہین، اور تیری حکمت کی باتین سنتے ہین، خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہی، اور جس نے تجکو اسرائیل کے تخت پر بٹھایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو ابد تک پیار کرتا ہی اور تجکو بادشاہ بنایا کہ تو عدل و انصاف کرے،

ملکہ نے ۱۲۰ قنطار سونا، اور بہت سی خوشبوئین اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیے، ملکہ نے جیسی خوشبوئین پیش کین ایسی پھر کبھی نہ ملین، ..... سُلیمان نے سبا کی ملکہ کو جو کچھ اُسنے مانگا اُس سے زیادہ تحفہ دیا، اور ملکہ اپنے ملازمون سمیت اپنی مملکت کو پھر گئی"

(۲ سفر ایام باب ۹ و ۲ ملوک باب ۱۰)

ترگوم (دوم براسترا) مین جو توراۃ اور تلمود کا آرامی ترجمہ ملکہ آرامی زبان مین انکی تفسیر ہی یہ قصہ زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہی، گو بعض نہایت لغو باتون کی بھی اُس مین آمیزش ہی، ترگوم کی روایت کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

فرق ہی، ترگوم کی بنا پر ملکۂ سبا کی طلب صرف شاہانہ ملک گیری کی ہوس پر مبنی ہی لیکن قرآن کے لحاظ سے اِس طلب کا مقصد دعوت الی اللہ، منع شرک، قمع کفر اور اصلاح نفوس انسانی ہے،

ایک اور بات بھی قابلِ لحاظ ہی، ترگوم کے مطابق حضرت سُلیمان سبا سے واقف نہ تھے اور تعجب وحیرت زائی کا سبب سبا کی دولت وحشمت کا مبالغہ آمیز بیان تھا،

لیکن وحی قرآنی نے اِس حیرت وتعجب کا سبب اسطرح بیان کیا ہے:

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ، إِنِّي وَجَدْتُ	ہُدہُد نے کہا مین سبا سے ایک تحقیق خبر لیکر آیا ہون مین نے
امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ، وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا	پایا کہ ایک عورت اُن پر بادشاہ ہی جسکو ہر چیز دی گئی ہی
عَرْشٌ عَظِيمٌ، وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ	اُسکا ایک بڑا تخت ہی، مین نے اُسکو اور اُسکی قوم کو
لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللهِ، وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ	آفتاب کو سجدہ کرتے پایا، نہ خدا کو، شیطان اُن کے کامون کو
أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ، (نمل)	اُنکی نظر مین اچھا کرکے دکھاتا ہی پھر اُن کو راہ سے روکدیا ہی

بعض شکوک کا ازالہ

۱۔ ترگوم اور قرآن مجید دونون مین قصہ کی ابتدا ہُدہُد سے ہوتی ہی، ہمارے ان تمام مفسرین نے اُس ہُدہُد سے بھی معروف مرغ مراد لیا ہی، لیکن اِس زمانہ کے بعض فطرت پرست کہتے ہین کہ مرغ کا بولنا اور اُسکی بولی سے مفہوم کا سمجھنا خلاف عقل ہی، اسلئے ہُدہُد کسی انسان کا نام ہوگا اور اُس زمانہ مین عموماً یہ نام رکھا جاتا تھا، ہمکو اس دعوے کی صداقت سے انکار نہین کہ ہُدہُد آدمی کے نام ہوتے تھے، خود حضرت سُلیمان کے عہد مین مدین کے شاہزادہ کا نام ہُدہُد تھا (سلاطین) اور روایات عرب مین ملکہ کے باپ یا بھائی کا نام بھی ہُدہُد مذکور ہی، لیکن قرآن کے لفظ تفقد الطیر (پرندون کا جائزہ لیا) کا کیا جواب ہوگا، میری رائے مین اب جبکہ جانورون کی عاقلیت کا مسئلہ مسلّم

حریر سُرخ کے لباس مین غلام اور لونڈیان" تحفہ بھیجین" خط کے جواب مین لکھا کہ
گرچہ "قیطور" اور یروشلیم کے درمیان عموماً برس کا راستہ ہی تاہم وہ تین برس مین
وہان پہونچے گی"
"سلیمان نے اپنے دورہ مین ملکہ سے ملنے کو ایک نوجوان کو جو صبح کی طرح
خوبصورت تھا بھیجا،
"ملکہ جب یروشلیم پہونچی" تو ایک شیشہ کے محل مین اُس سے سُلیمان نے
ملاقات کی، ملکہ نے یہ سمجھکر کہ بادشاہ پانی مین بیٹھا ہی پنڈلیون سے کپڑا اُٹھایا" سلیمان
مسکرائے، اور یہ دیکھکر کہ اُسکے پاؤن مین بال ہین بولے کہ شکل تو ایک عورت کی لیکن
بال مردون کی طرح، پاؤن کے بال مردون کی زینت ہین لیکن عورتون کے لیئے
عیب، ملکۂ سبا نے سُلیمان سے بہت سی پہیلیان پوچھین (تفضیل مین نے چھوڑدی
ہی) سُلیمان نے سب کے ٹھیک جواب دیئے"

اِس عبارت کے جو فقرے گھیر دیے گئے ہین، وہ قرآن مین نہین ہین، اِس سے ظاہر
ہوگا کہ قرآن جو گذشتہ کتابون کی تصحیح و تلخیص کے لیئے آیا تھا یہ خدمت اُسنے کس حد تک
انجام دی، علاوہ ازین ترگوم نے اِس واقعہ کو جس طرز و عبارت مین ادا کیا ہی وہ بالکل
ایک کم پایہ انسان کے معمولی افسانہ کی حیثیت رکھتا ہی، برخلاف اسکے قرآن کا طرز ادا
ایک شاہانہ پیغمبری ایک تبلیغ دانش و حکمت، ایک روحانی جبروت و اقتدار کے اظہار پر مبنی
ہی، قرآن کا بیان ترگوم کی واضح غلطیون سے کہ سبا کا ملک مشرق مین ہی، اُسکا پایۂ تخت قیطور
تھا، وہان سونا اور چاندی کوڑے کی طرح پڑی رہتی تھی، دونون ملکون مین سات برس کی
مسافت ہی، یاک ہی، اور سب سے بڑی بات یہ ہی کہ قصّون کی غرض و غایت مین زمین و آسمان کا

طلائی و نقرئی ظروف، تخت اور دہلیز ہین، جن کے پائے زرنگار اور نقرئی و طلائی
نقش و نگار سے آراستہ ہین، پیشگاہ، اور دروازے زر و جواہر سے منقش ہین، اور اس
قسم کی زیب و زینت پر وہ نہایت ہنرمندی و محنت صرف کرتے ہین"

اس تحریری بیان سے ثابت ہوتا ہی کہ مملکت سبا مین اس قسم کی چیزون کا خاص طور سے اہتمام تھا، ممکن ہی کہ اس بیان سے ۱۲۰۰ برس پہلے ملکۂ سبا کا تخت بھی اسی قسم کا ہو،

۳- ایک سوال یہ ہی کہ یہ تخت کس غرض سے بنایا تھا؟ اور حضرت سلیمان کے دربار مین کیون لایا گیا تھا؟ عام جواب یہ ہی کہ ملکہ کے بیٹھنے کا تخت شاہی تھا، جو یمن مین بحفاظت مقفّل کمرون مین تھا، جہان سے اظہار معجزہ کے لیئے پل کے پل مین حضرت سلیمان نے اپنے ملک شام مین اُٹھا منگوایا، ہمکو اس سے اختلاف ہی، ہماری رائے یہ ہی کہ ملکۂ سبا نے تحفہ کے طور پر حضرت سلیمان کے لیے اپنے ملک کی صنعتکاری کی ایک چیز طیار کرائی تھی، اور چونکہ یہ تحفہ تھا ضرور ہی کہ ملکہ اپنے ساتھ شام لائی ہوگی، تحفہ کا ثبوت اس سے ملتا ہی کہ قرآن نے سبا کی سفارت اولیٰ مین تحفہ کا ذکر کیا، اور زبیم مین بھی سبا کے تحائف کا ذکر ہے،

۳- قرآن مجید مین مذکور ہی کہ "حضرت سلیمان کے ایک درباری نے جو کتاب سے واقف تھا عرض کی کہ مین نگاہ پلٹنے سے پہلے، ملکہ کا تخت اُٹھا لاتا ہون"، نگاہ پلٹنے سے پہلے تخت اُٹھا لانے سے مقصود جیسا کہ ہماری زبان مین سرعت اور جلدی سمجھا جا سکتا ہی، اسی طرح عربی زبان مین بھی قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ سے بھی سمجھنا چاہیئے، بعض تابعین اور مفسرین کبار نے بھی اس لفظ کے یہی معنی لیئے ہین، اور یہ کہنا تو درحقیقت محاورات زبان سے نادانی کا ثبوت ہی کہ واقعًا اس سے نگاہ کے پلٹنے کے ساتھ کام کا ہو جانا مقصود ہے،

۴- اس قصّے کے متعلق چوتھی بحث یہ ہی کہ قرآن مجید کے ان الفاظ مین کہ "وہ شخص کہ جسکے

ہوتا جاتا ہی، بندرون کی بولیون کی ابجد طیار کی جارہی، تو ہُدہُد کے بولنے پر تعجب کیون ہو "طیر" کے معنی، فوج کے لینا جیسا کہ مولوی چراغ علی نے لیا ہی اُسی طرح بے ثبوت ہی جسطرح سرسید کا سورۂ فیل کی تفسیر مین "طیر" سے فال بدلینا، اور اگر پرندون کا بولنا اب بھی کھٹکتا ہو تو فرض کرلو کہ نامہ برکبوتون کی طرح تربیت یافتہ نامہ بر ہُدہُد ہوگا اور اُسکے بولنے سے مقصود اِس مضمون کا خط اُس کے پاس ہونا سمجھ لو، جیسا کہ خود اِسی موقع پر قرآن مجید مین ہی کہ حضرت سلیمان نے خط دیکر اُسکو ملکۂ سبا کے پاس بھیجا، اِسی طرح پہلے بھی خط لیکر آیا ہوگا،

۲- دوسری چیز قابلِ انکشاف ملکۂ سبا کا تخت ہی، جسکی نسبت قرآن مجید مین مذکور ہی کہ "حضرت سلیمان نے اُسکو اپنے دربار مین اُٹھوا منگوایا، اور اُس مین کچھ ردوبدل کرکے ملکہ سے پوچھا کہ تم یہ تخت پہچانتی ہو؟ تمھارا ہی؟" روایات تفسیر مین مذکور ہی کہ یہ تخت طلائی اور جواہر سے مرصّع تھا، یہودیون کے اسفار (بنیمیم) مین سبا کے تخت کا مطلق ذکر نہین، لیکن یہ مذکور ہی کہ "ملکۂ سبا حضرت سُلیمان کی خدمت مین بہت سے جواہر، سونا اور دیگر تحائف لائی جس سے حضرت سلیمان نے ایک ہاتھی دانت کا تخت مرصع وجواہر نگار بنوایا" (۲- ایام باب ۹) ممکن ہی کہ یہ اُسی سبائی تخت کے متفرق اجزا کا ذکر ہو، ترگوم استر مین بھی اِس تخت کے متعلق بہت سے عجیب وغریب واقعات مذکور ہین،

تاریخی شہادات سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ سبا مین اِس قسم کی صنعتکاری کا رواج عام تھا، اگاتھرشیدوس ایک یونانی مورخ جو اسلام سے ۸۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، شہادت دیتا ہے کہ:

"سبا تمام دُنیا مین سب سے زیادہ دولتمند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت لایا جاتا ہی، بُعد کے سبب سے کسی نے اُن کو فتح نہین کیا ہی، اسلیئے خصوصاً اُن کے پایۂ تخت مین

تجکو اسرائیل کے تخت پر بیٹھایا، کیونکہ خداوند، اسرائیل کو ابد تک پیار کرتا ہی، اور تجکو بادشاہ بنایا کہ عدل وانصاف کرے" کیا اُس کے ایمانِ قلب کو نہین ظاہر کرتے؟ مسیحی احباب تو قرآن کی تائید پر مجبور رہین، کیونکہ انجیل کا یہ ورس اُن کو یاد ہوگا:

جنوب کی ملکہ فیصلہ کے دن اس نسل کے ساتھ کھڑی ہوگی، اور ملامت کرے گی، کہ وہ زمین کے انتہائی حصہ سے سُلیمان کی حکمت سُننے آئی، اور دیکھو کہ یہان سلیمان سے بڑا ہی (یعنی مسیح) متی ۱۲- ۴۲-

سبا کا مذہب،

قرآن مجید نے بتایا ہی سبا کا مذہب آفتاب پرستی تھا،

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (نمل)

مین نے سبا کی ملکہ اور اُسکی قوم کو خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے پایا،

نبیم اِس ذکر سے خاموش ہی، لیکن ترگوم سے تصدیق ہوتی ہی، ترگوم کا فقرہ یہ ہی "جب کہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جا رہی تھی" یونانی مورخ تھیوفراسٹینس (۳۱۲ سنہ ق م) جو اسلام سے تقریبًا ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، بخورات کے ذکر مین لکھتا ہی "یہ ملک سبا سے متعلق ہی جو بخورات کی ملکیت کی بڑی حفاظت کرتے ہین، اِن بخورات کا ڈھیر آفتاب کے ہیکل مین جو اس قوم مین نہایت مقدس سمجھا جاتا ہی، لایا جاتا ہی" روایات عرب سے بھی اِسکی تصدیق ہوتی ہی، بانی قبیلۂ سبا کا لقب "عبد شمس" مشہور ہی جس کے معنی پرستار آفتاب کے ہین، اکتشافات اثریہ نے اِس مسئلہ کو اظہر من الشمس

---

۵۱ جوئش انسائیکلوپیڈیا، ج ۱۱ ص ۲۳۶،

۵۲ ہیرن کی ہسٹاریکل ریسرچز، ج ۱ ص ۳۵۱،

۵۳ ملوک الارض حمزہ اصفہانی ص ۱۰۷- کلکتہ،

پاس کتاب کا علم تھا بولا کہ مین تخت کو نگاہ پلٹنے سے پہلے لادونگا،" کتاب کے علم (عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ) سے کیا مقصود ہی؟ عام مفسرین توراۃ مراد لیتے ہین یا اسم اعظم، لیکن ظاہر ہی کہ توراۃ کے علم سے تخت کا جلد اور بسرعت لے آنا کیا مناسبت رکھتا ہی؟ اسم اعظم کا تخیل ایک جاہلانہ اور غیر ثابت الشرع تخیل ہی، اسلام کے رو سے یہ کوئی شے نہین، البتہ یہودیون مین یہ خیال اب تک موجود ہی،

ایک مدعی علم کلام جدید نے "کتاب" سے رجسٹر اور دفتر مراد لیا ہی، یعنی بعض درباری جو حضرت سلیمان کے سرکاری دفتر اور رجسٹر سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ یہ تخت کہان رکھا ہوا ہی، اُنھون نے کہا کہ مین ابھی اُٹھالاتا ہون، لیکن اُس عہد مین اُنیسوین صدی کی طرح باقاعدہ دفتر اور رجسٹر کا دعوی ایک مضحکہ خیز امر ہی، میری رائے یہ ہی کہ کتاب سے خط مراد ہی، لفظ "کتاب" اِسی قصہ مین اس سے پہلے دو بار اسی معنی مین قرآن مجید مین آچکا ہی،

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا	میری یہ کتاب (خط) لے جا،
اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ	میرے پاس ایک کتاب (خط) آئی ہی،

اِس کے علاوہ لفظ کتاب کا بمعنی خط عربی مین عام طور سے استعمال ہی، بلکہ فصحا اسکے سوا خط کے لیئے کوئی دوسرا لفظ استعمال نہین کرتے، میری تاویل کے مطابق آیت کا مقصود یہ ہی کہ درباریون مین سے ملکۂ سبا کے مضمون خط کا جس کو علم تھا کہ وہ بطور تحفہ اپنے ساتھ ایک تخت لائی ہی، اُسنے کہا، مین ابھی لاتا ہون،

۵- قرآن مجید مین ہی کہ ملکہ حضرت سلیمان کے ہاتھ پر اسلام لائی، اور پیغمبرانہ جاہ وجلال دیکھکر بے اختیار پکار اُٹھی، اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ، لیکن بظاہر تسلیم سے اسکی تائید نہین ہوتی لیکن تسلیم مین ملکہ کے یہ فقرے "خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہی، اور جس نے

مسالہ، خوشبوئین، ہاتھی دانت، یہ چیزین حبش اور ہندوستان سے ٹھیک یمن آکر اُترتی تھین، یمن سے سبا اونٹون پر لاد کر بحر احمر کے کنارے کنارے خشکی خشکی، حجاز سے گذر کر شام و مصر لاتے تھے، قرآن مجید نے اسی راستہ کو "امام مبین" (کھلا راستہ) اور اسی سفر کا نام رحلۃ الشتاء والصیف رکھا ہی جس کو بعد مین قریش نے جاری کیا تھا، اِن تجارتی کاروانون کی آمد و رفت کے سبب سے یمن سے شام تک آبادیون کی ایک قطار قائم تھی، جہان بے خوف و خطر سفر ہو سکتا تھا،

چوتھی صدی ق م کے اواخر مین یونانیون نے اور پہلی صدی ق م مین رومیون نے علی الاتصال شام و مصر پر قبضہ کیا، یہ عربون کے بار بار حملون سے خوفزدہ رہتے تھے، عرب اِس تجارت کو صرف اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے، اسلیئے غیر قومون کو اپنے ملک سے گذرنے نہین دیتے تھے، انباط اور حمیر کے واقعات پڑھو، کہ اسکے لیئے کیا کیا خونریزیان ہوئین، اور یونانی و رومی اِن دشوار گذار پہاڑون اور ریگستانون کو بآسانی طے بھی نہین کر سکتے تھے لاجرم اُنھون نے ہندوستان و افریقہ کی تجارت کو بری راستہ سے بحری راستے کی طرف منتقل کر دیا، اور تمام مال کشتیون کے ذریعہ سے بحر احمر کی راہ مصر و شام کے سواحل پر اُترنے لگا، اِس طریق سفر نے یمن سے شام تک خاک اُڑا دی، اور سبا کی تمام نوآبادیان بے نشان ہو کر رہ گئین،

دیکھو مفسرین کے علی الرغم قرآن مجید اِن واقعات کی کیونکر حرف حرف تصدیق کرتا ہی،

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۔ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ	بے شبہ سبا کے لیئے خود اپنے گھر مین نشانیان تھین، دو باغون (کا سلسلہ) داہنے بائین، اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ، اور اُسکا شکر کرو، ستھرا شہر ہی، اور معاف کرنے والا مالک اُنھون نے سرتابی کی تو ہم نے اُن پر بند (توڑ کر) سیلاب بھیجا

بتادیا ہی جسکی تفصیل "ادیان" مین آئیگی، مجمل یہ ہی کہ سبا کے متعدد دیوتاؤن مین سے ایک "شمس" بھی تھا، جسکی تمام جنوب عرب مین پرستش کی جاتی تھی، مسلمانون نے ابتدائی صدیون مین (۲ یا ۳) یمن کی ایک عمارت کا کتبہ پڑہا تھا جو جنوبی (حمیری) زبان مین تھا، اُسمین یہ عبارت منقوش تھی "وبسماله هذا ما بناه شمر برعش لسیاة الشمس" شمر یرعش نے سورج دیبی کے لیئے یہ بنایا،

سبا کا تفرق و انتشار،

ہم نے اوپر کہین بتایا ہی کہ سبا کے مقبوضات تین حصّون مین منقسم تھے، حبش، یمن، اور شمالی عرب، ۱۱۵ھ ق م مین یہ شیرازے بکھر گئے، حبش پر اکسومی خاندان (اصحاب الفیل) قبضہ کر بیٹھا، شمالی عرب مین اسماعیلی عربون نے خروج کیا، یمن مین حمیر نے ظہور کیا، اور بقیہ قبائل تمام ملک مین تتر بتر ہو گئے،

لیکن سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہی کہ اِس پراگندگی، تفرق اور انتشار کا کیا سبب ہوا؟ روایات نامعتبرہ، حکایات تفسیر اور افسانہائے عرب کا منشا یہ ہی کہ سیل عرم کے خوف سے جسکی خبر کاہنون کے ذریعہ سے پہلے مل چکی تھی، قبائل یمن سے نکل کر دیگر اقطاعِ ملک مین چلے گئے، لیکن اولاً تو کاہنون کی پیشینگوئی ایک لغو امر ہی، ثانیاً سیل تو صرف شہر مارب مین آنے والا تھا، تمام یمن مین نہ آنے والے تھا اور نہ آیا، اسلئے یہ سبب تو ترکِ مارب کا ہوسکتا ہی ترکِ یمن کا نہین،

اصل یہ ہی کہ سبا کی دولت و ثروت کا اساس صرف تجارت تھی، یمن ایک طرف سے ہندوستان کے مقابل واقع ہی اور دوسری طرف سواحل افریقہ کے سونا، بیش قیمت پتھر

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹، ۵۲ ملوک الارض حمزہ اصفہانی، ص ۱۱۰، کلکتہ،

جسطرح کہ قرآن نے بوضاحت تمام بیان کیا ہے[۱]"

بنو کہلان کیا قحطانی ہین؟

عام علمائے انساب سبا کے دو بیٹے قرار دیتے ہین، حمیر اور کہلان، حمیر کو تمام یمن کا مالک قرار دیتے ہین، اور کہلان کو اطراف وحدود کی پاسبانی سپرد کرتے ہین، بنو کہلان کا سالار خاندان خواب دیکھتا ہی کہ یا کسی کاہن سے اُسکو معلوم ہوتا ہی کہ سدِّ مارب ٹوٹیگا اور سبا برباد ہونگے، اِس بنا پر وہ یمن چھوڑ کر حجاز، نجد، بحرین عمان، یمامہ، مدینہ، عراق اور شام مین نکل جاتے ہین، اِن مین سے مشہور شاخون کی حسب ذیل تفصیل ہے:

یمن ——— ہمدان، اشعر،

نجد ——— کندہ، قضاعہ،

حجاز ——— خزاعہ، (مکہ) اوس اور خزرج (مدینہ)

عمان ——— ازد،

شام ——— عاملہ، غسان،

عراق ——— لخم، جذام،

لیکن ہمارے نزدیک ہمدان واشعر اور بعض دیگر قبائل کا قحطانی الاصل ہونا مشکوک ہی قضاعہ، خزاعہ اور لخم کو تو عموماً محققین انساب نے اسماعیلی وعدنانی کہا ہی، خزاعہ (اسلم) کو حدیث[۲] صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے بنی اسماعیل کہا، اوس وخزرج کا اسماعیلی النسب ہونا بھی بخاری کی روایت سے ثابت ہی[۳]، اور خود اوس خزرج کو بھی اسکو دعویٰ تھا، کندہ کے شاعر

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون سبا، [۲] صحیح بخاری باب المناقب

[۳] باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا،

وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ إِلَّا الْكَفُوْرَ، وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ، سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ، فَقَالُوْا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ، (سورہ سبا)

اور اُن کے دونون باغون کے بجائے بدمزہ پھلون اور پیلو اور کچھ بیری کے جھاڑ پیدا کردے، یہ اُنکی ناشکرگذاری کی جزا تھی، اور ہم تو صرف ناشکرگذارون ہی کو یہ جزا دیتے ہین ہم نے اِن کے (ملک) اور برکت والی آبادیون (شام) کے درمیان بہت سی کھلی آبادیان قائم کردی تھین اور اُن مین سفر کی منزلین مقرر کی تھین، چلو اِن آبادیون کی منزلون مین دن رات بے خوف وخطر، اُنھون نے کہا کہ خدا نے ہمارا سفر بڑا بنایا (یا ہمارے خدا ہمارے سفر کو دور کردے) اُنھون نے خود اپنی جان پر آپ ظلم کیا تو ہم نے اِن کو کہانی بنادیا اور پارہ پارہ کردیا، حقیقۃً اِس مین عبرت کی نشانیان ہین شکرگذار اور صابر بندون کے لیے،

دیکھو! ان آیتون مین دو باتین ہین، ایک تو سیلاب عرم کا ذکر ہے، جو مسکن سبا یعنی شہر مارب مین خدا نے بھیجا، اِس سیلاب کے اثر سے تم کہتے ہو تمام قوم متزلزل ہوگئی، لیکن خدا کہتا ہے کہ سیلاب بھیجکر بند توڑ دیا جس سے صرف اُن کے باغ ویران ہوگئے، دوسری بات یہ ہے کہ تجارت کی جو پُرامن آبادیان اور راہین قائم تھین، وہ اُجڑ گئین، تم کہتے ہو، کہ اسکا کوئی اثر نہ ہوا، لیکن خدا فرماتا ہے کہ یہی وہ عذاب تھا، جس سے وہ مشکر قصہ کہانی بن گئے اور اُنکی قومیت کا شیرازہ پارہ پارہ ہوگیا،

قرآن کی صداقت پر ایک قرآن کا منکر (مولف) شہادت دیتا ہے کہ "سبا کی بربادی سیلاب سے نہین ہوئی جیسا کہ روایت عرب کا بیان ہے بلکہ تجارتی راہون کے بدلنے سے ہوئی ہے"

حمیر

یا

سبا کا طبقۂ ثالثہ و رابعہ

۱۱۵ ق م ——— ۶۲۵

قوم تبّع و اصحاب الاخدود

ملک یمن کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہ مغربی و مشرقی دو حصّون پر منقسم ہی، قطعۂ مشرقی جو اندرونی ملک سے ملحق ہی، مملکت سبا ہی، قطعۂ مغربی جو ایک طرف بحر عرب اور دوسری طرف بحر احمر کو چھوتا ہی، حمیر کی مملکت ہے،

اس سے تم نے سمجھا ہوگا کہ بحری تجارتون نے سبا کو مٹا کر حمیر کو کس حد تک چمکا دیا ہوگا، یہی سبب ہے کہ یمن کی حکومت، مشرق سے منتقل ہو کر مغرب کو چلی آئی، اور حمیر جو مغربی قبیلہ تھا، اُس نے قوت مزید حاصل کر لی، ناچار مشرقی قبائل رزق و معاش کی تلاش مین کچھ مغرب کو اُٹھ آئے کچھ یمامہ، بحرین، حجاز، عراق اور شام کو چلے گئے، یہ بھی سمجھ لو کہ حمیر، سبا سے کوئی الگ شے نہین ہی، صرف خاندان اور موقع حکومت کا فرق ہی، زبان، مذہب، اور طریق تمدن تمام چیزین ایک ہین، اسی لیئے خود حمیر کے کتبات مین بھی بجائے حمیر کے سبا ہی مذکور ہی، البتہ مورخین یونان نے ۲۰۰ ق م مین اور اہل حبشہ نے چوتھی صدی

خود اپنے کو معد (بنی اسماعیل) کہتے ہین، غسان کا بھی اسماعیلی ہونا شعرائے عرب کے کلام سے ثابت ہی، اصل یہ ہی عام علمائے انساب کو صرف تین سلسلے معلوم تھے، عرب بائدہ، قحطانی سبا، اور اسماعیلی قیدار (عدنان) اس بنا پر جب کسی قبیلہ کی نسبت یہ ثابت ہو جاتا تھا کہ وہ بائدہ اور عدنانی نہین ہی تو لامحالہ اُسکو قحطانی فرض کر لیتے تھے، حالانکہ توراۃ اور تاریخ کے رو سے عرب مین اور بہت سلسلے ثابت ہین،

قحطانی اور اسماعیلی خاندانون مین تمیز کرنا نہایت آسان ہی، جنوبی عرب عموماً بنو قحطان کا مسکن ہی اور شمالی بنو اسماعیل کا، بنو قحطان کی زبان سبائی و حمیری ہی، بنو اسماعیل کی عدنانی اور نابتی، اول کا خط تحریر مسند ہی، اور ثانی کا نابتی، دونون کے نام کا طریقہ، مذہبی تخیل، اور دیوتاؤن کے نام بالکل مختلف ہین،

اس نکتہ کے سمجھنے کے بعد یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا ہی کہ بعض علمائے انساب و حدیث خود قحطان کو اسماعیلی کیون کہتے ہین؟ امام بخاری کا میلان طبع بھی ادھر ہی نظر آتا ہی، چنانچہ صحیح مین اُنھون نے باب نسبۃ الیمن الی بنی اسماعیل" ایک مستقل باب باندھا ہی، علمائے انساب مین زبیر بن بکار کی اور ابن اسحاق کی بھی یہی روایت ہی، علامہ بن حجر بھی فتح الباری مین اسی پہلو کو راجح قرار دیتے ہین[1]، اس مبالغہ مین اصل حقیقت یہ ہی کہ بعض قحطانی شاخین اسماعیلی ہین، اور یمن مین سکونت کے باعث یا کسی اور سبب سے اُنکو قحطانی فرض کر لیا گیا ہی[2]

---

[1] فتح الباری جلد ۶ ص ۳۹۱

[2] جامع ترمذی تفسیر سورۂ سبا ترمذی مین ایک مرفوع حدیث ہی کہ لخم، جذام، غسان، عاملہ، ازد، اشعر، حمیر، کندہ، مذحج، اور انمار، سبا کے خاندان سے ہین، یہ حدیث غریب و حسن ہی

(یا علی العکس) ذکر کرتے تھے، اس بنا پر جب ہمکو شاہ اذینہ حبشی کے کتبہ مین "ملک حمیر وریدان وسبا وسلحین" لکھا نظر آتا ہی، تو ہم صاف کہہ دینگے کہ سبا وسلحین مین جو تعلق ہی یعنی پہلا شہر ہی اور دوسرا قلعہ بھی تعلق حمیر اور ریدان مین بھی ہی، اس بنا پر حمیر قوم کا نام نہین، بلکہ قلعۂ شاہی کا نام تھا، اور رفتہ رفتہ اسنے حکومت کا، اور پھر تمام قوم کا نام اختیار کر لیا،

لیکن ہمکو متعدد وجوہ سے اس تحقیق سے انکار ہی،

(۱) اس تاریخ کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ سامی قومون مین شخص کے نام پر ملک کے نام رکھنے کا رواج عام تھا، لیکن ملک کے نام پر قوم کا نام کبھی نہین رکھا گیا، اسکی متعدد مثالین اوپر گذر چکی ہین اور خود یہان بھی دیکھ لو، سبا ایک قوم کا اصل مین نام ہی، جس کو ہالوے صاحب بھی اس مضمون مین تسلیم کرتے ہین بلکہ یہی ثابت کرنا چاہتے ہین، لیکن چونکہ اس قوم کا پایہ تخت شہر مارب تھا اس بنا پر خود شہر مارب کو سبا کہنے لگے جیسا کہ اذینہ کے مذکورۂ بالا کتبہ مین بھی موجود ہی،

(۲) قاعدہ یہ ہی کہ لفظ مذکور اگر کسی مقام کا نام ہوتا ہی تو اُسکے پہلے لفظ "ذو" (مالک) یا لفظ "حضر" (شہر) یا لفظ "بیت" (قلعہ) آتا ہی، مثلاً خود صاحب ممدوح کے شائع کردہ کتبات مین دیکھو "ذوریدان ذوسلحین" کہ یہ دونون مقامات کے نام ہین، "حضر عدن وبیت ایبن" یعنی شہر عدن وقلعہ سلحین وشہر مارب، لیکن اس قسم کا استعمال لفظ حمیر کے ساتھ کہین نظر نہین آتا، اذینہ کے جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہی اُسکی عبارت بھی یون ہی "بخوس[1] حمیر وذوریدان وذوسبا وذوسلحین" دیکھو کہ اس مین بوضاحت تمام مقام اور قوم کے نام مین فرق نظر آتا ہے،

(۳) اب تک کتبات مین جسقدر شہرون اور قلعون کے نام ملے ہین وہ تمام تر عربی جغرافیون مین مذکور ہین، لیکن حمیر کا بحیثیت قلعہ یا شہر کہین ذکر نہین ہے،

---

[1] بخوس حبشی لفظ ہی جس کے معنی بادشاہ کے ہین، اسی لفظ کو معرب کرکے عرب نجاشی کہتے ہین،

عیسوی مین اپنے کتبہ مین انکو حمیر کہا ہے،

لفظ حمیر | علمائے انساب کہتے ہین کہ حمیر سبا کے جانشین فرزند کا نام تھا اور اسلیئے سبا کی تمام تاریخ مین وہ بجائے سبا کے ہر جگہ حمیر بولتے ہین، لیکن اب تک جو کتبات ملے ہین، اور جن مین سے اکثر کی بعینہ عبارتین میری نظر سے گذری ہین، اُن مین لفظ حمیر کہین نظر نہین[1] آیا، خود حمیر کے سلاطین اپنے آپ کو "ملک سباو ذوریدان" لکھتے ہین، ہان اہل حبش کے بعض کتبات مین "حمیر" اور "ارض حمیر" البتہ کہین کہین ملتا ہے، "حمیر" عربی اور حبشی مین "حمر" سے مشتق ہوگا، جس کے معنی سُرخ کے ہین، اور محاورہ مین گورے رنگ کو احمر کہتے ہین، اسکا مقابل اسود ہے، عرب "سیاہ وسپید" کی جگہ "الاسود والاحمر" بولتے ہین، چونکہ عرب اہل حبش کو اسود اور سودان کہتے ہین، اسکے مقابل مین حبش عربون کو "حمیر" یعنی گورے رنگ کے آدمی کہتے ہون گے، ابرہہ مین کا حبشی فاتح، اپنے ایک کتبہ[2] مین لکھتا ہے کہ "بادشاہ حبشی حمیری فوج لیکر آیا" موجودہ محاورۂ ہند مین اسکے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ "کالی گوری دونون پلٹنین ہین"

السنہ سامیہ اور آثار عرب کے ایک مشہور ماہر (ہالوے) نے اپنے سلسلۂ مضامین "مطالعۂ زبان سبا" مین جو فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی[3] مین شائع ہوا ہے، اس موضوع پر ایک نہایت عجیب بحث لکھی ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بربنائے کتبات ہاشاہان سباو حمیر کا آئین تحریر یہ تھا کہ وہ کتبات مین عموماً لفظ ملک (شاہ) کے بعد قلمۂ حکومت کا اور اسکے بعد اپنے شہر حکومت کا

---

[1] جہان جہان ہمنے اس باب مین کتبات کے حوالے دیئے ہین، وہ فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل ۱۸۷۴ء کے مضامین "مطالعہ زبان سبا" سے التقاط ہین،

[2] دیکھو صحاب لفیل،

[3] مئی وجون ۱۸۷۳ء، پیرس،

بیانات کے مطابق ۶۲۵ء کا ہی، اس بنا پر یہ بالکل بدیہی ہی کہ ۶۲۵ عیسوی، ۶۴ حمیری کے مطابق ہی، اور اسلیئے سنۂ حمیری کی ابتدا ۱۱۵ ق م قرار پائیگی،[۵۱]

یہ تحقیق ہالوے کی ہی، لیکن اس مسئلہ مین میری رائے ایک اور ہی، ہالوے کی اس تحقیق سے یہ تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ حمیری سنہ کی ابتدا ۱۱۵ ق م سے ہوتی ہی، لیکن یہ نہین ثابت ہوتا کہ حمیری خاندان یعنی "ملک سبا و ذوریدان" کی بھی ابتدا اسی سنہ سے شروع ہوتی ہی، کتبات مین ایک کتبہ کی عبارت یہ ہی "الیشرح یحضب ملک بین شاہان سبا و ریدان، فرزندان فرع یہنعم شاہ سبا" رومی تاریخ مین ایک حملۂ یمن کا ذکر ہی جو ۲۰ ق م مین الیشرح شاہ مارب (سبا) پر کیا گیا تھا،[۵۲] الیشرح اس عہد مین دو چچا اور بھتیجا کا نام تھا الیشرح یحضب اور الیشرح یحمل، یمن رومی تاریخ کا الیشرح، الیشرح یحمل کو فرض کرتا ہون، کتبۂ بالا سے ظاہر ہوتا ہی کہ الیشرح یحضب سبا و ریدان کا پہلا بادشاہ تھا، رومی تاریخ سے الیشرح یحمل کا زمانہ ۲۰ ق م معلوم ہوتا ہی، اس بنا پر حمیری خاندان کی ابتدا پہلی صدی کے اوسط سے پہلے نہین جاتی، ہود بن اہد جس کے نام کی طرف حمیری سنہ کی نسبت ہی عجب نہین کہ سبا کے سیاسی انقلاب کے بعد حمیر کا پہلا کاہن ہو، بابل مین یہ قاعدہ تھا کہ سنہ کی ابتدا سلاطین کی بجائے کاہنون سے کیجاتی تھی، یہی اصول سنہ نویسی حمیر مین بھی نظر آتا ہے،[۵۳]

بہرحال اگر میری رائے درست ہی، جسکی دوسرے واقعات سے بھی تصدیق ہوچکی ہی، تو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ سبائے حمیر کی تاریخ پہلی صدی ق م کے اوسط سے شروع ہوتی ہی، اور

---

۵۱ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۳ ص ۹۵۶،

۵۲ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۳ ص ۹۵۶،

۵۳ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۷،

مملکت حمیر تمہید مین معلوم ہوچکا ہی کہ حمیر مغربی یمن مین بحر احمر و بحر عرب کے متصل آباد تھے، اسوقت اِس خاندان پر "ذو" (امیر) حکومت کرتے تھے، قلعۂ ریدان ان کا مسکن تھا، اور اِس بنا پر خطاب امارت "ذو ریدان" تھا، یہ قلعہ شہر ظفار کے متصل تھا، جو شہر صنعا کے قریب واقع ہی اور جدید حکومت کا پایۂ تخت تھا، ابو علکم مرانی اِسی ریدان کے ذکر مین کہتا ہے:-

وفی ظفارٍ بنت اٰباؤنا غرفًا	فی کوکبان وقصر الملک ریدانا
ہمارے بزرگون نے ظفار مین عمارتین تعمیر کین	نیز کوکبان مین اور "قصر شاہی ریدان" تھا

سبا کی تباہی و تفرق کے بعد حمیر نے مارب تک اپنی حکومت کو وسعت دی، اُسوقت اُنکا لقب شاہی "ملک سبا و ذو ریدان" نظر آتا ہی، ایک مدت کے بعد اُن کے القاب مین "شاہ حضرموت" کا بھی اضافہ ہوجاتا ہی، پھر تمام یمن، نجد اور تہامہ کی بادشاہی، القاب مین نظر آتی ہی، اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ کس طرح رفتہ رفتہ اُنکی حکومت کا رقبہ وسیع ہوتا جاتا ہی، آخر ۵۲۵ء مین آخری حمیر بادشاہ ذونواس، اکسومی حبشیون سے شکست کھاتا ہی، اور تقریباً ۴۰ برس کیلئے ملک اُن کے ہاتھ مین چلا جاتا ہی، اسکے بعد ایرانی آتے ہین، اور ان کے چند سالون کے بعد تہامہ کی گھاٹیون سے خورشید اسلام یمن مین طلوع ہوتا ہی، اور ایک دن مین تمام یمن اس نور سے منور ہوجاتا ہے،

حمیر کا زمانہ سبا کے خاندان حمیر کا زمانہ کب سے شروع ہوتا ہی اور کب ختم ہوتا ہی؟ اسکا جواب فرض و تخمین کی بجائے کسی قدر واقعیت سے دیا جاسکتا ہی، سبائے حمیر کے پچھلے کتبات مین مہہو دبن ابہد کے نام سے ایک غیر معلوم تاریخ کے سنین کا استعمال کیا گیا ہی، ۳۸۵ء ۵۰۳ء ۵۸۳ء ۶۴۰ء ۶۵۷ء ۶۵۸ء ۶۶۹ء مختلف کتبات کے سنین ہین، ان مین سے ۶۴۰ء کے کتبہ مین حبش کے حملۂ یمن اور ذونواس کی موت کا ذکر ہی، یہ واقعہ عرب روایات اور رومی

قبل الرائش ملکان ملک بسبا و ملک بحضرموت فکان لا یجتمع الیمانیون کلهم علیهم الی ان ملک الرائش فاجتمعوا علیه و تبعوه فسمّی تبّعا،	بادشاہ ہوتے تھے ایک سبا مین اور ایک حضرموت مین تمام یمنی ایک کی اطاعت پر متفق نہین ہوتے تھے لیکن جب یہ بادشاہ ہوا تو اسکی بادشاہی پر سب متفق ہوگئے اور اسکی اطاعت کرلی اس لیئے اسکا لقب تبع ہوا،

ایک اور فرق عظیم ان دونون طبقون مین یہ ہی کہ پہلا طبقہ عموماً ستارہ پرست ہی، ان کے تمام کتبات، ستارون، دیوتاؤن، اور دیکلون کے نامون اور یادگارون سے مملو ہین، دوسرے دور مین سلاطین حمیر بعض عیسائی اور اکثر یہودی المذہب ہین اسلیئے ان کے کتبات مین بجائے دیوتاؤن کے رحمان کا نام نظر آتا ہے[۵۲]،

شاہانِ حمیر! ابھی جو عبارت حمزہ اصفہانی کی تم نے پڑھی، اُس سے سمجھا ہوگا کہ حارث الرائش سے پہلے کے شاہانِ حمیر کی جماعت، سبائے حمیر کا طبقۂ اول ہی، اور حارث الرائش سے آخر تک طبقۂ ثانیہ ہی، شاہانِ طبقۂ اول کے جو نام عربی تاریخون مین مذکور ہین، باہم نہایت مختلط، مختلف اور متعارض ہین، اور حقیقت یہ ہی کہ اذا تعارضا تساقطا کے رو سے اُن مین سے کسی مین بھی صحت کا شائبہ نہین ہی، ان نامون کی تفصیل ہم سبا کے ذکر مین کر چکے ہین، مختلف مورخین کے بیانات ایک بار پڑھ لو، اور دیکھو کہ ان نامون کو طبقۂ ثانیہ مین خود مورخین عرب نے جو نام لکھے ہین اور جو ایک حد تک صحیح ہین، اور جو کتبات مین نام ملے ہین، ان دونون سے زبان، جنسیت، مشارکت و یگرنگی طریقۂ اسمیت مین کوئی مناسبت ہے؟

---

۵۱ حمزہ اصفہانی، ص ۱۰۸، کلکتہ

۵۲ برٹانیکا، مضمون سبا، وحمزہ اصفہانی فصل حمیر، عبد کلال عیسائی تھا، دونو اس وغیرہ یہودی تھے،

ذونواس کی موت پر ۵۲۵ء مین ختم ہوتی ہی، اور اِس بنا پر حمیر کی کُل مدتِ حکومت تقریباً ۵۵۰ برس قرار پائے گی، مورخین یونان نے حمیر کا ۲۰۰ ق م مین پہلی بار ذکر کیا ہی،

حمیر کے طبقات

حمیری حکومت کے ۵۵۰ برس حمیر کی مسلسل تاریخ نہین ہی، پہلی صدی ق م سے تیسری صدی عیسوی کے اواخر تک حمیر کا طبقۂ اول، یا سبا کا طبقۂ ثالث فرمانروائی کرتا رہا، دوسرا طبقہ تیسری صدی کے اواخر سے شروع ہوتا ہی اور ابھی چند ہی بادشاہ گذرتے ہین، کہ اکسومی حبشی چوتھی صدی کے اوسط مین یمن مین گھُس آتے ہین، چند سال کے بعد حمیر اِن حبشیون کو نکالکر، پھر وطنی حکومت کی بنیاد ڈالتے ہین، یہ طبقہ ۵۲۵ء تک جبکہ آخری بار اہل حبش فاتحانہ داخل ہوتے ہین، قائم رہتا ہے،

سبائے حمیر کے اِن دونون طبقات مین متعدد فروق و امتیازات ہین، دورِ اوّل کے سلاطین کا لقب "ملک سباو ذوریدان" ہے، دورِ ثانی مین یہ سلاطین "ملک سباو ریدان وحضرموت" کا لقب اختیار کرتے ہین، اور پھر جب کوئی نیا قطعۂ ملک فتوحات مین شامل ہوتا ہی، تو لقب شاہی مین اُتنا ہی اور اضافہ ہو جاتا ہی، اِن القاب سے یہ واضح ہوتا ہی کہ دورِ اول مین حمیر کا رقبۂ حکومت صرف یمن تک محدود تھا، دورِ ثانی مین حضرموت تک وسیع ہو جاتا ہی، عرب مورخین کے بیان سے بھی اِن طبقات کی تصدیق ہوتی ہی،

واول من ملك اولاد قحطان حمير بن	فرزندان قحطان مین سے پہلے جو پہلے بادشاہ ہوا وہ حمیر
سبا فبقى مليكا حتى مات هرما وتوارث	بن سبا ہی، یہ آخر وقت تک بادشاہ رہا تا آنکہ بڈھا ہو کر مر گیا
ولده الملك بعده فلم يعدهم الملك	پھر حکومت اُسکی نسل مین وراثتہً جاری رہی، اور انکے
حتى مضت قرون وصار الملك الى	ہاتھ سے نہین نکلی، تا آنکہ چند صدیان گذر گئین، پھر حارث
الحارث وهو تبع الاول فمن ملك اليمن	الرائش بادشاہ ہوا جو پہلا تبع ہی، اِس سے پہلے دو

اس مقابلہ سے تم نے سمجھا ہوگا کہ سبا اور حمیر کے اصلی نام کی صحیح ہیئت کیا ہوتی ہے اور اُن مین کس قسم کے جوڑ بند ہوتے ہین، یہی سبب ہے کہ اکثر محققین تاریخ عرب نے طبقہ ثانی سے پہلے کے نام چھوڑ دیئے ہین، حمزہ اصفہانی جو عربی زبان مین تاریخ قدیم کا بہترین و محقق ترین ماخذ ہے حارث الرائش سے پہلے کے سلاطین کا مطلق نام نہین لیتا، کہتا ہے:

واول من ملك من اولاد قحطان حمير ابن سبا فبقى ملكا الى ان مات هرما وتوارث ولده الملك بعده فلم يعدهم ملك اليمن حتى مضت قرون وصار الملك الى الحارث[1]،	فرزندان قحطان مین سے حمیر بن سبا پہلا بادشاہ ہوا، اور آخر تک بادشاہ رہا، تا آنکہ بڈھا ہو کر مر گیا، اُسکی نسل مین وراثۃً حکومت قائم رہی، اور یمن کی حکومت اسی نسل مین باقی رہی، یہان تک کہ چند صدیان گذر گئین اور حارث بادشاہ ہوا،

حارث سے پہلے کی یہی چند مجہول صدیان حمیر کا طبقۂ اوّل ہے،

شاہان حمیر اور اُون کے طبقات کی نسبت ہمنے جو کچھ لکھا، اِس سے معلوم ہوا ہوگا کہ حمیر کے طبقۂ ثانیہ مین اکسومی (سبائی) حبش کی ایک قلیل الزمانہ حکومت کی خلیج بھی حائل ہے، عرب مورخین کو عموماً گو اسکی واقفیت نہین، لیکن شاہان حمیر کی کامل فہرست جو وہ پیش کرتے ہین، طبقہ ثانی کے بیچ مین یعنی حارث الرائش اور زاشنعیم کے درمیان نامون کے رنگ و بو پہچاننے والون کو صاف حبشی یا کم از کم غیر عربی و حمیری رنگ و اثر چند نامون مین نظر آئے گا،

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف ۱- حمیر	نام	۲- الہمیسع	مصنوعی نام

[1] ۱۰۸، کلکتہ،

مورخین عرب کے طبقۂ اول حمیر کے نام	مورخین عرب کے طبقۂ دوم حمیر کے نام	کتبات کے سبائی حمیری نام
حمیر	ناشر نعم	فرع ینہب
الہمیسع	شمر یرعش ابوکرب	الیشرح یحضب
ایمن	ابو مالک	الیشرح یحمل
زہیر	الاقرن	یثیل بین
عریب	کلیکرب	کرب ایل یوہنعم
الغوث	اسعد ابوکرب	ذمر علی ذرح
وائل	عبید کلال	شمر یہر عش
عبد شمس	مرثد بن عبید	ملک یکرب یوہنعم
زہیر الصوار	ولیعہ بن[۵۲] مرثد	ابوکرب اسعد
ذویقدم		معدی کرب
ذوانس		مرثد اللات
عمرو		ملک اِمر
الملطاط		سہمی کرب
القلیص		تبع کرب
سدد[۵۱]		یفرع[۵۳] ینعم

۵۱ یہ نام حمیر کے محقق ترین ماخذ نشوان بن سعید الحمیری کے قصیدۂ حمیریہ سے ماخوذ ہیں،

۵۲ حمزہ اصفہانی فصل حمیر،

۵۳ کتبات شائع کردہ ہالوے، در فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی بخط عبری، ۱۸۷۴ء

نام	کیفیت	نام	کیفیت
۱۸- ذوشناتر	صحیح	۱۹- ذونواس	صحیح
۲۰- ذوجدن	"		

اِس طویل فہرست مین قائمہ "الف" طبقۂ اول حمیر ہی، لیکن تمام نام اسکے صحیح نہین ہین، قائمہ "ب" ایک مختصر حبشی دور ہی، یہ نام بھی غیر صحیح ہین، لیکن حبشیت کا ان مین شائبہ ہی، قائمہ "ج" طبقۂ دوم حمیر ہی، اور قرب زمانہ کے سبب اسکے اکثر نام صحیح اور محفوظ ہین،

طبقۂ اوّل کے صحیح نام اور زمانے

شاہان حمیر کے صحیح نام وہ ہین جو اب تک پتھر اور چاندی کے حرفون مین یمن کے ویرانون اور سکّون مین لکھے ملے ہین، اور جنکو بہتون نے پڑھا ہی اور ہر شخص جا کر پڑھ سکتا ہی، ہم نے اوپر بتایا ہی کہ طبقۂ ثانی کے بعض کتبون پر تاریخین بھی ثبت ہی جن کا حل ہو چکا ہی، بعض سلاطین کے نام رومیون کے سیاسی و تجارتی تعلق سے یونانی و رومی تاریخون مین محفوظ ہین اور قیاصرۂ روم کی معاصرت سے اُنکی تاریخ معلوم ہے،

اِس رومی تعلق سے طبقۂ اول حمیر مین سے (جس کا لقب شاہی "ملک سبا و ذوریدان" ہی) دو بادشاہون کی تاریخ معلوم ہی، کرب ایل Charibael اور الیشرح Elisaros کتبہ مین الیشرح یحضب اور الیشرح یحمل دو چچا بھتیجون کے نام ملتے ہین رومیون کا الیشرح اِن مین سے جو ہو وہ سنہ ۲۰ ق م مین موجود تھا "کرب ایل شاہ سبا وریدان" کو بربیلوس مورخ (سنہ ۸۰ء) نے پہلی صدی عیسوی کے اوسط مین ذکر کیا ہی، کتبون مین الیشرح اور کرب ایل اور ان کے باپ اور بیٹون کے نام بھی ملے ہین جو ظاہر ہی کہ ترتیب مین اسکے آگے پیچھے ہونگے، بقیہ نام قیاساً اوپر نیچے ترتیب دیے گئے ہین

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف-۳- ایمن	صحیح لیکن نام کا صرف ایک جزو ہے	۵- بلقیس بنت ہداد	غیر عربی، شاید یونانی
۴- زہیر	مصنوعی	ج-۱- ناشر نعم	صحیح نام
۵- عریب	〃	۲- شمر یرعش	〃
۶- الغوث	〃	۳- ابو مالک	〃
۷- وائل	ایک خاندان شاہی کا بنوائل نام ملا ہے	۴- الاقرن بن ابی مالک	مشکوک
۸- عبد شمس	صحیح نام	۵ ذو جعیشان بن الاقرن	〃
۹- زہیر الصوار	مشکوک	۶- تبع بن الاقرن	〃
۱۰- ذو یقدم	〃	۷- کلی کرب بن تبع	صحیح
۱۱- ذو انس	〃	۸- اسعد ابو کرب	〃
۱۲- عمرو	〃	۹- حسان بن تبع	مشکوک
۱۳- الملطاط	مصنوعی	۱۰- عمرو بن تبع	〃
۱۴- القلیس	〃	۱۱- عبد کلال	صحیح
۱۵- سدد	〃	۱۲- تبع بن حسان	مشکوک
۱۶- الحارث الرائش	صحیح نام	۱۳- مرثد بن عبید	صحیح
ب ۱- ابرہہ ذو المنار	حبشی نام ابرہ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے	۱۴- ولیعہ بن مرثد	صحیح
۲- افریقس بن ابرہہ	غیر عربی نام افریقس کے معنی شاید افریقی یعنی حبشی ہوں	۱۵- ابرہہ بن الصباح	حبشی
۳- العبد ذو الازعار	مشکوک	۱۶- صہبان بن محرث	مشکوک
۴- ہداد بن شراحبیل	ایک حبشی بادشاہ کا نام	۱۷- حسان بن عمرو	〃

۱۲- لغز نوفان یہصدق، ملک سباوذوریدان	متفرق نام	۱۹۰-۲۲۰ء	(تقریباً)
۱۳- یاسر یہصدق، ملک سباوذوریدان،		۲۲۰-۲۴۰ء	〃
۱۴- ذمر علی یہبّر، ملک سباوذوریدان،		۲۴۰-۲۶۰ء	〃
۱۵- یاسر یونعم، ملک سباوذوریدان،		۲۶۰-۲۸۰ء	(تقریباً)

طبقۂ اول کے حالات سیاسی | اِس عہد مین یمن کو دو ہمسایہ حکومتون سے تعلقات تھے، اکسومی حبش جو سبائی الاصل تھے، اور جو مقابل کے ساحل افریقہ پر آباد تھے، اور رومی جو مصر و شام پر حکومت کرتے تھے، اور بحری راستے سے ہندوستان کی تجارت لیکر سواحلِ یمن پر گذرتے تھے، اور خود اہل یمن سے بھی تجارتی تعلق رکھتے تھے،

رومیون مین بھی یہودیون کیطرح سبا کی دولت و ثروت کی اسقدر شہرت ہوگئی تھی کہ رومن لٹریچر مین سبا کی دولت ضرب المثل بن گئی، شعرا اُنکی دولت کی تمثیل دیتے تھے، رفتہ رفتہ طمع و حرص نے کام و دہن مین لذت اور دست و پا مین حرکت پیدا کی، ۲۰ قبل مسیح مین آلیس گالوس Aelius Gallus نے جو رومیون کی طرف سے مصر کا گورنر تھا قیصر اوغسطس Agustus کے حکم سے یمن پر حملہ کی طیاری کی، انباط جو شمالی عرب مین اُن کے زیر اثر تھے، اعانت کے لیئے آمادہ کیئے گئے، اور بظاہر وہ بھی آمادہ نظر آئے، شاہ انباط کا وزیر سلوس یا ثالث عرب کے بے نشان کوہ و بیابان مین رہبر بنا، آخر صحراؤن کو پیمان حجاز طے کرکے یمن داخل ہوا، الیشرح جو اسوقت یہان کا بادشاہ تھا حملہ کی تاب نہ لاسکا، اور قلعبند ہوگیا، رومی کئی روز تک محاصرہ کیئے پڑے رہے، لیکن پانی کی کمیابی سے خود حملہ آور فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے، اور نجران و حجاز ہوکر ۶۰ دن کے بعد بحال تباہ و زار

۱؎ Barran فصل جزافیۂ عرب

سب سے پہلا نام لیشرح یحضب قرار دیا جاتا ہے کہ کتبۂ ذیل کی رو سے "ملک سباو ریدان" کے لقب سے یہ پہلا شخص نظر آتا ہے،

"لیشرح یحضب وثیل بین شاہان سباو ریدان، ابن فرع ینہب شاہ سبا"[۱]

لیشرح شاہ سباو ریدان ہے، اس سے پہلے اسکا باپ شاہ سبا ہے، طبقۂ اول یعنی شاہان "سباو ریدان" کے نام حسب ذیل ہیں[۲]:

۱۔ لیشرح یحضب، ملک سباو ذوریدان، بن فرع ینہب ملک سبا	ایک خاندان	۵۰-۳۰ ق م	(فرضاً)
۲۔ ثیل بین، ملک سباو ذوریدان فرع ینہب ملک سبا،	ایک خاندان	۳۰-۲۰ ق م	〃
۳۔ لیشرح یحل ملک سباو ذوریدان، بن ثیل بین،		۲۰-۱ ع	(تقریباً)
۴۔ ذمر علی بین، ملک سباو ذوریدان،		۱-۳۰ ع	(فرضاً)
۵۔ کرب ایل وتار یوہنعم، ملک سباو ذوریدان، بن ذمر علی	〃	۳۰-۶۰ ع	(تقریباً)
۶۔ ہلک امر، ملک سباو ذوریدان، بن کرب ایل،		۶۰-۸۰ ع	(فرضاً)
۷۔ ذمر علی، ذرح، ملک سباو ذوریدان	〃	۸۰-۱۰۰ ع	〃
۸۔ یفرع ینعم، ملک سباو ذوریدان،		۱۰۰-۱۲۰ ع	〃
۹۔ ہوفعشت اشوع، ملک سباو ذوریدان، بن فرع ینعم	کتبہ میں ایک ساتھ انکا نام ہے	۱۲۰-۱۴۰ ع	〃
۱۰۔ ثیدوالمین، فرزندان ہوفعشت		۱۴۰-۱۶۰ ع	〃
۱۱۔ وہب ایل بجر، ملک سباو ذوریدان،		۱۶۰-۱۹۰ ع	〃

[۱] ہالوے، فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۴ء، مضمون مطالعۂ زبان حمیر"

[۲] یہ فہرست فصل سوم اور کتبات شائع کردہ مسو ہالوے، در فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۴ء سے ماخوذ و ملتقط ہے، ہوارت کی تاریخ عرب،

قائم کی یہ حکومت ۵۲۵ء تک باقی رہی ۵۲۵ء مین اکسومیون نے دوبار حملہ کرکے ان کو برباد کردیا،

۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک جو اکسومی خاندان قائم کیا گیا ہی اُسکی صحت کی متعدد دلیلین ہین، اولاً یہ کہ اکسوم کے کتبہ مین اسکا بتفصیل ذکر کیا گیا ہی شاہ اذینہ اور اُسکے جانشین جو ۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک اکسوم مین بادشاہ تھے، اپنے کو "ملک اکسوم وحمیر وریدان وایثوبیا وساو زیغ" کہتے ہین، حمیری کتبات مین اِس عہد کے نام بلقب شاہی نہین ملتے، عربی تاریخون مین اس عہد کے سلاطین حمیر کے جو نام مابین شمر یرعش اور ملک یکرب مذکور ہین وہ حبشی التلفظ ہین، خود عرب مورخین بیان کرتے ہین کہ شمر یرعش کے بعد اس بنا پر حمیر طبقۂ دوم یعنی "ملوک سبا وریدان وحضرموت" کی ترتیب یہ ہی کہ اولاً دو حمیری بادشاہ ہین، پھر چند حبشی ہین، ان کے بعد پھر سلسلۂ حمیری ہے،

طبقۂ ثانیہ یا تبابعہ | طبقۂ ثانیہ یعنی وہ سلاطین جنکا لقب "ملک سبا وریدان وحضرموت" ہی، عرب اُنکو تبع کہتے ہین، اور اسی کی جمع تبابعہ ہے،

لفظ تبع،

لفظ تبع، لغۃ عرب کے نزدیک تبع یا تبعیت سے مشتق ہے،

فصار الملك الى الحارث الرائش وهو	حمیر کے بعد یمن کی حکومت حارث الرائش (یرعش) کو
تبع الاول، فمن ملك اليمن قبل الرايش،	ملی یہی پہلا تبع ہی، اِس سے پہلے دو بادشاہ یمن مین ہوتے
ملكان ملك بسبا وملك بحضرموت	تھے، ایک سبا مین اور ایک حضرت مین، تمام یمنی ایک
فكان لا يجتمع اليمانيون عليهما الى	بادشاہ پر متفق نہ تھے جب رائش بادشاہ ہوا تو سب اسکی
ان ملك الرائش فاجتمعوا عليه وتبعوه	بادشاہی پر متفق ہوگئے اور اُسکی تبعیت اختیار کی اسلیے

مصر واپس آئی[1]

یورپین مورخین اس مختصر اور عاجلانہ مہم کو بہت جی لگا کر بیان کرتے ہین، کوئی فوج کے راستہ کا نشان بناتا ہی، کوئی محرّف نامون کی تصحیح کرتا ہی، کوئی اسکا جغرافیہ طیار کرتا ہی، کوئی اس مہم کی ناکامیابی کا سبب انباط کی خیانت ٹھہراتا ہی، کوئی راستہ کی دشوار گذاری کا عذر تراشتا ہی، ڈاکٹر اسپرنگر اور یونڈفارسٹر اس کہانی کے مشہور قصّہ گو ہین بہرحال رومیون کی اس ناکامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر اُنھون نے ادھر آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھا،

اکسومی حبش اس بنا پر کہ حمیر تمامتر سبا پر قابض ہوگئے ان سے جلتے تھے، حبشی کتبات سے ظاہر ہوتا ہی کہ دوسری صدی عیسوی سے اُنھون نے یمن پر حملہ شروع کیا، اور یہ حملہ مسلسل قائم رہا کبھی فاتح ہوکر بڑھے اور کبھی مفتوح ہوکر پیچھے ہٹے، آخر حضرموت اور دیگر ساحلی مقامات پر موقع کی فرصت پاکر جم گئے، شمر یہرعش نے (جس کو عرب حارث الرائش اور شمر یرعش دو شخص سمجھتے ہین) ان سے جنگ کی ہوگی اور ان سے یہ مقامات چھینے ہون گے، کیونکہ وہ یمن اور حضرموت دونون کا پہلا بادشاہ ہوا، اور اپنا لقب اسلیئے اُسنے تبع اختیار کیا، جسکے معنی حبشی زبان مین سُلطان کے ہین، اور شاید اسی لیئے قومی ہیرو کے لحاظ سے عرب اُسکو زیادہ وقعت دیتے ہین، شمر یرعش کے بعد ایک مدّت تک پیچ کی کڑی نہین ملتی، جس سے قیاس ہوتا ہی کہ لائق جانشین ہونگے، اسی بنا پر اکسومیون نے پھر دوبارہ حملہ کیا اور حمیر کو شکست دی تقریباً ۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک یہ مدّعی فرمانروائی رہے[2]، گو وطنی روسا بھی اپنی جگہ پر ماتحت کی حیثیت سے قائم رہے، ۳۷۸ء مین ملک یکرب نے ان کو نکالکر یمن و حضرموت پر دوبارہ حقیقی حکومت

---

[1] فارسٹر، فصل آلیس گالوس کی عرب پر مہم، ج ۲،

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون "سبا" و "ایتھوپیا" و "اکسوم"

کذبت قبلھم قومُ نوح وَاصحابُ الرسِّ وَثمود وعاد وفرعون، واخوان لوط واصحاب الایکۃ وقوم تُبّع (ق)، (۲) اَھُم خیر ام قوم تُبّع، والذین من قبلھم، اھلکناھم، انّھم کانوا مُجرمین (دخان)	اِس سے پہلے نوح کی قوم اہل رس، ثمود، عاد، فرعون، برادران لوط، اہل ایکہ اور تبع کی قوم نے جھٹلایا، یہ قریش بہتر ہین یا تبع کی قوم اور جو قومین ان سے پہلے گذرین، ہم نے اُنکو برباد کیا کہ وہ مجرم تھے،

اِن آیات کے موقع استعمال سے واضح ہوتا ہی کہ تبع کے معنی "متبوع" سے زیادہ بلیغ و پُراثر "قادر و توانا" کے ہین تبابعہ کی تاریخی و مذہبی اور دیگر حالات سے حسب ذیل فصول مین بحث کی جاتی ہی،

تبابعہ کی تعداد | عام مورخین اور انکی تبعیت مین عام مفسرین لکھتے ہین کہ صرف تین تبع، گذرے ہین، تبع اکبر، تبع اوسط، اور تبع اصغر، تبع اکبر کا نام الحارث الرائش ہی، تبع اوسط اسعد ابو کرب کا لقب تھا، اور تبع اصغر تبع بن حسان تھا، اسکے مقابلہ مین خود حمیری مصنفین کی روایت ہی کہ تاریخ یمن مین ستر تبع گذرے ہین، شارح قصیدۂ حمیریہ اور نشوان بن سعید الحمیری مصنف شمس العلوم نے روایت کے علاوہ اشعار سے اسکی تائید پیش کی ہی[1] لیکن اِس سے مقصود شاید عام سلاطین یمن ہون گے، کیونکہ لفظ تبع جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہی معین سبا اور حمیر ہر دور مین نظر آتا ہی، ورنہ تنہا اِس طبقہ مین تو یہ تعداد کھپنی مشکل ہی، جن عام مورخین نے صرف تین مخصوص تبابعہ کا ذکر کیا ہی شاید اُنھون نے صرف مشہور ترین تبابعہ کے نام پر کفایت کی ہے،

تبابعہ کے نام اور زمانے | تبابعہ جو ملوک سبا و ریدان و حضر موت ہین، عرب اِن کے نام سے دیگر تمام گذشتہ خاندانون سے زیادہ واقف ہین، اور صحت کے ساتھ اُن کے نام اور اُنکی

[1] دیکھو شمس العلوم مین لفظ تبع اور شرح قصیدہ حمیریہ، کتبخانۂ بانکی پور،

فسمی مُتبعًا، (حمزہ، ص ۱۰۸) | اُسکا لقب تبع ہوا،

ممکن ہی کہ تبع، عربی لفظ بمعنی "متبوع" ہو، یعنی "جسکی لوگ پیروی اور اطاعت کرین"
لیکن بہ تحقیق جدید یہ حبشی لفظ ہی، حبشی مین اسکے معنی قادر، جبّار، اور صاحبِ قوت کے
ہین[1]، حکومتِ اسلام مین ٹھیک اِسی معنی و زور مین لفظ "سلطان" (قوت و غلبہ) رواج
پا یا ہی، اِس لفظ کے غیر عربی ہونے کی تائید علاوہ اسکے کہ حبشی زبان مین یہ لفظ موجود ہی یہ ہی
کہ عربی زبان مین اِس وزن پر کوئی لفظ واحد اور بمعنی مفعول نہین آیا، "رُکّع" و "سُجّد" وغیرہ
الفاظ ہین تو جمع ہین، مبالغہ کا یہ وزن ہی تو وہ معنی مفعول نہین پیدا کرنا، اور سب سے آخر
اسکے غیر عربی ہونیکی دلیل یہ ہی کہ عجمی ناموں کی طرح اِس پر الف لام نہین آتا، اگر یہ عربی
صفت کا صیغہ ہوتا تو مانع الف ولام کیا ہی، لیکن یہ کہنا بھی صحیح نہین کہ یہ صرف حبشی لفظ
ہی، کتبات مین ملوک معین و سبا کے عہد مین یعنی کم از کم ہزار سال قبل مسیح مین لفظ تبع نظر آتا
ہی، ایک بادشاہ معین کا نام "تبع کرب بن تبع ایل" مذکور ہی، ایک سبائی کتبہ مین "تبع ثر ایل
ملک سبا" منقوش دیکھا ہی، دوسرے کتبہ مین "تبع کرب" بالقب شاہی نظر سے گذرا ہی[2] اس سے
ثابت ہوتا ہی کہ اِسی معنی مین یہ لفظ اصلاً سبائی و حمیری ہے،

قرآن اور تبع | قرآن مجید نے قوم تبع کا دو بار ذکر کیا ہی، دونون بار قوت و زور اور جبروت و
عظمت کی طرف اِس سے اشارہ کیا ہی، پہلی آیت مین صرف جبار قومون مین اسکا بھی
نام ہی، دوسری آیت مین قریش کی طرف روے خطاب ہی کہ ان کو اپنی کس قوت پر ناز ہی؟
تبع اور ان سے پہلے کی قومین کیا اِن سے زیادہ توانا اور زور مند نہ تھین، اُنکا کیا انجام ہوا؟

---

[1] برٹانیکا، مضمون، عرب،

[2] ہالوے کے شائع کردہ کتبات مین، جسکا حوالہ پہلے گذر چکا ہے،

تبابعۂ یمن کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیئے کہ بروایت عرب بھی اُن مین سے اکثر کے نام محفوظ ہین، اور کتبات سے اُنکی مزید تصدیق ہوتی ہی، شمر یہرعش اور ملک یکرب کے درمیان کے نام نہین ملتے، اور یہ وہی زمانہ ہی جسمین اہل حبش یمن کی شاہی کا دعویٰ کرتے ہین، اور شاید صحیح ہو،

ابو مالک پر ہمنے نشانِ استفہام بنایا ہی، سبب یہ ہی کہ آثار کی بنا پر جن مستشرقین نے اِن تبابعہ کی فہرست بنائی ہی اُنہین یہ نام موجود نہین، لیکن نفس "ابو مالک" نام بدون لقب شاہی کتبات (شائع کردۂ میوہالوے) مین موجود ہی، الحارث الرائش جس کے وجود و عظمت کی تمام مورخین عرب متفقاً اطلاع دیتے ہین، حالانکہ یہ فخر حمیر و سبا کے قدیم بادشاہون کو بہت کم نصیب ہی، تاہم اِس عظیم الشان بادشاہ کے نام کا کوئی کتبہ نہین ملتا، ہماری رائے مین "الحارث الرائش" "یہرعش" کی تصحیف ہی، جو "شمر یہرعش" کے نام کا جز ہی، اِس بنا پر "الحارث الرائش" اور "شمر یرعش" دو نام نہین ہین،

ہم نے جو زمانہ ترتیب دیا ہی اُسمین اکثر سنین کتبات مین ہین، بقیہ استنباط و قیاس ہی، اصل سنین جن سلاطین کے منقوش ملے ہین اور جو اُن کے عہد کے کسی کارنامہ کی تاریخ ہی، وہ حسب ذیل ہین:-

۱- یاسر ینعم	۶۲۷۰	۲- شمر یہرعش	۶۲۸۱
۳- ملک یکرب یہمین	۶۳۷۸	۴- شرحبیل یعفر	۶۴۵۱
۵- عبد کلیل	۶۴۵۵	۶- شرحبیل	۶۴۸۰
۷- ینوف	۶۵۱۰	۸- ذونواس	۶۵۲۵

یہ یاد رہے کہ عیسوی اور حمیری سنہ مین ۱۱۵ برس کا فرق ہی، اگر اِن سنین پر جو

باہمی ترتیب بیان کرتے ہین، اور پھر خوش قسمتی سے کتبات مین ان مین سے اکثر اشخاص کے نامون کے ساتھ سنہ حمیری منقوش ہی، اسکی اعانت سے غیر معلوم تاریخ کا استنباط بھی بقرائن آسان ہے،

مورخین عرب کے مطابق نام	مدت حکومت	کتبات کے مطابق نام	مدت حکومت
یاسر ینعم بن شرحبیل	۸۵ برس	یاسر یہنعم	۴۲۷۰-۴۲۷۹ ع
شمر یرعش	۳۷	شمر یُہرعش	۴۳۱۵-۴۳۸۰ ع
ابو مالک	۵۵	ابو مالک؟	۴۳۱۵-۴۳۴۰ ع
الاقرن بن ابی مالک	۵۳	✗ حبشی دور	۴۳۴۰-۴۳۵۵ ع
ذو جبشان بن الاقرن	۷۰	✗	۴۳۵۵-۴۳۷۴ ع
کلیکرب	۳۵	ملک یکرب یہمین	۴۳۷۵-۴۳۷۸ ع
عمرو بن کلیکرب	۶۳	ذاء اُمر ایمن بن ملک یکرب	۴۳۷۸-۴۴۰۰ ع
اسعد ابو کرب بن کلیکرب	۱۲۰	ابو کرب اسعد بن ملک یکرب	۴۴۰۰-۴۴۲۵ ع
حسان بن تبع	✗	شرحبیل یعفر بن ابو کرب	۴۴۲۵-۴۴۵۵ ع
عبد کلال بن ثوب	۷۴	عبد کلیل	۴۴۵۵-۴۴۵۹ ع
✗	✗	شرحبیل یزوف	۴۴۶۰-۴۴۸۰ ع
مرثد بن عبید کلال	۴۱	مرثد اللات یزوف	۴۴۸۰-۴۴۹۰ ع
✗	✗	معدی کرب ینعم	✗ - ✗
ولیعہ بن مرثد	۳۷	ولیعہ یزوف بن معدی کرب	۴۴۹۱-۵۰۰ ع
ذو شناتر	۲۷	ذو شناتر	۵۲۵ ع
ذو نواس	۲۰	ذو نواس	

افسانہائے حمیر | رواۃ عرب تبابعۂ یمن کی نسبت بڑے بڑے عظیم الشان فتوحات، اور ملک گیری وکشور کشائی کے عجیب وغریب واقعات بیان کرتے ہین، ایک تبع بر اعظم افریقہ کا فاتح ہی، **شمر یرعش** کی تیغ کشور کشا عرب سے ترکستان تک بلند ہوکر ایک شہر کو ویران کردیتی ہی، اور اُسکا نام "سمرکند" پڑتا ہی، یعنی شمر نے اُسکی بیخ وبنیاد کھود ڈالی، ایک تبع چین تک اپنی تلوار کی کاٹ دکھاتا چلا جاتا ہی، اور تبت مین اپنی بقیہ فوج چھوڑ دیتا ہی، جہان ابتک عرب آباد ہین، **ذوالقرنین**، جسنے مشرق ومغرب کے ڈانڈے ملادیئے تھے، اور جسکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہی وہ یہین کا ایک بادشاہ تھا،

افریقہ کا بیان ایک حد تک صحیح ہی، اہل حبشہ سے مسلسل جنگ قائم تھی، کبھی فاتح تھے اور کبھی مفتوح، ورنہ ترکستان وچین کی فوج کشی جسکی ابن خلدون نے بھی کچھ کم ہنسی نہین اُڑائی ہی، صرف لفظ کا کھیل ہی، "سمرکند" (سمرقند) کے پہلے جز کو شمر یرعش کے پہلے جز سے اتحاد تھا، اسلیئے وہ سمرقند کا بانی یا مخرب قرار پایا، اُنھون نے "کند" کو فارسی لفظ "کندن" سے مشتق سمجھا، حالانکہ قدیم ترکستانی زبان مین "گند" شہر کو کہتے ہین، سمرگند، تاشگند، خوگند، یہ سب ترکستانی شہرون کے نام ہین، ترکستان کی زبان بزمانہ اسلام فارسی ہوگئی تھی، لیکن **شمر یرعش** کے زمانہ مین تو فارسی نہ تھی جو "کند" فارسی "کندن" سے ماخوذ ہوتا، چین وتبت کا نگارخانہ بھی، صرف لفظ کا تماشا ہی، عرب، تبت کو تُبّت کہتے ہین، جو تُبّع کے بالکل قریب قریب ہی، **ذوالقرنین** کو صرف لفظ "ذو" نے، مقدونیہ سے یمن پہونچادیا، کہ "ذو" یمن مین اکثر اُمرائے حمیر کے لقب مین آتا ہی، مثلاً ذونواس، ذوشناتر، ذوریدان،

لیکن زمانۂ اسلام کے بعض عرب سیاحون کے عینی مشاہدات کا کیا جواب ہی، ابن حوقل بغدادی (سنہ ۳۶۶ھ) کا بیان ہی کہ اُسکے زمانۂ ورود سمرقند تک شہر کے دروازہ پر شمر یرعش کا حمیری

عیسوی ہین ۱۱۵ سال کا اضافہ کردین۔ تو حمیری سنہ نکل آئیگا، مثلاً عبد کلیل کا سنہ جدول بالا مین ۴۵۸ء ہی، اس بنا پر سنہ حمیری ۵۷۳ ہوگا،

کتبات مین چند اور نام مجکو ملے ہین جن کے پہلے لفظ "بخرف" یعنی "بزمانۂ..." منقوش ہی، جس سے خیال ہوتا ہی، کہ وہ شاید سلاطین کے نام ہین، لیکن اُن کے بعد لقب شاہی مذکور نہین اِس بنا پر خیال راجح یہ ہی کہ وہ حمیری کاہن ہون گے، جن کی نسبت و دستخط اور جن کے عہد و زمانہ کے انتساب سے تعمیرون کے کتبے عہد قدیم مین لکھے جاتے تھے، وہ نام یہ ہین، جو دو الگ خاندانون مین منقسم ہین:

۱۔ تبع کرب ہشفر بن فاعج،	۱۔ وداد ایل بن یقہ ملک کبیر
۲۔ سمہی کرب تبع کرب،	۲۔ نبط ایل بن عم اَمُر
۳۔ عم کرب بن سمہی کرب،	

شہر مارب کے ایک قصر پر "تبع کرب کاہن ذات غضرن" بھی منقوش ہی جس سے دوسرے خیال کی تائید ہوتی ہی، اس غرض سے تاکہ نظر آئے کہ حمیری نام سلاطین و اُمرا کے علاوہ عام لوگون کے بھی کسطرح ہوتے تھے ہالوے کے شائع کردہ کتبون سے چند نام نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین، ان کو پڑھکر معلوم ہوگا کہ عام مورخین جو حمیر قبائل کے نام نقل کرتے ہین وہ کسقدر محتاج تنقید ہین،

اسعد یہیمن،	ہدی بن سہل،	اُسید،	ارفط،	کثیم،	اسعد قوفمن
ہداد،	ثوبایل بن لہیعہ	دہران،	رباب یاثم	انمار بن شمرت،	مسعود،
سرع معنین،	سوفان،	شمّر بن قُرین،	عوّام،	عبد شمس بن حبّظ،	انمار اظلم،
ہوفعثت ذنحسان،	شمر یوکب بن دستک،	یُہفرع،	مودّو،	عمران،	اوس،

ثعالبی کے علاوہ تمام لغات فارسی مین "ہاماوران" کے معنی یمن ہی کے لکھے ہین، اس بنا پر ہمین اِن روایات کے قبول مین کوئی عذر نہین، بشرطیکہ یمن کا خاندان حمیر اور ایران کا خاندان کیانی تاریخاً معاصر ثابت ہوجائے، ورنہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ حقیقتہً ایران کا کوئی اور بادشاہ ہوگا کیکاؤس کی طرف غلطی سے نسبت ہے،

تبابعہ کے تمدنی، سیاسی اور مذہبی حالات | ہم نے پہلے بیان کیا ہو کہ تبابعہ سے پہلے سبا کے تمام طبقے ستارہ پرست تھے، سب سے بڑا دیوتا انکا "شمس" اور "المقہ" تھا، "المقہ" حمیری مین چاند کو کہتے ہین، اسکی مزید تفصیل دوسرے حصے مین آئیگی، یہان سلسلۂ بیان کے لیئے اتنا کہہ دینا کافی ہو، کہ اولاً کواکب پرستی انکا مذہب تھا، سنہ ۳۳۰ء مین یمن کے مقابل افریقی سواحل پر مصری رومیون کے اثر سے عیسائیت نے پر و بال پیدا کئے[1]، شامی رومیون کے ذریعہ سے یمن کے اطراف مین شہر نجران نے بپتسمہ قبول کیا، اِن گرد و پیش کے اثر سے تبابعۂ یمن بھی محفوظ نہ رہے،

ستارہ پرستی نے تو شکست کھائی گو ستارون کے ہیکل اب بھی ویران نہ تھے، تاہم اب "شمس"، "المقہ" اور "عشتار" کے پہلو بہ پہلو رحمان کا نام بھی آنے لگا، جو قبل اسلام یہود و نصاریٰ کے ساتھ مخصوص تھا[2]،

یہودیت و نصرانیت اِن اطراف مین دو ہی مہذب اور صاحب الہام مذہب تھے، اور باہم میدان مین برابر کے حریف بھی تھے، گذشتہ ابواب مین معلوم ہوچکا ہو کہ رومیون

---

[1] برٹانیکا، مضمون "ابی سینیا"

[2] برٹانیکا، مضمون "سبا" قرآن مجید کی بعض آیتون سے (قل ادعوا الرحمٰن) اور احادیث سے بھی (واقعہ تحریر صلح حدیبیہ) یہ ثابت ہوتا ہو کہ عام عرب خدا کے لیئے رحمان کا لفظ استعمال نہین کرتے تھے،

کتبہ ایک لوہے کی تختی پر کندہ موجود تھا، لیکن افسوس کہ سیاح موصوف ہی کے زمانۂ قیام مین یہ نادرۂ روزگار شہر مین آگ لگجانے سے جلکر بے نشان ہوگیا! اصل مین یہ قدیم ترکی خط (ایغوری) ہوگا جو حمیری و مینجی وغیرہ خطوط کے مشابہ ہی، شہرت عام کی بنا پر اُس کو ہمارے سیاح نے حمیری سمجھ لیا،

اسیطرح مورخ مسعودی کا بیان ہی کہ "تبت مین تبع رہ گئے تھے، اور چنانچہ خود اُسنے عربی لباس و وضع مین اشخاص پائے" لیکن چوتھی صدی مین جب مسلمانون کا تمدن تمام دُنیا مین چھا رہا تھا، اور عرب تاجر، ہر کوہ بیابان مین گذر رہے تھے، "تبت مین عربی لباس و وضع" کے وجود سے تبع کی فتح تبت پر استدلال مسعودی کے فضل و کمال سے کس قدر فروتر ہی اگر اس قسم کے انقلابات سیاسی حقیقتہً ظہور پذیر ہوتے تو اُس عہد کی زندہ قومین اُن کے ذکر سے خاموش نہوتین،

اسیطرح کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہی، ایران کے کیانی خاندان مین ایک مشہور بادشاہ کیکاؤس گذرا ہی، اُسنے ایران سے ایک دریا کو (شاید خلیج فارس) عبور کرکے کشور ہاماوران پر فوج کشی کی، لیکن شکست کھائی، اور گرفتار ہوگیا، آخر رستم نے آکر کیکاؤس کو رہائی دلائی، کیکاؤس نے چھوٹکر ہاماوران کی شہزادی سودابہ سے شادی کرلی، یہ وہی سودابہ ہی جس کے مکر و فریب سے گھبراکر شہزادۂ عجم سیاوش توران چلا گیا، اور وہان مارا گیا، اور اسی کے جوش غضب و انتقام نے صدیون تک ایران و توران کو باہم معرکہ آرا رکھا، شاہنامہ مین یہ پوری تفصیل موجود ہی، ثعالبی نے اپنی تاریخ (غرر تاریخ الفرس) مین لکھا ہی، کشور ہاماوران اصل مین کشور حمیران ہی، یعنی یمن، حمیران، حمیر کی فارسی جمع ہی، سودابہ، صحیح عربی نام سُعدیٰ کی تصحیف ہی،

ڈھال اور دوسرے مین دو نیزے تھے، بازوؤن مین بیش قیمت بازو بند تھے، اردگرد مسلح درباری تھے، جو فخریہ رجز کے اشعار پڑھتے تھے[۱]،

اِس شان و شکوہ کے منظر مین سفیر نے قیصر کا خط اور اُسکی طرف سے دیگر تحائف پیش کیئے، خط کا مفہوم یہ تھا کہ اِن اطراف مین ایرانی فروغ نہ پانے پائین، سفیر معمولی وعدۂ وایجاب کے بعد واپس آگیا[۲]،

اصحاب الاخدود | یہ پیام صلح تعصب کی آگ کو کچھ بھی سرد نہ کرسکا، اسوقت ذونواس فرمانروا تھا، کہتے ہین کہ اسنے یہودیت کے پُرجوش تعصب کا سبق یثرب کے یہودیون سے سیکھا تھا جن سے اسلام نے بھی کچھ کم دُکھ نہین اُٹھایا، رومی سوداگر تاجرانہ، یمن کے سواحل تک پہونچتے تھے، لیکن جہان جہان گذرتے تھے اسباب سوداگری کے ساتھ عیسائیت کی سوغات بھی ساتھ ساتھ بانٹتے جاتے تھے، عیسائی راہب بھی مخصوص مقاصد کے ساتھ ملک مین دورہ کرتے تھے، پہلے اثر نے عدن مین اور دوسری کوشش نے نجران مین جہان پہلے شجر پرستی ہوتی تھی، عیسائیت نے برگ و بار پیدا کیئے، یورپ کے جو اب ہتھکنڈے ہین وہی پہلے بھی تھے، مذہبی اور سیاسی اغراض پر تجارت کا پردہ ہمیشہ ڈالا کیئے ہین، یہی پردہ اُسوقت بھی ڈال رہے تھے اِن تدابیر سے نجران مین عیسائیت کا مرکز قرار پاگیا تھا یعنی رومیون اور حبشیون کی مذہبی و سیاسی اُمیدون کا وہ ماویٰ بن گیا تھا، حمیری یہودی اسکو دیکھتے تھے اور روفور جوش سے بپھرتے تھے،

اتفاق وقت، اشتعال طبع کیلئے ایک عجیب حیلہ پیدا ہوگیا، جو اب بھی نہایت کثیر الوقوع ہے، نجران مین ایک راہب کا مقام تھا، ایک لڑکا اُس راہ سے اکثر گذرتا تھا، راہب اُسکو

[۱] Sharpe ۲۰۰۰۵

اور حبشیون کے ساتھ سباے حمیر کو کس قدر سیاسی کشمکش تھی، اِس بنا پر تبا بعۂ حمیر عیسائیت سے زیادہ یہودیت کو ترجیح دیتے تھے، عبد کلیل کے علاوہ اور کسی تبع کا عیسائیت قبول کرنا ثابت نہین ہی، عبد کلیل بروایتِ عرب بھی عیسائی تھا[1]، اور ایک کتبہ سے بھی اُسکا عیسائی ہونا ظاہر ہوتا ہی[2]، بقیہ تبا بعہ کم تر ستارہ پرست اور اکثر یہودی تھے، تاریخ طبری مین ہی کہ سب سے پہلے اسعد ابو کرب نے یہودیت قبول کی، مذہب شاہی نے عام رعایا مین بھی فروغ پایا، اور اِس طرح عیسائیت اور یہودیت نے یمن مین ٹکر کھائی،

رومیون نے بحری راستون کو پیدا کر کے سبا کے بازار سرد کیے تھے، اور تنہا اِس سے تسکین نہ ہوئی تو ۲۵۰ء ق م مین یمن پر حملہ آور ہوئے، اکسومی حبشی جو پہلے رومی مصریون کے ہم خاک تھے، اور اب ہم مذہب بھی ہو گئے تھے، رومیون کے اشتعال سے بار بار چھیڑ چھاڑ کرتے تھے، حمیر بھی موقع سے چوکتے نہ تھے، جب موقع ملتا رومی تاجرون کو دریا مین لوٹ لیتے[3] شمال عرب مین ایران و روم باہم دست و گریبان تھے، اور یہ طبعی تھا کہ حمیر کو ایرانیون کے ساتھ ہمدردی ہوتی، رومیون کو اس سے وحشت سوا ہوتی تھی،

رومیون نے اِس نزاع کو بصلح و آشتی طے کرنا چاہا، چھٹی صدی عیسوی کے اوائل مین رومی قیصر جسٹنین نے تبع یمن کے دربار مین سفیر بھیجا، تبع نے نہایت تزک و احتشام سے اپنی سطوت کا اظہار کیا، خود ایک گاڑی پر سوار تھا، جس مین ہاتھی جُتے ہوئے تھے، بدن پر ایک چادر تھی، جو سونے کی گھنڈیون سے اٹکی تھی، ایک ہاتھ مین

---

[1] حمزہ اصفہانی ص ۱۳ کلکتہ،

[2] Hoart کی تاریخ عرب فصل سوم،

[3] Sharpe II. P. 352 53 §403 برٹانیکا ج ۲ ص ۲۶۴،

اِس واقعہ کو عیسائیون نے بھی یاد رکھا ہی اِسی عہد مین شام کے عیسائی اِس قصّہ کو قید تحریر مین لائے ہین، ان کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہی، جس مین یقیناً بعض تاریخی غلطیان بھی ہین، "جاڑے کے سبب سے اہل حبش اپنا نائب یمن نہ بھیج سکے، ذونواس نے حکومت غصب کرلی، اور عیسائیون کو مذہب کی خاطر بہت دُکھ دیا، علاوہ ازین نجران پر فوج کشی اور خلاف وعدہ شہر پر قبضہ کر لینے کے بعد ایمان عیسائیون کو آگ اور تلوار سے برباد کر دیا،"[1]

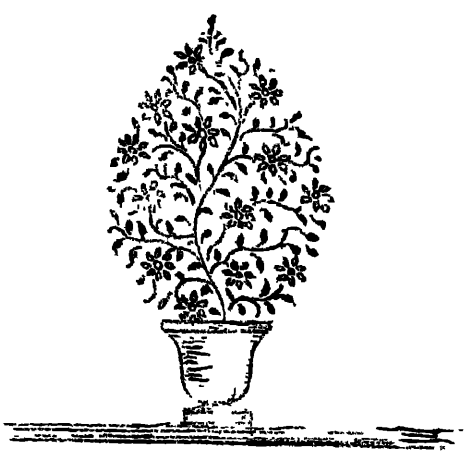

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "اصحاب الاخدود"

راستہ مین ٹھہراکر مذہبی تعلیم کا روز کوئی نہ کوئی سبق دیا کرتا تھا، جب عام لوگون کو معلوم ہوا، تو طبعًا برافروختہ ہوئے، اور ایک عظیم الشان فتنہ کے مواد فراہم ہوگئے،

ذونواس نے سُنا تو چراغ پا ہوگیا، بخران آگ بگولا بنکر پہونچا، لوگ قلعہ بند ہوگئے، شہر کا محاصرہ کرلیا، جب شہر فتح ہوا تو گڈھون مین آگ دہکائی، اور ایک ایک کرکے عیسائیون کو بلوایا، جس نے یہودیت کے قبول سے انکار کیا، اُسکو نذر آتش کیا، قرآن مین **اصحاب الاخدود** کے نام سے اِسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے،

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ، النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ، اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ، وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ، وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ، (بروج)	مارے جائین گڈھون والے، گڈھے بھڑکتی آگ تھے، جب وہ اُن پر بیٹھے تھے، اور (سچے) مومنون کے ساتھ جو ظلم کر رہے تھے، اُس پر خود گواہ تھے، اِن مومنون مین بجز اس کے اور کچھ قصور نہ پایا کہ وہ خدائے محبوب ومحمود پر ایمان لائے تھے،

قرآن مین یہ مذکور نہین کہ اُس نے تمام لوگون کو جلادیا، اور شہر کو بے نشان کردیا لیکن کتب اخبار وتفسیر کی عام روایات مین مذکور ہے کہ تمام آبادی خاکستر ہوگئی، لیکن یہ صحیح نہین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بخران مین عیسائی آبادی موجود تھی، وہان دعاۃ اسلام بھیجے گئے ہین، بخران سے دو راہب آنحضرت صلعم سے مناظرہ کے لیئے آئے ہین، حضرت عمر فاروق کے عہد مین یہان کے نصاریٰ سے دو گونہ صدقات وصول ہوئے ہین، یا ممکن ہے کہ حبشی عیسائیون کے ہفتاد سالہ عہد مین پھر دوبارہ آباد ہوا ہو[1]،

---

[1] اصحاب الاخدود کے متعلق طبری اور کتب تفسیر مین عجیب وغریب روایات ہین، جو اُصول روایت سے صحیح نہین ہین، بقیہ اِس فصل کے تمام عربی روایات تاریخ طبری، اور عام تفسیرون مین موجود ہین،

اِس قطعۂ ارض کو یونانی، ایتھوپیا، اور عرب حبش کہتے ہین، اِسی "حبش" کی مسخ شدہ صورت "ابی سینیا" ہے، جو یورپ جاکر بجائے سپید ہونے کے اور زیادہ سیاہ ہوگئی ہے عربی مین لفظ "حبش" کے معنی اختلاط و امتزاج کے ہین، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربونکے نزدیک یہ ایک ممزوج النسل اور مختلط النسب قوم تھی، اِسی قسم کا ایک قبیلہ مکہ کی پہاڑیون مین آباد تھا، عرب اُسکو بھی احابیش کہا کرتے تھے،

یہ قوم کن اقوام و قبایل کا مجموعہ تھی، تاریخ و علم الانساب اسکے ذکر سے خالی ہے، ناچار کسی مجہول التاریخ قوم کی دریافتِ حال کے جو ذرائع ہین اُن سے کام لینا چاہیئے یہ ذرائع علم الاقوام، علم الالسنہ اور قرائنِ حال ہین،

علم الاقوام کا جس کے ذریعہ سے دو قومون کے جوڑ بند، چہرہ مہرہ، اور خو بو کو دیکھکر اُن کے اتحادِ نسل و جنسیت کا راز آشکارا کیا جاسکتا ہے، بیان ہے کہ "یعنی عرب اور اہل حبش کی جسمانی ساخت مین اسقدر شدید مشابہت ہے کہ یہ دونون قومین ایک ہی نسل سے متفرع نظر آتی ہین[۵۱]"

علم الالسنہ کی شہادت اِس سے واضح تر ہے، جرمن مستشرق **نولڈیکی** السنہ سامیہ کا جس سے زیادہ بڑا ماہر، اسوقت تمام یورپ مین موجود نہین، لکھتا ہے:

"حبشی (ایتھوپی) زبان و خط، سبائی سے قریب و مشابہ ہے اہل حبش (اکسوم) بالکل سامی نہین ہین، بلکہ اصلی باشندون کے ساتھ عرب کے مختلف قبائل مختلف اقطاع کے مل گئے ہین[۵۲]"

وائنا کا مشہور پروفیسر **مولر** جس کا "سبا" مخصوص مضمون مطالعہ و تحقیق ہے"

---

[۵۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون سبا [۵۲] ایضاً ج ۲۴، ص ۶۲۸،

اصحاب الفیل
یا
سبائے حبش

كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ

گذشتہ فصل مین سبائے حمیر کے تعلق سے اہل حبشہ کا نام کئی بار آیا، اس فصل مین اِن پر مفصل بحث کرنا ہی، قرآن مجید مین انھین کا نام **اصحاب الفیل** مذکور ہوا ہی لیکن واقعۂ فیل کے بیان سے پہلے، خود اصحاب الفیل کی حقیقت اور قومیت سمجھ لینی چاہیئے،

حبش کی اصلیت یاد ہوگا کہ ہم نے قدیم سبا کی آبادی، افریقہ، یمن اور شمال عرب تین جگہ بتائی تھی، یمن اور افریقہ کے درمیان بحر احمر اور بحر عرب کے گوشے حائل ہین، جنکو عرب جغرافیہ نویس بحر حبش کہتے ہین، یمن کے مقابل افریقی سواحل پر سبا کی تجارتی نوآبادیان تھین، جنکے وجود کے دلائل سبا کی نوآبادیون کے بیان مین گذر چکے ہین، یہ نوآبادیان بالکل یمن کے مقابل واقع ہین، اور خشکی کی راہ سے مصر و سودان کے ساتھ بخط مستقیم، ملحق و متصل ہین، اِس تقابل اور اتصال کی بنا پر یہ مقامات ہمیشہ مصر اور یمن سے متاثر رہے ہین، چنانچہ زمانۂ قدیم سے ابتک یہ مذہبًا مصر کے ماتحت اور قومیت و تمدن کے لحاظ سے عربون کے زیر اثر ہین،

شریڈر Schrader. ایک جرمن محقق السنۂ سامیہ، لکھتا ہے[۱]:

شمالی عربون کو عرب وسطی مین چھوڑتے ہوئے، یہ مہاجرین جزیرہ نما کے جنوبی ساحل پر آباد ہوئے، جہان سے، ایک جماعت اُن کی دریا کو عبور کرکے افریقہ پہونچ گئی، اور حبشہ مین خیمہ زن ہوئی،

ولیم رائٹ Wright جو کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر تھا، اپنے قواعد السنۂ سامیہ مین، اپنا اعتقاد یہ ظاہر کرتا ہے[۲]،

یمن سے دریا کو قطع کرکے افریقہ مین ہم جیزیا ایتھوپی یعنی حبش، حمیر کی ایک قدیم آبادی کی زبان سے دوچار ہوتے ہین،

قرائن حال یہ ہین کہ تاریخ جب سے ملک حبش سے واقف ہی، عربون کے اثر کے ذکر سے خالی نہین ہی، آرٹی میڈروس (سنہ ۱۰۰ ق م) ایک یونانی سیاح بیان کرتا ہی[۳]:

"سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب مین ہی، .... بعض لوگ دیسی اور پردیسی بخورات اور مسالون کی تجارت کرتے ہین جو مقابل کے افریقی سواحل سے لائے جاتے ہین، جہان سبا کے لوگ چمڑے کی کشتیون پر بیٹھکر، دریا کے پار چلے جاتے ہین،

پیریپلوس Preplus (سنہ ع) جو آرٹی میڈروس کے تقریباً سو برس کے بعد تھا وہ اس سے بھی زیادہ قوی تر شہادت پیش کرتا ہی، وہ کہتا ہی کہ "افریقہ کے بعض سواحل سبا (طبقہ ثالثہ) کے زیر حکومت ہین"[۴]

علم الآثار کی شہادت کا اگر ہم اضافہ کرین تو معلوم ہوگا کہ سبائی خط مین حبش کے

---

[۱] Wright. P. 9.

[۲] کتاب مذکور ص ۲۹،

[۳] ڈکر کی تاریخ اقوام قدیمہ، فصل عرب،

[۴] برٹانیکا مضمون "سبا"

کہتا ہے[۵۱]:

سبا کی نوآبادیون کا ذکر حبش مین ہی، حبشہ جنوبی عربون (اہل یمن) سے آباد ہوا ہی، جیساکہ اُسکی زبان وخط سے ظاہر ہوتا ہی، اور جو فرق ہی وہ صرف ایک زمانہ تک کے افتراق کا نتیجہ ہی، اہل حبشہ مین بیرونی اثر اور اجنبی اختلاط صاف نظر آتا ہے،

ایک اور جرمن مصنف جو مشاہیر علمائے السنہ مین سے ہے، یعنی بروکلمان Abockelmanni وہ اپنی تصنیف "السنہ سامیہ" Semitique Linguistique مین شہادت دیتا ہے[۵۲]:

جنوبی عرب زبان سے ملتی جلتی ایک اُس سامی قوم کی زبان ہی جو جنوبی عرب (یمن) سے نکلکر ملک حبش مین آکر آباد ہوئی، جو جنوبی عرب کے مقابل واقع ہی، یہ سامی عرب حامی قوم سے (جو اصل افریقی قوم ہی) بالکل مختلط ہوگئے، جنوبی عربون کے اس انتقال مکانی کی کوئی صحیح تاریخ نہین معلوم، لیکن بہرصورت وہ حضرت عیسیٰ سے بہت پہلے واقع ہوا ہوگا،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار عرب، اِس مسئلہ کی نسبت لکھتا ہی:

اِس زمانہ کے پچھلے حصہ مین اہل حبش جو قدیم زمانہ مین عرب سے منتقل ہوکر عرب کے مقابل افریقی سواحل پر آباد ہوگئے تھے، وہ تقریباً ۳۰۰ء مین واپس آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین،

---

۵۱ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون "سبا"

۵۲ کتاب مذکور فرنچ ترجمہ ص ۴۵، پیرس، سنہ ۱۹۱۰ء

"آدمی" اور انسان کو ایک سمجھتے ہین، حبش کے ایک ابتدائی بادشاہ کا نام ذوشکال[۱] تھا جو بالکل یمنی طرز کا نام ہی،

حبش و حمیر: حبش و حمیر کے سیاسی تعلقات کی کشاکشی اُسی وقت سے نظر آتی ہی جبکہ سبائے حبش اور سبائے حمیر بالاستقلال الگ الگ خاندان قائم کرتے ہین، حبش کے سواحل پر شہر زیلع مین ایک کتبہ ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ دوسری صدی عیسوی کے اوائل مین نجاشی مدعی ہی کہ اُسنے سبا کے ملک تک عرب مین جنگ کی، چوتھی صدی کے اوائل مین جب حبش مین مذہبی انقلاب پیدا ہوا تو مذہب عیسوی کے نئے پیرووٗن کے دل، وفور جوش سے لبریز تھے، شاہ اذینہ جو حبش کا پہلا عیسائی بادشاہ تھا، اور نیز اُسکے جانشین اپنے کتبات مین اپنے نام کے ساتھ یہ القاب لکھتے ہین، "شاہ اکسوم و حمیر وریدان و حبشات و سبا و زیلع..." یہ طرز القاب تقریبًا اسوقت سے ۳۷۸ء تک قائم رہتا ہی، اور عجیب یہ ہی کہ اصل سلاطین حمیر کے سلسلہ کی چند کڑیان یہان سے گم ہین، اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ شاہان حبش کا ادّعا غلط نہوگا، (دیکھو فہرست سلاطین حمیر)

۳۵۸ء مین قیصر قنسطینطوس نے اذینہ کے نام خط بھیجا تھا، اور اِسی عہد مین اذینہ یمن پر حملہ آور ہوتا ہی، اِس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ حملہ رومیون ہی کے اشارہ سے ہوا تھا، حبش و حمیر مین اب صرف خاندانی و سیاسی اختلاف نہ تھا، بلکہ سب سے زیادہ مذہبی تعصب اب اِس نخل کی سیرابی کر رہا تھا، حبشیون کی یمن پر یہ پہلی حکومت زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکی ۳۷۸ء مین اسکا خاتمہ ہوگیا[۲]،

---

[۱] برٹانیکا مضمون "ایتھوپیا"

[۲] برٹانیکا مضمون سبا، و ایتھوپیا، و ابی سینیا، و اکسوم،

ملک مین کتبات بھی ملے ہین، جنکا ذکر آگے آئیگا،

یہ تو اسلام سے پہلے کی شہادتین ہین، اسلام نے ابھی ۶ برس کی عمر بھی نہین پائی تھی کہ مسلمانون نے تمام دُنیا کو چھوڑکر صرف ملک حبش کا رُخ کیا، حبش کا صوبہ بزیلع جس کو آجکل سمالی لینڈ اور اریٹیریا کہتے ہین، وہ ہمیشہ تاریخ اسلام مین عرب قوت کا مرکز رہا ہی اور اب بھی حبش اور تمام افریقی سواحل صرف عربون سے متاثر ہین، شہر کے شہران کے آباد ہین، زبان تک عربی کی نقل ہی، لباس وطعام وتمدن کی ہمرنگی توادنیٰ چیزین ہین،

اِن دلائل وشواہد کا خلاصۂ نتائج یہ ہی کہ یمن کے مقابل افریقی سواحل پر قدیم زمانہ سے سبا کی تجارتی آبادیان تہین، جہان انکی بدولت یمن کی طرح تمدن کی روشنی پھیلنی شروع ہوگئی تھی، سبا کے طبقۂ اول (مکارب سبا) وطبقہ دوم (ملوک سبا) کے بعد طبقۂ سوم (سبائے حمیر) نے یمن مین مسیح سے تقریباً سو برس پہلے ظہور کیا، اِس انتقالِ خاندانِ شاہی نے سبا کی افریقی نوآبادیون مین خودسری کا خیال پیدا کردیا، باہم معرکہ آرائیان ہوئین، یہ غالب ہوتے تو یہ اپنے کو بادشاہ یمن لکھتے، اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اپنے کو فاتح حبش[۵۱] کہتے، یہی سبب ہی کہ اس قسم کے کتبات وواقعات دونون طرف ملتے ہین،

بہرحال اِن سبائی عربون نے اصل افریقی (حامی) قبائل کے اختلاط وامتزاج سے جو نئی قومیت پیدا کی، انھین کا نام عربی مین حبش، یونانی مین ایتھوپین، یورپین زبانون مین ابی سینین، اور خود اُنکی زبان مین جیز ہی، حبش کے سبائی الاصل ہونے پر سب سے بڑی لیکن تعجب انگیز دلیل یہ ہی کہ حبشی زبان مین "سبا" کے معنی ہی انسان کے ہین[۵۲] جسطرح آدم کے بیٹے

---

۵۱ تمام عربی تاریخون مین مذکور ہی کہ افریقس نام ایک تبع نے افریقہ فتح کرلیا تھا،

۵۲ برٹانیکا، مضمون "سبا"

اور حبشی تین زبانون مین ہی، پانچوان کتبہ شاہ اذینہ بن یلا امید اکا ہی، چھٹا سب سے اخیر زمانہ کا ہی،

یہ خاندان اولاً اہل یمن کی طرح بت پرست تھا، شاہان روم کے تعلقات نے مصر کے ذریعہ سے یہان عیسائیت کو فروغ دیا، چوتھی صدی عیسوی کے اوائل مین اسکندریہ کے ایک بشپ نے اُسکو اپنے مشن کا مرکز قرار دیا، سنہ ۳۳۰ء مین سب سے پہلے اذینہ نجاشی حبش نے عیسائیت قبول کی، قیصر کنسٹینٹیوس نے سنہ ۳۵۶ء مین اسکو خط لکھا، اسی سے متصل وہ زمانہ ہی کہ رفتہ رفتہ حمیر بھی ستارہ اور بت پرستی سے ہٹکر عیسائیون کی کوششون کے علی الرغم یہودیت کیطرف مائل ہو رہے ہین،

یمن کا آخری سقوط

حبش و یمن کی باہمی معرکہ آرائی گو چوتھی ہی صدی سے شروع ہو گئی تھی لیکن یمن کا آخری سقوط چھٹی صدی کے اوائل مین ہوا، اسکی تفصیل یہ ہی کہ ذونواس نے جب نجران کے عیسائیون کو آگ کے گڈھون مین ڈھکیل کر مار ڈالا، تو اطراف کے تمام عیسائی غصہ سے جل گئے، دوس بن ثعلبان ثمن کے ایک عیسائی امیر نے نجاشی کے ہان فریاد کی، نجاشی نے قیصر روم کے اشارہ سے یمن پر فوج کشی کی، اور سنہ ۵۲۵ء مین آخری بار یمن کو فتح کرنے مین کامیاب ہو گئے، یہ عرب مورخین کا بیان ہی، اس مقدمہ کے ایک فریق عیسائی رومی بھی ہین، اُن کا بیان بھی سننے کے لائق ہوگا، تھیوفانوس اسی عہد کا ایک مورخ بیان کرتا ہے،

> چھٹی صدی کے اوائل مین رومی تاجر جو یمن سے گذر رہے تھے، حمیر نے اُن پر ظلم کیے، بعضون کو مار ڈالا، اس واقعہ سے تجارت بند ہو گئی، اہل حبش کو یہ فعل ناگوار گذرا ہرداد شاہ حبش کی سرداری مین اہل حبش بحر احمر کو عبور کر کے حمیر سے معرکہ آرا ہوئے

اکسوم کے نجاشی | اِن مخلوط سبائی عربون کا پایۂ تخت شہر اکسوم تھا، جو ملک حبش کے صوبہ "تجرے" مین ۱۴ درجہ، ۷ دقیقہ، ۳۲ ثانیہ بطرف شمال، اور ۳۸ درجہ، ۳۱ دقیقہ، ۱۵ ثانیہ بطرف مشرق واقع تھا، اور جہان اب تک اُسکے کھنڈر باقی ہین، اہل حبش اس کو نہایت مقدس شہر سمجھتے ہین، شاہان حبش کی تاجپوشی انقلاب حکومت کے بعد بھی اب تک یہین ہوتی ہے،

تقریبًا اُسی زمانہ مین جبکہ سبائے حمیر نے ریدان مین اپنی مستقل حکومت قائم کی، سبائے حبش نے اکسوم مین ایک خاندان شاہی کی بناڈالی، جو اُسوقت سے چھٹی صدی ہجری تک یعنی تقریبًا ۱۲۰۰ تک قائم رہا، اسکے عروج وکمال کا زمانہ چوتھی اور پانچوین صدی ہی، عربون مین شاہان حبش کا لقب نجاشی ہی جو درحقیقت "نجوس" کی تعریب ہی، جس کے معنی حبشی زبان مین بادشاہ کے ہین، نجاشی جسکے عہد مین مین فتح ہوا، نجاشی جسکے ملک مین صحابہ نے ہجرت کی، نیز جسنے اسلام قبول کیا، اور آنحضرت صلعم نے جس کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھائی وہ اسی خاندان اسی ملک اور اسی شہر کے بادشاہ تھے،

مصر کے تعلق وہمسائیگی سے، شاہان حبش یونان وروم کے تمدن سے بہت متاثر رہے ہین، اکسوم اور حمیر کے اِس عہدِ انقلاب مین مصر کے مالک رومی تھے جنکا مذہب عیسوی اور زبان علمی یونانی تھی، اِس زمانہ کی حکومت کی واقفیت کا ذریعہ، اِسی شہر کے کھنڈر کے چھ کتبے ہین، جو حال مین دریافت ہوئے ہین، پہلا کتبہ یونانی زبان مین ۵۴۵ء کا لکھا ہی، دوسرا کتبہ سبائی زبان مین یلا امیدا (علی عمیدہ) بادشاہ حبش کا ہی، تیسرا کتبہ بھی اِسی بادشاہ کی یادگار ہی، لیکن حبشی زبان مین ہی، چوتھا یونانی، سبائی،

ہوے کہ حمیر کے پاؤن اُکھڑ گئے، ذونواس نے بھاگ کر گھوڑے کو دریا مین ڈالدیا لیکن ساحل تک سلامت نہ پہونچا، اسکا قائم مقام ذوجدن ہوا، اور اُسکا بھی یہی حال ہوا، ذویزن اُٹھا، لیکن افسردہ ہوکر رہ گیا، اہل حبش اب تنہا یمن کے مالک بن گئے، اور اسیطرح بہتر برس تک یعنی ۵۲۵ء سے ۵۹۸ء تک، یا آسانی کے لیئے ۶۰۰ء تک کہو قابض رہے

یمن کے فاتح اور پہلے حبشی گورنر کا نام عربون مین ارباط مشہور ہی، اور بعض ابرہہ کہتے ہین، اوّل مشکوک ہی اور ثانی یہ تحقیق غلط ہی[۵۱] یونانی مورخ اِس فاتح کا نام "سمیفیوس" اور اِس عہد کے نجاشی کا نام "الیباس" بتاتے ہین، قسطنطنیہ کے عثمانی دارالآثار مین یمن کے ایک کتبہ کا ٹکڑا ہی[۵۲] جو "رحمان اور کرستوس غلبان" کے نام پر ختم ہوتا ہی، "رحمان" انصار کے عرب مین خدا نام تھا، "کرستوس" یعنی کرایسٹ (حضرت عیسیٰ کا یونانی نام) "غلبان" فاتح، غالب، حضرت عیسیٰ کی صفت ہی، اِس کتبہ مین ایک بادشاہ مین "سمیفع اشوع" اور "سملکان یلا اصبحہ شاہ حبشات" کا ذکر ہی، اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ شاہ حبش کا یونانی التلفظ نام

---

۵۱ اصل یہ ہی کہ ابرہہ صحیح عربی و عیسائی روایت کے رو سے دوسرا گورنر ہی، تفصیل آگے ہی، ابرہہ آگے چل کر باغی ہوجاتا ہی، اُسکے مقابلے کے لیئے ارباط آیا ہی، اور ناکامیاب واپس گیا ہی، طبری کی ایک روایت یہ ہی کہ اول ارباط فتح یمن کے لیئے آیا، لیکن ناکامیاب گیا، پھر نجاشی نے ابرہہ کو بھیجا، اور اُسنے فتح کیا، اسکے بعد ابرہہ باغی ہوگیا، اُسکے مقابلے مین حبش سے ارباط بھیجا گیا، اور وہ دھوکے سے مارا گیا، یہ روایت صحیح نہین ہی کیونکہ ۵۲۵ء کا واقعہ ہی، اسکے بعد ۵۵۰ء مین واقعۂ فیل پیش آیا ہی جس مین متفقاً ابرہہ موجود تھا، اس کی مدت امارت ۴۵ برس قرار پاتی ہی، حالانکہ ۲۳ برس سے زیادہ نہین، اس لیئے اور روایتین صحیح ہین، جن مین ابرہہ ۵۴۵ء مین نجاشی کی اجازت سے نہین بلکہ بزور یمن کا گورنر بلکہ مستقل بادشاہ بن جاتا ہی،

۵۲ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ا مضمون "عرب" "فصل تاریخ"

اور حمیری بادشاہ ومیانوس (ذونواس) کو مار ڈالا، اور قیصر جسٹینین کے ساتھ اس شرط پر معاہدہ کیا کہ تمام باشندگان اکسوم عیسائی ہو جائین، اور اسکندریہ سے اُن کے لیئے ایک بشپ مقرر ہو،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع یازدہم) کا مضمون نگار ابی سینیا لکھتا ہی:

چھٹی صدی مین حمیر نے عیسائیون کو سخت تکلیف پہونچائی، آخر جسٹینین اول نے شاہ حبش کو جس کا نام کالب الاصبح تھا لکھا کہ ان کی مدد کرے چنانچہ اُس نے حمیر کے ہاتھ سے یمن لے لیا،

عربی اور یونانی دونون روایتون سے متفقاً یہ ثابت ہی کہ یہ حملہ قیصر روم کے اشارہ سے ہوا تھا، اِس حملہ کی غرض کیا تھی؟ عرب کہتے ہین کہ صرف مذہبی غرض تھی، رومیون کا ظاہری بیان یہ ہی کہ اِس سے مقصود صرف تجارتی راستون کی حفاظت کی تھی، لیکن صلح کے شروط خود یہ بیان کرتے ہین کہ "تمام اکسومی عیسائی ہو جائین گے" اور حمیر کے آخری ابواب مین گذر چکا ہی کہ حمیر چونکہ ایران کے طرفدار تھے، اسلیئے بھی وہ رومیون کی آنکھ مین کھٹکتے تھے، اِسی لیئے اہل حبش کے مقابل مین اہل ایران امداد کے لیئے آمادہ نظر آتے ہین،

عرب مورخین کا بیان ہی کہ ذونواس شاہ یمن نے اِن حملہ آورون کا سواحل عدن وحضرموت مین استقبال کیا، اور بقوت نہین بلکہ یہ تدبیر وحیلہ ان کو اسقدر سخت شکست دی کہ مجبوراً اُن کو حبش واپس لوٹ جانا پڑا، یونانی عیسائی کہتے ہین کہ "وہ حمیریون کو سزا دیکر واپس پھر گئے" ہمارے نزدیک یہ کوئی اختلاف بیان نہین "فرار" اور "بمصلحت کامیاب واپسی" عیسائی ڈکشنری مین اِس اُنیسوین صدی مین بھی مرادف لفظ قرار دیئے جاتے ہین،

اہل حبش جنگ کا ساز وسامان درست کرکے پھر دوبارہ اِس زور وشور سے حملہ آور

پھر دوسری بار حبش آئے اور خاص اپنی حکومت قائم کی، حبشی گورنرون نے اپنا پایۂ تخت شہر صنعا کو قرار دیا جو ریدان وظفار کے پہلو مین تھا، یہ شہر اب تک باقی ہی اور امرائے یمن کا دار الامارۃ ہے، اہل عرب مین آب وہوا کی خوشگواری، مناظر کی دلفریبی، اور محاسن فطرت کی دلکشی مین ہمیشہ سے ضرب المثل ہی،

عیسائیت ویہودیت کا تصادم | مسیحی فاتح، یہودی حکمرانون سے کچھ زیادہ بہتر نہین ثابت ہوئے، مورخین عرب کا بیان ہی، کہ مسیحی فاتحین نے یہودیون کو سخت تکلیفین پہونچائین، اشاعت مذہب مین قتل وظلم وتعذیب وتعدی کسی فعل سے احتراز نہین کیا گیا، عیسائی ان دردناک وقائع کے بیان سے خاموش ہین، لیکن ایک عجیب وغریب یہودی وعیسوی مناظرہ کا ذکر کرتے ہین، حمیری یہودیون نے عیسائیون کو چیلنج دیا کہ باہمی مناظرہ سے صحتِ مذہب کا فیصلہ کیا جائے چنانچہ عیسائیون کی طرف سے جرجنتیوس (جریج) شہر ظفار (ظفار) کا بشپ، اور یہودیون کی جانب سے ہربانوس (حرب) وکیل مقرر ہوئے، تین دن تک بادشاہ کے حضور مین مجلس مناظرہ گرم رہی لیکن کوئی فیصلہ نہوا،

ہربانوس نے کہا کہ "شہر ناصرہ کا یسوع اگر حقیقت مین زندہ ہی اور آسمان پر اپنے پرستارون کی دعائین سُن رہا ہی، تو کہو کہ اسوقت ہمارے سامنے آئے" یہودی بھی چارون طرف سے بیک آواز چلائے کہ "ہان اپنے یسوع کو دکھاؤ، ہم فوراً ایمان لائینگے" ناگاہ بجلی چمکی آسمان پر بڑا کا ہوا، اور یسوع جلال کی شعاعون مین ارغوانی بادل کے اندر، ہوا مین نمودار ہوا، ہاتھ مین تلوار تھی، سر پر گران بہا تاج تھا، مجمع کے برابر کھڑے ہوکر بڑی آواز مین گویا ہوا، ہان دیکھو! مین تمھاری نگاہون کے سامنے ہون، مجھی کو تمھارے باپ دادا ؤن نے مار ڈالا تھا" عیسائیون نے گڑگڑا کر کہا "خداوندا! اے خداوندا! ہم پر رحمت ہو" تمام یہودی

"اُلیباس" درحقیقت "یلا اصبحہ" ہی جسکو عرب الاصبح کہتے ہین، اور "اسمیفیوس" کی اصل "سمیفع" ہی عدن کے قریب حصن غراب مین ایک اور کتبہ ہی جس مین سُمیفع اور نیز اُس کے لڑکون کا نام بوضوح تمام مذکور ہی، اصل ترجمہ یہ ہی،

"سُمیفع اشوع اور اُسکے لڑکے شرحبیل یکمل اور معدی کربیان نے یہ یادگاری کتبہ حصن غراب مین لکھا جبکہ اُنھون نے اپنے قلعہ اور شہر پناہین درست کین، اور اسمین پناہ گزین ہوئے، اور حبش نے یمن فتح کیا، اور باشندون پر غالب آئے اور تجارت کی راہ کھولی اور بادشاہ حمیر کو قتل کیا، . . . . ماہ حجتن سنہ ۶۴۰"

سنہ ۶۴۰ یمنی تاریخ ہی، حسب تعدیل سابق (دیکھو حمیر کا زمانہ) یہ سنہ ۵۲۵ء کے مطابق ہوگا، جو عین فتح کی تاریخ ہی، لیکن عجیب بات یہ ہی کہ اولاً تو کتبہ کی عبارت اگر وہ صحیح پڑھی گئی ہی تو فاتح ہونا نہین ظاہر کرتی، کہ فاتح کو پناہ گزینی کی کیا ضرورت ہی؟ ثانیاً "سمیفع اشوع" "شرحبیل یکمل" اور "معدی کربیان" تینون خالص سبائی حمیری نام ہین، پھر ابرہہ کے کتبہ سدعرم مین معدی کرب بن سمیفع ایک ذوالینرنی امیر کا نام ملتا ہی، عثمانی دارالآثار کے کتبہ سے سمیفع کا عیسائی ہونا بھی ثابت ہوتا ہی، جو حمیر کا مذہب نہ تھا، ایک بات سمجھ مین آتی ہی ممکن ہی کہ صحیح ہو، حسب روایت طبری ذوالینرن آخری شخص تھا جو حبش کے مقابلے کے لیئے اُٹھا تھا، لیکن چارون طرف دیکھکر مایوس ہوگیا، ابرہہ کے کتبۂ عرم کے مطابق معدی کرب اور سمیفع اِسی کے خاندان سے تھے، دارالآثار عثمانی کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُنھون نے عیسائیت قبول کرلی تھی، حصن غراب کے کتبہ مین ان کی عیسائیت نہین ظاہر ہوتی، لیکن خوف زدہ ہوکر قلعہ بند ہونا ثابت ہوتا ہی، اِسلیئے قیاس یہ ہی کہ اولاً یہ اہل حبش کے غلبہ سے ڈرکر حصن غراب مین بیٹھے، پھر مجبور ہوکر عیسائی ہوگئے[1]، اور مین اُن کو واپس دیکر حبش جیسا کہ کہتے ہین، پھر گئے،

[1] طبری کی روایت ہی کہ فاتح یمن (ابرہہ) نے ذوالینرن کی بیوی زبردستی چھین کر اپنے محل مین رکھ لی تھی، معدیکرب سیف بن

سنہ ۵۴۳ء مین ابرہہ نمودار ہوتا ہی، اسی زمانہ کے ایک عیسائی مصنف پروکوپیوس کا بیان اسکے متعلق حسب ذیل ہے،

ابرہہ ایک رومی غلام تھا، جو زیلع[۱] مین رہتا تھا، شاہ حبش یا اصحمہ کے خلاف جس فوج نے بغاوت کی تھی، اُسکا سردار بن گیا، سمیفع جو بادشاہ کی طرف سے یمن کا نائب تھا، اُسکو قید کر لیا، اُسکے مقابل جو فوج بھیجی گئی اُسکو شکست دی، اِس اثنا مین بادشاہ مرگیا، اُسکے جانشین نے ابرہہ سے صلح کر لی، اور اپنی طرف سے اُسکو یمن کا نائب بنایا[۲]،

بجز ابرہہ کے رومی غلام ہونے کے عربی روایتین حرف حرف اسکے مطابق ہین، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہین، ابرہہ کی بغاوت، ارباط نامی سردار کا آنا، ابرہہ کے غلام کے ہاتھ سے دھوکے سے اُسکا قتل ہونا، نجاشی کا خاک یمن کی پامالی اور ابرہہ کی خونریزی کی قسم کھانا، ابرہہ کا ایک شیشی مین نشتر سے اپنا خون نکالکر اور یمن کی تھوڑی مٹی بادشاہ کے پاس بھیجنا، کہ بادشاہ، پاؤن تلے یہ مٹی رکھکر ابرہہ کا خون بہائے اور قسم پوری کرلے، یہ تمام واقعات عربی تاریخون مین مفصّل مذکور ہین،

ابرہہ کو جب اِدھر سے اطمینان ہوا، تو تمام ملک مین عامل مقرر کیئے، عیسائیت کی ترویج کی، بڑے بڑے شہرون مین کنیسے تعمیر کیئے، سب سے بڑا کنیسہ صنعا مین تعمیر ہوا، جس کو عرب "القلیس" کہتے ہین جو یونانی کلیسیا کی تعریب ہے،

---

[۱] زیلع افریقی ساحل پر یمن کے مقابل ہی، اب اسکو اریٹیریا کہتے ہین، اور اٹلی کے زیر حکومت ہی، عہد اسلام مین یہان بہت سے مصنفین پیدا ہوئے ہین،

[۲] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام لفظ "ابرہہ"

اندھے ہوگئے، پھر جب تک بپتسمہ نپایا آنکھین نہ ملین[1]،

عربی روایتون مین اِس قصّہ کا ذکر نہین، لیکن اِسی کے مقابل مین یہ قصّہ البتہ مذکور ہی کہ جب تبع ابوکرب نے یہودیت قبول کی تو یمنی ستارہ پرستون نے اِس مذہب کی صحت تسلیم نہ کی، آخر معاملہ اِس پر منحصر ہوا کہ فلان غار سے ایک آگ نکلتی ہی جو ناحق کو جلادیتی ہی اور اہل حق کا بال بھی بیکا نہین کرتی چنانچہ یہودیون کے احبار اور بت پرستون کے کاہن توراۃ اور اپنے بت ہاتھ مین لیکر گئے، وقت مقرر پر آگ نکلی، دنیا دھوان سے تاریک ہوگئی، جب روشنی پھیلی تو کاہن اور اُن کے بت خاک کے ڈھیر تھے، اور احبار صحیح وسالم غار کے دہانہ پر توراۃ پڑھتے ہوئے نظر آئے[2]،

عجب نہین کہ یہ دونون قصّے ایک ہی اصل کے دو عکس ہون، ہر ایک فریق نے اپنے مطلب کے مطابق اسکو پھیلایا ہی،

ابرہۃ الاشرم | بقول عرب، ارباط نے یمن پر بیس برس حکمرانی کی، اِس اثنا مین حبشی فوج نے بغاوت کی، ابرہہ ایک حبشی سردار اس باغی جماعت کا سرعسکر بن گیا، لفظ "ابرہہ" ابراہیم کا حبشی تلفظ ہی، اور چونکہ نک کٹا تھا، اسلئے "اشرم" کہلاتا تھا، عرب اسکو حبش کے شاہی خاندان سے سمجھتے ہین، بہرحال ارباط اِس فتنہ مین مارا گیا، اور ابرہہ تہنا یمن کا بادشاہ بن بیٹھا، ارباط کے اختتام اور ابرہہ کے آغاز حکومت کی تاریخ نہین معلوم، لیکن ابرہہ کے ایک ابتدائی کتبہ پر ۶۵۴ سنہ یمنی جو مطابق ۵۴۳ء ہی تاریخ ثبت ہی، اگر ہم اسی کو آغاز سال فرض کرلین تو ارباط کی مدت حکومت جو ۱۸ سال ہے ۵۲۵ء سے شروع ہوکر ۵۴۲ء پر ختم ہوتی ہے،

---

[1] سیل کا مقدمہ ترجمہ قرآن، [2] تاریخ طبری،

ہزارون کی تعداد مین ماہ ذوالقباط ۶۵۷ھ (یعنی مطابق ۵۴۳ء) مین لیکر چلا، جب مارب (سبا) کی وادیون مین پہونچا، تو یزید خود آیا، اور تمام سردارون کے سامنے اُسنے اطاعت قبول کرلی"۔۔۔۔

(۲)

اِسی اثنا مین مارب کے بند (سدّ) کی دیوار، حوض، اور دروازون کے ٹوٹنے کی خبر ماہ ذوالمدرح ۶۵۷ھ (یعنی مطابق ۵۴۳ء) مین آئی، قبائل کو فرمان بھیجا کہ پتھر، لکڑی اور سیسہ، بند کے درست کرنے کے لیئے مہیا کرین، بادشاہ پہلے مارب گیا اور وہان کے کنیسہ مین نماز ادا کی، پھر موقع پر گیا، نیو کھودی گئی، اور تعمیر شروع ہوئی،۔۔۔۔

(۳)

بادشاہ حسب ذیل اُمرا (اقیال) سے معاہدہ کرکے واپس آیا، شہزادۂ اکسوم قلعہ دار معاہر فرزند بادشاہ، مرجزف، قلعہ دار ذرناح، عادل قلعہ دار فانش، اور قلعہ داران شولمان، شعبان، رعین اور ہمدان وغیرہ۔۔۔

(۴)

رحمان کی عنایت سے نجاشی، قیصر روم، منذر (شاہ حیرہ) اور حارث بن جبلہ (شاہ غسان) اور دوسرے بادشاہون کی طرف سے سفراء دوستی اور محبت کے لیئے ماہ دوان ۶۵۷ھ (یعنی ۵۴۳ء) مین آئے،۔۔۔۔۔۔

واقعۂ فیل ابرہہ کے زمانۂ حکومت کا سب سے بڑا عظیم الشان واقعہ ۵۷۰ء مین مکہ پر فوجکشی ہی، اِس مہم مین چونکہ حبشی ہاتھی لیکر آئے تھے اسلئے عرب اِس مہم کو واقعۃ الفیل اور

ابرہہ کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سدِّ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہی، جس سے چار نہایت اہم واقعات معلوم ہوئے ہین،

(۱) ۶۵۵ ینی مطابق ۵۴۳ء مین ابرہہ کے خلاف اہل یمن نے بغاوت کی، جسمین خود ولی عہد بھی شریک تھا،

(۲) اِسی سنہ مین سدِّ عرم آخری بار منہدم ہوا،

(۳) ابرہہ عیسائی تھا، اور مارب مین ایک بہت بڑا گرجا اِسنے تعمیر کیا تھا،

(۴) اِسی سنہ مین نجاشی حبش، قیصر روم، منذر شاہ حیرہ اور حارث بن جبلہ شاہ غسان کے سفیر اسکے دربار مین آئے،

اصل کتبہ کے اہم فقرے حسب ذیل ہین،

(۱)

"رحمان الرحیم، اور اُسکے مسیح، اور روح القدس کی مہربانی سے، ابرہہ اکسومی حبشیون کا رئیس، اور ارامحیس ذبیان شاہ حبش کا محکوم، شاہ سبا، وذوریدان وحضرموت ویمنات وتہامہ ونجد، یہ یادگار قائم کرتا ہی کہ اُسنے اپنے عامل یزید بن کبشہ پر فتح پائی جس کو اُسنے کندہ اور وہی پر حاکم بنایا تھا، اور سپہ سالار مقرر کیا تھا، اور رؤساے سبا (اقیال سبا) اُس کے ساتھ تھے اور وہ مرّہ، ثامہ، حنش، مرثد، اور ضعف قلعہ دار (ذو) خلیل، اور آل ذن رو سائے (اقیال) معدی کرب بن سمیفع اور ہفان، اور اُسکے ہم برادر فرزندانِ اسلم تھے، بادشاہ نے اُس کے مقابلے مین جرّاح قلعہ دار (ذو) زنبور کو بھیجا یزید نے اُس کو مار ڈالا، اور قصر کدار کو ڈھا دیا، اور کندہ، حریب اور حضرموت کے قبائل سے اُسنے جمعیت اکٹھا کی،... بادشاہ کو خبر ملی تو اپنی حمیری وحبشی فوج

دل اور آدمیون کا جنگل وادی مکہ کے قریب پہونچا، دفعۃً کسی سمت سے پرندون کا غول در غول نمودار ہوا، اُن کے منھ اور پنجہ مین کنکریان تھین، یہ کنکریان جس پر گرین، بدن پھوڑ کر نکل آئین، اعضا سڑنے گلنے لگے، ہاتھی چنگھاڑ مار مار کر پیچھے ہٹ گئے، چند منٹ مین تمام لشکر زیر و زبر تھا، عرب مین چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی[۵۱]

واقعہ کے اخیر فقرہ سے مورخین یورپ نے یہ نتیجہ پیدا کیا ہی، کہ اصل واقعہ اتنا ہی کہ ابرہہ رومیون کی مدد کو فوج لیکر نکلا، راہ مین اُسکی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہو کر رہ گئی[۵۲] حبش مین اسی زمانہ مین چیچک کی وبا کا پھیلنا، غیر اسلامی روایت سے ثابت ہی، چنانچہ حبش کے ایک سیاح نے اپنے سفرنامہ مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہی[۵۳] چیچک کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ دُنیا مین اس بیماری کا نشو، اور ترقی تقریباً اسی زمانہ سے ہے،

قرآن مجید نے انھین واقعات کو سورۃ الفیل مین بیان کیا ہی،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ،	تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ
اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ،	کیا کیا، کیا اُسنے اُنکی مخفی تدبیر کو بیکار نہین کر دیا، اُسنے
وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ، تَرْمِيْهِمْ	اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے، وہ پرندے پتھر مارتے تھے،
بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ،	پھر خدا نے اُن کو کھائے ہوئے بھس کے مانند کر دیا،

جمہور کے نزدیک اِن آیات کی تفسیر تو وہی ہی جو عام روایت کے مطابق ہی، پرندون کا پتھر برسانا، اور اُس سے ایک فوج کی فوج کا ہلاک ہوجانا تعجب انگیز واقعہ ہی لیکن

---

۵۱ طبری و ابن اسحاق،

۵۲ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، اصحاب الفیل،

۵۳ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا لفظ "اسمال پاکس"

اِس سال کو عام الفیل کہتے ہین، آنحضرت صلعم کی ولادت مبارک اِسی سال اِس واقعہ کے چالیس روز بعد ہوئی تھی،

عرب مورخین کی روایت کے مطابق، اِس مہم کا مقصد صرف تخریب کعبہ تھی، یورپین مصنفین کہتے ہین یہ واقعہ ضمنی پیدا ہوگیا ہوگا، ورنہ اصل غرض روم و فارس کی باہمی جنگ مین صحرائے حجاز کو عبور کرکے ہم مذہب رومیون کی اعانت تھی، ہمکو اصل و ضمن سے بحث نہین، تواتر نقل سے اتنا جانتے ہین کہ یہ واقعہ ہوا، اور بس!

ابرہہ کے کتبۂ عرم کے جو فقرے ہم نے اوپر نقل کیئے ہین، اُن سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ یمن کے علاوہ تہامہ کا بھی جہان کعبہ واقع ہی اپنے کو بادشاہ سمجھتا ہی، کتبہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ اُسنے ایک گرجا مارب مین بنوایا تھا، اہل عرب کی روایت اِس واقعہ کے متعلق یہ ہی، اور جو قرب زمانہ کی وجہ سے یقیناً صحیح ہوگی؛ ابرہہ نے عیسائیت کی ترویج کی غرض سے صنعا مین ایک بڑا اور عظیم الشان کلیسا تعمیر کیا تھا، اور اُسکا نام کعبہ رکھا، غرض یہ تھی کہ عرب اصلی کعبہ کو چھوڑکر ادھر جھکین، عربون مین کعبہ کی چونکہ بڑی عظمت تھی، اور عرب کے ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ اسکی برابر عزت کرتے تھے[1]، اسلیئے اِس سے اُن مین برہمی پیدا ہوئی، ایک عرب نے رات کو چھپکر اِس کلیسا کو نجس کردیا، ابرہہ اپنے مقدس معبد کی بیحرمتی کو دیکھکر غصہ سے بیتاب ہوگیا، ایک فوج جرار اور چند ہاتھی لیکر کعبۂ ابراہیم کو ڈھانے نکلا، راہ مین عرب کے متعدد قبائل بڑھ بڑھکر ابرہہ پر حملہ آور ہوئے، لیکن ہزیمت اُٹھاکر پسپا ہوگئے، جب یہ ہاتھیونکا

[1] اسکی دو دلیلین ہین اول یہ کہ کعبہ مین ابراہیم (یہود) مسیح اور مریم (عیسائی) کی تصویرین اور تمام قبائل کے بُت تھے، ثانیاً یہ کہ نصرانی شعرائے جاہلیت کے کلام مین بھی مشاعر کعبہ اور ارکان حج کی عظمت مذکور ہی،

ہی، اِس تفسیر کے رو سے آیت کے معنی یہ ہون گے،

"تو نے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اُسنے اُنکی مخفی تدبیر
کو بیکار نہین کر دیا، اُسنے اُن پر جُھنڈ کے جُھنڈ پرندے بھیجے، تو اُن کو پتھرون سے مارتا تھا،
پھر خدا نے اُن کو کھائے ہوئے بھس کے مانند کر دیا"

خدا اِس سورہ مین اپنے متعدد احسانات گناتا ہی، اوّل یہ کہ اُسنے اُنکی تدبیر بیکار کر دی، دوسرے یہ کہ اُس نے اُن کے ساتھ ساتھ پرندون کے غول بھیجے کہ اُنکی لاشون کی نجاست سے صحن حرم کو پاک کر دین، تیسرے یہ کہ اتنے بڑے لشکر کو صرف بد دیا نہ سنگ اندازی سے شکست دیدی،

محال نہین، ممکن ہی کہ اِن کنکرون مین چیچک کے وبائی جراثیم ہون، اِس واقعہ کی صحت کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہی کہ یہ سورہ اِس واقعہ کے تقریباً پچاس برس بعد نازل ہوئی، اسوقت بہت سے اشخاص حملہ حبش کے چشم دید گواہ موجود ہون گے، بعض لوگ ایسے ہونگے جنھون نے اپنے بزرگون سے اِس واقعہ کو سُنا ہوگا، تاہم کسی نے اِس وحی آلہی کی تکذیب کی جرأت نکی، سرسیّد نے اِس سورہ کی جو تفسیر تہذیب الاخلاق مین لکھی تھی، اور جس سے اِس واقعہ کے اعجوبہ پن کو دور کرنیکی کوشش کی تھی وہ سرتاپا لغو اور اغلاط سے مملو ہی، عربی زبان مین طیر کا لفظ بدفالی اور کنایۃً بلا کے معنی مین کبھی نہین آیا، وہ طائر کا لفظ ہی اور اس سے مزعومات عرب کے مطابق فال بد مراد ہوتی ہی، اِس معنی مین ارسال کے ساتھ بھی اِس لفظ کا استعمال نہین ہوا،

اِن آیات کے ایک اور معنی نظام القرآن کے مصنف[۵۲] نے اختیار کیے ہین اور ممکن ہی کہ وہ ایک حد تک صحیح ہون، سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عربون کا عام بیان یہ ہی کہ جب کوئی فوج گران کسی طرف کا رُخ کرتی ہی تو مردہ خوار پرندون کا غول ساتھ ساتھ ہوا مین اُڑتا چلتا ہے، نابغہ کہتا ہی: اُنکے پرچم کے ساتھ ساتھ پرندون کا غول چلتا ہے،

ابو نواس کا شعر ہے: ہمارے ممدوح کی فوج کیساتھ پرندے ہین، کیونکہ اسکے فاتح ہونیکا اُنکو یقین ہے،

سنہ ۳۶ھ مین بصرہ مین جنگ جمل واقع ہوئی تھی، حجاز مین اِس لڑائی کا حال اِسی دن معلوم ہوگیا تھا، کیونکہ غول در غول پرندے کٹے ہوئے اعضا چنگل اور چونچ مین لیئے ہوئے اِدھر اُدھر اُڑ رہے تھے،[۵۱]

دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ ترمی کا فاعل طیر نہین ہی، بلکہ اَنت ہی جو اللہ تو کا بھی فاعل

---

[۵۱] تاریخ طبری ذکر واقعۂ جمل، [۵۲] مولانا حمیدالدین صاحب،